احمدیت سے الحاد تک

۵۰

اقساط کا مجموعہ

میں نے مذہب کیوں چھوڑا

اسد واسر

اے زی کشمیری

فہرست •••

تعارف ●

قسط نمبر 1 ● خدا اور مسلمانوں کے مفروضات

قسط نمبر 2 ● ادھوری قرآنی معلومات کی جانچ پڑتال

قسط نمبر 3 ● ترکِ مذہب کا خیال

قسط نمبر 4 ● بچپن کے سوالات اور بڑوں کے جواز

قسط 5۔ ● آدم اور حوا کا دیومالائی قصہ

قسط نمبر 6 ● غزوہ بدر اور لوٹ مار

قسط نمبر 7 ● ابولہب کی شفقت اور قرآن کی گالیاں

قسط نمبر 8 ● ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کہاں آئے؟

قسط نمبر 9 ● اسلام میں حلال و حرام کی حقیقت

قسط نمبر 10 ● ڈائنا سورز اور مذہبی کہانیاں

قسط نمبر 11 ● خداؤں کے ڈھیر

قسط نمبر 12۔ حصہ اول ● نظر بن حارث کے 3 سوالات

قسط نمبر 12. حصہ دوم۔ ● عقبہ بن معیط اور نظر بن حارث کا انجام

قسط نمبر 13 ● برصغیر میں اسلام پھیلنے کی ایک اور وجہ

قسط نمبر 14 ● عزیر اللہ کا بیٹا بے بنیاد قرآنی دعویٰ

قسط نمبر 15. حصہ اول۔ ● جنگِ جمل شہید کون قاتل کون؟

قسط نمبر 15. حصہ دوم۔ ● جنگ جمل اور شیعہ حضرات

قسط نمبر 16 ● نبیوں سے واقعی خدا رابطہ کرتا ھے؟

قسط نمبر 17 ● کیا گارنٹی ہے کہ ہمارا پیدائشی مذہب سچا ہے؟

قسط نمبر 18. ● کونسے مذہب کا انتخاب کیا جائے؟

قسط نمبر 19۔ بقیہ حصہ ● کونسے مذہب کا انتخاب کیا جائے؟

قسط نمبر 20 ● اسوہ حسنہ کے چند او جھل حقائق

قسط نمبر 21 ● دیومالائی قصے اور طلسماتی کہانیاں

قسط نمبر 22 ● کیا علی باب علم تھے؟

قسط نمبر 23 ● راجپال اور علم دین کی کہانی

قسط نمبر 24 ● مذہب بدلنے پر قتل کیوں؟

قسط نمبر 25 ● ناسخ و منسوخ بوکھلاہٹ کا نتیجہ

قسط نمبر 26 ● قبلہ کی غلطی اور یہودیوں کا قتلِ عام

قسط نمبر 27 ● کیا عیسائی اور یہودی سور ہوتے تھے؟

قسط نمبر 28 ● بے رحم اور ظالم مذہبی لوگ

قسط نمبر 29 ● ایک بڑی قرآنی غلطی۔ مریم ہارون کی بہن

قسط نمبر 30 ● مذاہب کے بے بنیاد سائنسی دعوے

قسط نمبر 31 ● 50 مشہور قرآنی تضادات (پہلا حصہ)

قسط نمبر 32 ● مزید 50 قرآنی تضادات (حصہ دوم)

قسط نمبر 33 ● قرآن و احادیث کے چند مزید تضادات

قسط نمبر 34 ● قرآن و احادیث کی گالیاں

قسط نمبر 35 ● بائبل کی توہین انسانیت

قسط نمبر 36 ● ایک پنجابی نبی کی اخلاقیات

قسط نمبر 37 ● کیا قرآن قابل اطاعت ھے؟

قسط نمبر 38 ● جنت کی فلمی دنیا

قسط نمبر 39 ● جہنم کا خوف وہراس

قسط نمبر 40 ● قرآنی تبدیلیوں کے ثبوت

قسط نمبر 41 ● قرآنی خرافات

قسط نمبر 42 ● ایک انوکھی منطق

قسط نمبر 43 ● محسن انسانیت یا قاتلِ انسانیت؟

قسط نمبر 44 ● اللہ اور اسکا ناقص طریقہ کلام

قسط نمبر 45 ● شیطانی آیات کیا ہیں؟

قسط نمبر 46 ● عبداللہ بن سعد مرتد کاتب وحی

قسط نمبر 47 ● اسلام کا تاریخی اور آرکیالوجیکل پس منظر۔

قسط نمبر 48 ● رحمت اللعالمین کا تصور

قسط نمبر 49 ● تعلق باللہ اور توکل علی اللہ مذہبی مگرمچھوں کا ایک مقدس جال۔

قسط نمبر 50 ● پیغام بنام حضرت مرزا مسرور

حوالہ جات اور ذرائع ●

تعارف

انسانی ارتقاء اور بگ بینگ ایک ایسی حقیقت ہے۔ کہ کسی بھی نامور سائنسدان کا اس کو جھٹلانا ناممکن ہے۔ جب آپ اس کی حقیقت کو پا لیتے ہیں۔ تو پھر ہر چیز کا مشاہدہ کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ آپ کو دنیا میں مسائل اور وسائل میں درپیش مشکلات کی وجوہات بھی نظر آنا شروع جاتی ہیں۔

آپ مفروضات اور خرافات کے دنیا سے کچھ باہر نکل آتے ہیں۔ مذاہب کی حقیقت اور خداوں کی تخلیق کی حقیقت آشکار ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ حقیقت میں انسان نے خدا کو بنایا ھے۔ نا کہ خدا نے کسی انسان کو بنایا ہے۔ یہ سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ھے۔ کہ رام اور رحیم یا اللہ، God، اور بھگوان سبھی ایک ہی سکے کے مختلف رخ ہیں۔ اور مسجد، مندر اور چرچ صرف اطاعت اور جہالت کی فیکٹریاں ہیں۔ جہاں آپکو بلا معاوضہ بھرتی کیا جاتا ھے۔ اور آج تک کسی کو کچھ نہیں ملا۔ صرف دینا پڑتا ھے۔ زمین و آسمان بنا کر خدا آپ کو چندہ برائے مسجد دینے کا مطالبہ کرتا ہے۔ ذرا سوچئیے۔

ارتقاء(Evolution) کو مکمل طور پر جاننے اور سمجھنے کے لئے رچرڈ ڈاکنز کی کتابیں۔ اندھا گھڑی ساز (The Blind watchmaker)۔ روئے زمین کا عظیم ترین تماشہ(The greatest show on earth)اور حقیقت کا جادو(The magic of reality)۔ کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے آپ ارتقاء کے ہر سوال کا جواب جان جائیں گے۔

اور ایک اہم بات یہ ہے کہ بندر سے انسان بننے والی کہانی کا ارتقاء سے بالکل کوئی تعلق نہیں۔ یہ صرف آپ کے اندر نفرت کی آگ بھرنے کے لیے آپکو بار بار بتایا جاتا ھے۔ تا کہ آپ آنکی کتب کا مطالعہ کر کے حقیقت تک نہ پہنچ پائیں۔ اور غلام کے غلام ہی رہیں۔۔ ذرا سوچیے کہ اگر ڈاکٹر پرویز ہود بھائی اور دوسرے پاکستانی سائنسدانوں نے تجویز کردہ کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ تو پھر آپ کو بھی اپنی علمی سانسیں بحال کرنے کے لئے ان کتابوں کے مطالعہ کی اشد ضرورت ہے۔ اردو میں ڈاونلوڈ کیجیئے۔ اور پڑھیے translationsproject.org
Realisticapproach.org

ان کتب کے مطالعہ کے بعد آپ کو "احمدیت سے الحاد تک" میں دیے گئے حوالہ جات کے حقائق کو سمجھنا کافی آسان ہو جائے گا۔ اس کتاب کو لکھنے کا ایک اہم اور بنیادی مقصد یہ ہے کہ آپ اصل حقائق کو سمجھیں۔ اگر آپ ان حقائق کو پہلے سے سمجھتے ہیں۔ تو پھر ایک قدم اور آگے بڑھائیں۔ اگر آپ نے موجودہ دور میں 5000 خداؤں میں سے 4999 خداوں کی نفی کر دی ھے۔ تو مزید ایک اور خدا کی نفی کر کے دیکھیں۔ اس کلیہ کو صرف ایک ہفتہ کے لئے آزمائیں۔

آپ کو ایک حیران کن طور پر تبدیلی محسوس ہو گی۔ (آپ چاہیں تو اس خدا کو واپس مان لیں)۔ لیکن آپ کو تلاوت اور نمازوں کا جھنجھٹ نہیں ہو گا۔ جنت اور جہنم کا خوف نہیں ہو گا۔

فرشتے حوریں اور روحانی خرافات جیسے غیر عقلی باتوں سے نجات ملے گی۔ ہزاروں سال پرانی فرضی کہانیاں اور قصے بھی آپ کے دماغ میں خلل پیدا نہیں کریں گے۔ جنگ و جدل اور قتل و غارت کے دیومالائی قصوں سے آزاد ہوں گے۔ یہاں تک کہ درود و استغفار سے بھی چھٹکارا ملے گا۔ کسی انسان کی اطاعت کی غلامی بھی درھم برھم نہیں کرے گی۔ حقیقت پسندی پر سوچنے کا وقت ملے گا۔ جس پر دنیا قائم ھے۔

بالکل آزادانہ سوچ کیساتھ سب مذاہب کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کر کے آپ مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ کہ حقیقت کچھ اور بھی ہے۔ آپ روزانہ انسانی حقوق کے آرٹیکلز کا مطالعہ کریں جو صرف دو صفحات پر مشتمل ہیں۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ کتنے انسانی حقوق ہیں جو مذہب، سیاست، نام نہاد اطاعت اور مقدس غلامی کے نام پر آپ سے چھین لیے گئے ہیں۔ یا آپکو دیے ہی نہیں گئے۔

خالی ذہن ہو کر تمام مذاہب کا مطالعہ کریں۔

یہ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے عالمگیر 30 آرٹیکلز

ہیں۔https://www.thepersecution.org/50years/undechrurdu.html کیونکہ یہ حقوق آپ کو اس لیے نہیں دکھائے جاتے کہ کہیں آپ اپنے امام لیڈر یا سربراہ سے ان پر سوالات نہ کر دیں۔ اور انہیں شرمندگی

نہ اٹھانی پڑے۔ بہت سارے احمدی لوگ خصوصاً عورتیں ملحد (Atheist) کی اصطلاح سے ناواقف ہوتی ہیں۔ اسلیے یہاں بیان کر دیتا ہوں۔

کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جو یہ سمجھتا ہے۔ کہ یہ سب اور ہمیں خدا نے بنایا اور مذاہب بھی خدا نے بنائے ہیں۔۔ جبکہ ملحد یا دہریہ یہ سمجھتا ہے کہ مذاہب اور خدا کو انسان نے بنایا۔ اور انسان ارتقاء کا نتیجہ جبکہ کائنات بگ بینگ کا نتیجہ ہے۔ جیسے اسلام ایک نظریہ (Theory) ہے اسی طرح اس نظریے کو Atheism کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ Theism. Deism. Agnosticism. Genosticism. Pantheism. Pandeism. ملتے جلتے نظریات ہیں۔ آپ گوگل سے ان کے بارے میں جان سکتے ہیں۔

اس کتاب میں حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ ہر بات کو آسان الفاظ میں بیان کیا جائے۔۔ اسکا مقصد حقائق و حوالہ جات اور اپنے خیالات کو آپ تک پہنچانا ہے۔ ضروری نہیں کہ آپ میری طرح ملحد ہو جائیں۔

لیکن یہ ضروری ہے کہ آپ مذہبی جہالت اور غلامی کی زندگی سے نجات حاصل کریں۔

آپ مذہبی حقائق کو سمجھیں۔ جہاں بھی شک ہو۔ تحقیق کریں۔ تنقید کرنا سیکھیں۔ غلط کو غلط کہیں اور حقیقت پسند بنیں۔ اور غلامی کی زندگی سے ایک تعلیم یافتہ، منظم اور اچھی آزادانہ زندگی کی طرف گامزن ہوں۔

تصنیف۔

"احمدیت سے الحاد تک"

اسد واسر۔ ایکس-احمدی ملحد ربوہ (چناب نگر) حالیہ جرمنی

اے زی کشمیری۔ سابق بریلوی مسلم۔ آزاد کشمیر حالیہ انگلینڈ۔

قسط نمبر 1

خدا اور مسلمانوں کے مفروضات۔۔

جب کوئی کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوتا ہے۔ تو جھوٹ اور منافقت کا لبادہ اسی وقت اوڑھ لیتا ھے۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد اس کے رسول ہیں۔۔ حالانکہ اللہ تو اس نے دیکھا تک نہیں۔ کہ ایک ہے یا دو ہیں۔ لیکن گواہی تو اس کے لئے جاتی ہے جو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔ اگر اس مقدمہ کو عدالت میں لے کر جائیں تو اس کو منہ کی کھانی پڑے گی۔ کہ وہ خدا جس کو اس دیکھا تک نہیں اس کی گواہی دے دی۔ نہ ہی محمد کو دیکھا۔ اور نہ ہی محمد کو رسالت ملتے دیکھا۔ دنیا کا کوئی باشعور جج یہ گواہی کبھی قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ گواہی آنکھوں دیکھے ثبوت پر منحصر ہوتی ہے۔ اس لیے پوری دنیا میں مذہب ہر ایک کا ذاتی مسئلہ قرار دیا جا چکا ہے۔

پاکستان کے ہر انسان کی طرح مجھے بھی پیدا ہوتے ہی کانوں میں تکبیر پڑھ کر مشرف بہ اسلام کر لیا گیا ... بچپن سے نماز پڑھی.. روزے بھی رکھے... قرآن بھی کئی دفعہ ختم کیا ... کلمہ پر ایمان ... تمام انبیاء پر ایمان ...اسلام کے تمام ستونوں پر ایمان ... آخرت پر ایمان .... غرض ایمان بھی ایسا ویسا نہیں بلکہ ایک سو دس فیصد ایمانبچپن سے ایک ہی سبق طوطے کی طرح حفظ کیا کہ اسلام دنیا کا پر امن ترین اور سچا مذہب ہے اور قرآن خدا کا کلام اور دنیا کی سچی ترین کتاب ہے... لیکن جیسے جیسے بچپن کو کراس کیا تو کچھ سوالات جنم لینے لگے... خاندان کے بزرگوں سے استفسار کیا تو جواب ملا کہ بیٹا یہ برے خیالات ہیں ... قرآن پڑھا کرو تا کہ سوالات جنم نہ لیں... لیکن سوالات تھے کہ بڑھتے ہی چلے گئے... اس مضمون میں میں اپنے کچھ ذاتی خیالات، سوالات، مشاہدات، واقعات، امکانات، منطق اور دلائل کا ذکر کرنا چاہوں گا جنھوں نے مجھے مجبور کیا کہ میں اسلام کو بطور مذہب ترک کر دوں... طنز.. تضحیک اور مذاق کے بغیر.. اس تھریڈ میں کی گئی گفتگو صرف میرا ذاتی نقطہ نظر ہے.... اگلے چند دنوں میں ... اس تھریڈ میں مندرجہ ذیل چار موضوعات پر علیحدہ علیحدہ بحث کرنے کی کوشش کروں گا

۱. ابراہیمی مذاہب کے خدا کا تصور

۲. قرآن اور دیگر الہامی کتب پر میرا نقطہ نظر

۳. حضرت محمد کی زندگی اور شخصیت پر میری رائے

۴. مذہب سے ماوراء کسی خالق کی موجودگی کے امکانات

کیا خدا خود سے ہے یا یہ کائنات؟

اکثر مسلمان یا خدا پرست... خدا کے ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ دیتے ہیں کہ کائنات.. زمین.. سورج چاند ستارے خود سے پیدا نہیں ہو سکتے... بلکہ کوئی بھی چیز خود سے پیدا نہیں ہو سکتی .... ان کو بنانے والی کوئی طاقت موجود ہے... اور وہ خدا ہے لیکن جب یہ پوچھا جائے کہ اگر کوئی چیز خود پیدا ہو ہی نہیں سکتی تو پھر خدا خود سے کیسے پیدا ہو گیا؟ اس کو کس نے پیدا کیا؟ اگر خدا خود سے پیدا ہو سکتا ہے تو پھر ہم اپنا بنایا ہوا اصول خود ہی توڑ رہے ہیں... لہٰذا یہ کیوں نہیں کہا جا سکتا کہ کائنات بھی خود سے پیدا ہو گئی اور ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی ... جتنا امکان خدا کا ہمیشہ سے ہونے کا ہے... اتنا ہی کائنات کا ہمیشہ سے ہونے کا بھی ہے... پھر یہ کیا بات ہوئی کہ ایک قیاس آرائی کو سو فیصد مان لیا اور دوسری کو سو فیصد رد کر دیا؟

خدا او جھل کیوں؟

اگر خدا نے دنیا بنائی ہے تو اسے اپنی مخلوق سے براہ راست رابطہ کرنے میں کیا امر مانع ہے.... یہ گمان ہوتا ہے یہ خدا مخلوق سے رابطہ کرنا چاہتا ہے بلکہ اسے بہت اہمیت بھی دیتا ہے مگر ایک کھیل بھی کھیلنا چاہتا ہے... اپنے کچھ پسندیدہ لوگوں کے خوابوں میں آکر اپنی موجودگی کا احساس دلاتا ہے.... اور ان افراد کو باقی مخلوق کو اپنا پیغام پہنچانے کا بھی کہتا ہے... لیکن خود سامنے آنے کو ضروری نہیں سمجھتا... ایسا کیوں ہے؟ خدا پرست یہ توجیہ پیش کرتے ہیں کہ خدا اگر سامنے آجائے تو پھر تو ہر شخص یقین کرلے ورنہ اصل روح تو بغیر دیکھے یقین کرنے میں ہے میں ذاتی طور پر اسی تشریح پر بلکل بھی یقین نہیں رکھتا کیونکہ یہ وضاحت ہمیں عقل کے استعمال سے روکتی ہے... ورنہ اگر تمام انسان ثبوت مانگنا چھوڑ دیں.. اور عقل استعمال نہ کریں تو تمام نظام ہی درہم برہم ہو جائے ... میں نے کسی ایک ٹی وی شو میں مولانا طاہر القادری کو یہ قصہ سناتے دیکھا تھا کہ حضرت محمد اس کے خواب میں آئے اور اس سے سعودی عرب کے ٹکٹ خرید کر دینے کی خواہش کا اظہار کیا ......اب یہ خواب کافی بے تکا ہے مگر ہو سکتا ہے کہ اسے ایسا خواب آیا بھی ہو مگر خواب کو حقیقت مان لینا اپنی عقل کو بالائے طاق رکھنا ہو گا....

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر خدا سامنے آ بھی جاتا ہے تو میں اسے اس کائنات کا خالق تو مان سکتا ہوں مگر اگر وہ مجھے یہ بتائے کہ انسانیت کی تخلیق کا بنیادی مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اربوں کھربوں انسان دن رات خدا کو سجدہ کریں اور صرف اور صرف اس کی خوشامد اور تعریف کریں.. اور انعام کے طور پر انہیں جنت اور حوریں مل جائیں گی ... تو میرے جیسے انڈیپنڈنٹ اور آزاد شخص کے لیے ایسی لاجک کو ہضم کرنا بہت مشکل ہو گا... اور میں پھر بھی شاید نافرمان ہی رہوں گا۔

خدا کو بندوں کی عبادت کیا ضرورت ہے؟

قرآن ہر جگہ ان احکامات سے بھرا پڑا ہے کہ چونکہ خدا نے انسانوں کو پیدا کیا ہے... اس لیے یہ مخلوق پر فرض ہے کہ وہ خدا کا شکر بجالائیں ... اس کی ہر دم عبادت کریں ... اس کی تعریف کریں ... اور اس کو سجدے کریں

زمانہ قدیم کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو کافی بادشاہوں اور شہنشاہوں کا ذکر ملے گا جن کو اپنی رعایا سے سجدے کروانے کا شوق تھا.... دوسرے الفاظ میں وہ زمینی خدا بن کر بیٹھے تھے... کسی انسان سے خوش ہوتے تو اسے ہیرے جواہرات اور جاگیر سے نوازتے... ناراض ہونے پر آتے تو زندہ انسانوں کی کھال اتروا لیتے .... لہذا جس خدا کا تصور مذہبی صحیفے ہمیں دیتے ہیں وہ بھی ان قدیم بادشاہوں سے مختلف نہیں۔ ورنہ خدا کو تعریف کی کیا ضرورت ہے؟

عبادات.. جیسا کہ نماز اور روزہ ہیں ... ان کا بنیادی مقصد خدا کی خوشنودی ہے... طہارت یا اپنی ذات پر جبر اور کنٹرول وغیرہ جیسے فوائد تو ثانوی چیزیں سمجھی جاتی ہیں... بلکہ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ اگر نماز کی نیت خدا کو خوش کرنے کی نہ ہو تو وہ نماز بے سود ہو گی اگرچہ اس سے انسان کو کچھ حد تک ذاتی فائدہ ضرور ہے

میں ایک انسان کے طور پر.. ایک کٹھ پتلی بننا پسند نہیں کروں گا جس کا کام تمام زندگی کسی ہستی کی تعریف کرنا ہے .... حقیقی طور پر دیکھا جائے تو خدا کا پیغام خود اپنے آپ سے متصادم ہے... ہر انسان کو عاجزی ... اور انکساری کا سبق دیا جاتا ہے مگر خود خدا اپنے اندر یہ صفات نہیں رکھتا.... اس بات کی کوئی وضاحت نہیں کہ انسان کے لیے اچھائی اور برائی کا پیمانہ ایک اور خدا کے لیے دوسرا کیوں؟

خدا.. گھمنڈی اور غصیلا کیوں ہے؟

صحیفے خدا کے قہر اور عذاب کی داستانوں سے بھرے پڑے ہیں .... چند افراد پر غصہ آیا تو پوری کی پوری قوم کو غرق کر دیا .... کسی نے خدا کے بھیجے پیغمبر کی بات نہ مانی اور راہ راست پر نہ آئے تو ان کا انجام دردناک تھا

میں امریکا اور یورپ کے قوانین کا مطالعہ کروں تو ایک بات واضح ہوتی ہے کہ انسانوں کے بنائے قوانین میں یہ بات ملحوظ خاطر رکھی جاتی ہے کہ سو گناہ گار بیشک چھوٹ جائیں مگر کسی ایک بے گناہ کو سزا نہ ہو جائے ... لیکن کیا بات ہے کہ خدائی انصاف اور قبائلی علاقہ جات میں ہونے والے انصاف میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا... جہاں ایک فرد کے جرم کی وجہ سے پورے خاندان کو علاقہ بدر کر دیا جاتا ہے یا کہ ان کا گھر مسمار کر دیا جاتا ہے۔۔

اکثر اوقات پورے کے پورے قبیلے کو علاقہ چھوڑ جانے پر مجبور کر دیا جاتا ہے.... قرآن کی ہر دوسری آیت دھمکی آمیز تحاریر پر مشتمل ہے کہ اگر مخلوق نے خدا پر یقین نہ کیا ... دن رات ان کی تعریف نہ کی تو اسے بہت بڑے عذاب سے دوچار کیا جائے گا.... ہمیشہ کا لیے جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا وغیرہ وغیرہ .... میری ذاتی نظر میں خدا کا یہ تصور گھمنڈی.. مغرور اور غصیلے خدا کا ہے... جسے معمولی سی بات پر غصہ آجاتا ہے اور وہ قوموں پر تباہی لے آتا ہے

خدا ایک باپ ہے... مگر مخلوق سے نفرت؟

ہر مسلمان خدا کو اپنے والدین سے بھی بڑھ کر حیثیت دیتا ہے... خدا کو ایک بڑے باپ کا سا درجہ حاصل ہے... لیکن پھر کس بات ہے کہ وہ باپ اپنی ہی پیدا کردہ مخلوق کو کیڑے مکوڑوں کی طرح مسل دینے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا.... کبھی کبھار ایسی خبر آئے کہ کسی ماں نے اپنے بچوں کو مار دیا تو دنیا حیران پریشان ہو جاتی ہے کہ ایسا واقعہ کیسے وقوع پذیر ہو گیا... کیونکہ ہوش و حواس میں والدین کا اپنی ہی اولاد کو قتل کر دینا ایک انہونی ہے.... لیکن کیا وجہ ہے کہ خدا جو کہ اپنی مخلوق سے ماں باپ سے کہیں زیادہ محبت کا دعویٰ کرتا ہے... مگر اسی مخلوق کو ہزاروں کی تعداد میں قتل کرنے پر خوش بھی ہوتا ہے... کیوں؟

کیا دنیا خدا کے لیے ایک تجربہ گاہ ہے؟

اس دنیا میں سائنس دان اور ڈاکٹرز وغیرہ انسانوں کے لیے ادویات بنانے کے دوران... چوہوں اور دوسرے جانوروں پر ٹیسٹ وغیرہ کرتے ہیں ... تاکہ مناسب مقدار اور اس دوا کے سائیڈ افیکٹ کا پتا چل سکے... وہ جانور اس

ٹیسٹنگ کے دوران یقیناً ٹارچر سے گذرتے ہیں ...کچھ مر مرا جاتے ہیں ... اور کچھ معذور ہو جاتے ہیں..... لہذا جب خدا اور اس کی اس دنیا میں ہونے والے واقعات کا جائزہ لیا جائے تو یہ احتمال ہوتا ہے کہ دنیا خدا کی تجربہ گاہ ہے جہاں انسانوں کو ٹارچر کیا جارہا ہے...کچھ کو مار دیا جاتا ہے... کچھ کو زندہ رکھا جارہا ہے... یعنی مختلف ماحول اور کنڈیشنز میں انسانوں کی ٹیسٹنگ کی جارہی ہے..... کیوں کی جارہی ہے اس کا صحیح اندازہ نہیں۔

اکثر خدا پرست یہ دلیل دیتے ہیں کہ ہاں یہ دنیا تجربہ گاہ ہی تو ہے... جو کامیاب ہو گیا اس کے لیے جنت اور جو ناکام ہوا اس کا بسیرا جہنم....... لیکن میری ذاتی نظر میں اگر خدا ہے تو یہ دنیا اس کا ایک کھیل ہے... جس سے وہ لطف اندوز ہو رہا ہے... ورنہ وہ ایک سات سالہ بچی کو ریپ کیوں ہونے دے رہا ہے... کار کے حادثے میں چار بچوں کو یتیم کر کے اسے کیا فائدہ مل رہا ہے... ایک ماں سے اس کا اکلوتا بیٹا چھین کر خدا کو کون سی آسائش مل رہی ہے... ایک مسجد میں نمازیوں کو خود کش حملے میں مروا کر کون سی گتھی کو سلجھایا جارہا ہے... کچھ خدا پرست یہ دلیل بھی دیتے پائے گیے کہ یہ اصل میں انسانوں کا امتحان ہوتا ہے... ان کی برداشت اور حوصلے کو چیک کیا جارہا ہوتا ہے.

میرا سوال یہ ہے کہ ایک زلزلے میں ہزاروں افراد کو مروا کر کس کا امتحان ہو رہا ہے اور کس کی برداشت چیک ہو رہی ہے... اگر کسی ماں کا حوصلہ چیک بھی کرنا ہے تو کیا خدا جیسی ہستی کو اس کی ضرورت بھی ہے؟ کیا خدا.. جسے ماضی.. حال اور مستقبل کی خبر ہے.... جو دلوں کے حال جانتا ہے.. کیا اسے پہلے ہی پتا نہیں کہ کسی ماں اور باپ کا کتنا حوصلہ ہے؟ تو پھر اس بظاہر بے مقصد نظر آنے والی مشق کا کیا فائدہ؟

سورہ اخلاص کا احوال؟

وہ کون سا علم ہے جس سے مخلوق کو سو فیصد یقین ہوا کہ خدا اکیلا ہے... اس کا کوئی بیٹا نہیں ... اس کا کوئی ماں باپ نہیں .. اس کا کوئی خاندان نہیں؟ اگر غور کیا جائے تو ایک سے زیادہ خدا ہونے کا امکان زیادہ ہے... وہ یوں کہ اس سے دنیا میں ہونے والے تباہی اور نا انصافی کو جواز دینا آسان ہو جاتا ہے۔ فرض کیجئے ... خشکی کا ایک خدا ہو... سمندر کا ایک ... آسمانوں کا ایک اور پاتال کا کوئی اور..... یہ سب خدا آپس میں لڑائی کرتے ہیں اور ان کی لڑائی میں مخلوق خواہ مخواہ رگڑی جاتی ہے... زلزلے... سمندری طوفان اور آسمانی آفات ان مختلف خداؤں کے ایک دوسرے پر وار ہیں اگر ایسا

نہ ہو... اور ایک خدا پر یقین رکھنا ہو تو یہ وضاحت دینا مشکل ہے کہ ایک خدا اس دنیا میں اتنی آفات کیوں لا رہا ہے اور اس نے انسانوں کے لیے زمین تنگ کیوں کر رکھی ہے.... غالب امکان تو یہی ہے کہ سورہ اخلاص کے نزول کی وجہ ... مسلمانوں کی طرف سے شاید عیسائیوں کا توڑ کرنا مقصود تھا جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بنا رکھا تھا

مخلوق سے شرطیں؟

خدا اور مخلوق کا آپس میں کوئی مقابلہ ہی نہیں .... اگر خدا اتنا طاقتور ہے جتنا کہ خدا پرست یقین رکھتے ہیں ... کہ اس نے یہ کائنات بنائی اور وہی اس نظام کو چلا رہا ہے... تو پھر خدا کو کیا آئی کہ اپنے سے حد درجہ کم تر اور کمزور مخلوق سے شرطیں لگائی جائیں ... مخلوق کو چلینج دیا جائے .... قرآن کی زبان میں یہ چیلنج کہ اس جیسی کتاب لے آؤ۔

مسلمان اس بات کو بہت فخریہ انداز میں پیش کرتے پائے جاتے ہیں کہ خدا نے کفار کو قران جیسا کلام لکھنے کا چیلنج دیا اور کفار بے بس ہو گئے اور کچھ بھی نہ کر سکے.... اس سے زیادہ تاریخی بد دیانتی کوئی اور نہیں ہو سکتی .... یہاں یہ واضح کرنا بھی ضروری ہے کہ عام یقین کے برعکس .... کفار شعراء بہت سے اشعار اور مجموعات لکھ کر لائے ... مگر خدا نے انہیں ریجیکٹ کر کے... اپنی فتح کا اعلان کر دیا ..... اب یہاں کچھ توقف کر کے غیر جانبداری سے سوچیے کہ دو فریقین میں مقابلے یا چلینج کا فیصلہ ... مقابلے میں شریک ایک فریق کرنے کا مجاز ہے؟ کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ...پڑوس سے مثال لے لیتے ہیں ...

فرض کیا کہ پاکستان اور بھارت آپس میں جنگ کا اعلان کرتے ہیں .... اور دونوں ملکوں میں سے ایک کی ہار اور جیت کا فیصلہ سنانے کی ذمہ داری پاکستان کے آرمی چیف کو دے دیتے ہیں .... تو آپ بتائیے کہ جنگ کے حقیقی نتائج تو ایک طرف...پاکستان کا آرمی چیف کس کی فتح کا اعلان کرے گا؟ لہذا خدا کا یہ فرمان کہ کفار نے کوشش کی مگر قرآن جیسی تحریر سامنے نہ لا سکے... بہت بڑی جانبداری ہے.... چنانچہ... نا صرف خدا کا مخلوق کو چیلنج دینا عجیب و غریب ہے بلکہ اپنی فتح کا خود ہی اعلان کر دینا اس بھی زیادہ حیران کن ہے۔

جنت اور دوزخ۔۔۔

میری مذہب سے دوری ہونے کی چند بڑی وجوہات میں سے ایک ... جنت اور دوزخ کا تصور بھی ہے.... میری نظر میں انعام کے لالچ میں کیا گیا ہر فعل ناقص ہے... دنیا کے مسلمانوں کی غالب اکثریت اسلام پر اس لیے ایمان رکھتی ہے کہ انہیں آخرت میں جنت ملنے کی امید ہے... بیشتر حوروں کے انتظار میں ہیں ... کچھ کو شراب... دودھ کی نہروں اور فروٹ کی طلب ہے.... اس لیے میری ذاتی رائے میں اگر جنت کے تصور کو اسلام سے نکال دیا جائے تو اکثریت شاید اسلام چھوڑ جائے .... میں بذات خود ایک اچھا عمل اس لیے کرتا ہوں کہ میں دل سے اسے اچھا سمجھتا ہوں اور مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ مجھے اس دنیا میں یا کہیں اور اس کا کوئی بدلہ دیا جائے گا۔

کیا خدا کی کتابوں میں تحریف ممکن ہے؟

ہم سنتے آئے ہیں کہ لوگوں نے تورات اور انجیل میں تحریف کر دی .... اب اس چیز کو سوچنے کی ضرورت ہے کہ کیا مخلوق میں اتنی جرأت ہے کہ خدا جیسی ہستی کی کسی کتاب میں تبدیلیاں کر دے اور خدا بے بس ہو جائے .... قصہ یہ کہ خدا نے تورات اتاری .... انسانوں نے تبدیلی کر دی .... خدا نے انجیل اتاری ... مگر مخلوق بہت سر کش نکلی..انجیل میں بھی تبدیلی ہو گئی .... آخری مرحلے میں خدا نے قرآن اتارا اور مخلوق کو چیلنج دیا کہ اس بار تم تبدیلیاں نہیں کر سکتے کیونکہ لوگ قرآن کو حفظ کر لیں گے۔

لہٰذا یہاں بھی خدا کا کوئی اچھا تصور پیش نہیں کیا جارہا... ایسا خدا جو بے بس ہے اور اپنی مخلوق سے ہار رہا ہے.... لہٰذا یا تو وہ خدا کی کتابیں نہیں یا انسانوں نے ان میں تحریف نہیں کی .... ورنہ جتنا طاقتور خدا ہے... اس کی کتابوں میں تبدیلی لانا انسانوں کے بس کا روگ نہیں۔

شیطان سے جنگ..

خدا اپنی مخلوق شیطان سے مقابلہ کر رہا ہے. جس کی اس کو ضرورت نہیں .... شیطان کا چیلنج قبول بھی کر رہا ہے مگر شیطان سے جنگ ہارتا دکھائی بھی دے رہا ہے... ہر جگہ خدا کے احکامات سے روگردانی ہو رہی ہے... خدا کو ایک ماننے یا سرے سے ہی اس کا انکار کرنے والے اور خدا کے احکامات سے روگردانی کرنے والے خدا کے سچے پیروکاروں سے کہیں زیادہ ہیں .... اس جنگ میں شیطان کی کامیابی یقینی نظر آتی ہے... مگر یہ کیا کہ شیطان کے لیے کوئی ٹرافی یا

میڈل نہیں بلکہ یہ کیسی جیت ہے جس میں شیطان کو دیگر نافرمان مسلمانوں کے ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا .... میری ذاتی نظر میں اگر یہ ایک کھیل تھا.. تو جنت میں تو اس فریق کو جانا چاہئیے جو کہ یہ مقابلہ جیتتا ... یہاں بھی خدا انصاف کرتا دکھائی نہیں دے رہا

اچھائی برائی اور اخلاقیات۔۔

کچھ مسلمان یہ بحث شدومد سے کرتے پائے گئے ہیں کہ خدا نے مذہب کے ذریعے انسانوں کو صحیح غلط میں تمیز سکھائی ...اور یہ کہ اخلاقیات صرف اور صرف خدا کی محتاج ہے.... میری نظر میں اس سے زیادہ کم علمی اور کیا ہو سکتی ہے کیونکہ اگر اعداد و شمار دیکھے جائیں تو مذہبی معاشروں میں جھوٹ فریب.. دھوکہ ریپ اور قتل کے واقعات سیکولر معاشروں کی نسبت کہیں زیادہ ہیں ... اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب پر عمل کر کے اخلاقیات کو مضبوط نہیں کیا جا سکتا.... یہ ایک ارتقائی عمل ہے اور اپنی رفتار سے چلتا ہے.... مذہب کا اس میں کوئی لینا دینا نہیں.... یہاں پلاٹو جیسے عظیم فلسفی کا یہ سوال غور کرنے کے قابل ہے کہ آیا.... خدا کے کہنے سے کوئی عمل اچھا ہو جاتا ہے یا کہ ایک اچھے عمل کو خدا بھی اچھا کہنے پر مجبور ہے؟ ذرا سوچیئے۔ کیونکہ سوچنا جرم نہیں۔۔

قسط نمبر 2

ادھوری قرآنی معلومات کی جانچ پڑتال۔

یہ میرا ذاتی نقطہ نظر ہے جس سے کسی شخص کا متفق ہونا ضروری نہیں. میں نے اس مضمون میں بھی دیانتداری سے قرآن پر اپنی رائے دی ہے...

انتہائی محدود قرآنی مواد۔۔

قرآن کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ پوری کتاب چند موضوعات کے گرد تسلسل سے گھومتی ہے

اول... خدا نے اپنی بے تحاشا تعریف کی ہے یعنی... وہ بہت طاقتور ہے.. اس نے تمام انسانوں کو صرف ایک ہی مقصد کے لیے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کے آگے سربسجود ہو جائیں... اس کی اطاعت کریں... اس نے انسانوں کو بے شمار نعمتیں دی ہیں... لہذا انسانوں کا فرض ہے کہ خدا کا شکریہ ادا کریں... یہ تعریف خدا کو بہت خوش کرتی ہے۔

دوم... خدا کا شکریہ ادا نہ کرنے یا سجدہ نہ کرنے... عبادت نہ کرنے پر خدا بہت ناراض ہو گا اور اس نے جہنم بھی بنایا ہے اور وہ نافرمانوں کو ہمیشہ کے لیے اس ایندھن بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

سوم ... خدا نے پچھلے پیغمبروں کی کچھ کہانیاں بیان کی ہیں... یہ وہی کہانیاں ہیں جو کہ بائبل میں بھی موجود ہیں مگر ان کہانیوں میں معمولی ردوبدل بھی کیا گیا ہے۔

چہارم... مختصراً حقوق العباد کا ذکر کیا گیا ہے۔ دوسرے انسانوں سے اچھے برتاؤ کی بات کی گئی ہے۔

میری رائے میں... خدا نے مسلمانوں کو اپنی زندگی گزارنے اور ہدایت پانے کے لیے ایک کتاب بھیجی مگر اس کتاب میں اخلاقیات اور زندگی بسر کرنے کے طریقہ ہائے کار کا ذکر کرنے میں خدا نے بہت اختصار سے کام لیا ہے... اگر پوری کتاب کا جائزہ لیا جائے تو وہ آیات جو کہ عام زندگی میں انسان پر لاگو ہوتی ہیں ان کی تعداد آٹے میں نمک کر برابر ہی ہے... ورنہ آیات کی اکثریت خدا کی تعریفوں اور انسانوں کو خبردار کرنے اور ڈرانے پر مشتمل ہے۔

ادھوری معلومات۔ قرآن پڑھتے ھوئے جو سب سے بڑی مشکل مجھے ہوئی وہ واقعات پڑھتے وقت کسی سیاق وسباق کی عدم موجودگی تھی... مثلاً قرآن میں اچانک کسی پیغمبر کا نام آجاتا ہے مگر پڑھنے والا قرآن میں موجود مواد سے.... کسی بھی صورت اس واقعے کا پس منظر اور سیاق وسباق نہیں جان سکتا... مثال کے طور پر سورۃ الِاسراء میں خدا حضرت نوح کا ذکر یوں کرتا ہے۔

اے ان لوگوں کی اولاد! جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کر دیا تھا، وہ ہمارا بڑا ہی شکرگزار بندہ تھا پھر اسی سورت کی ایک اور آیت یہ کہتی ہے ہم نے نوح کے بعد بھی بہت سی قومیں ہلاک کیں اور تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار اور خوب دیکھنے بھالنے والا ہے۔ حضرت نوح کا سرسری ذکر ایک دو اور سورتوں میں اور بھی ہے ... لیکن کیا قارئین ان چند حوالہ جات سے یہ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت نوح کون تھے... کس زمانے میں آئے

...ان کی قوم کو ہلاک کیا مگر کیوں کیا...یعنی جب تک میں کسی مولوی کی لکھی ہوئی قرآن کی تفسیر نہ پڑھ لوں مجھے رتی برابر بھی اندازہ نہیں ہو گا کہ حضرت نوح کا کیا قصہ تھا...یہ صرف حضرت نوح تک ہی محدود نہیں.. قرآن میں دو درجن سے زائد انبیاء کا ذکر سرسری انداز میں کیا گیا ہے...جو کہ میری نظر میں نامکمل معلومات ہیں...اور صرف قرآن پر تکیہ کر کے...اور بائبل اور باقی تاریخی کتابوں کو پڑھے بغیر انسان کا علم ادھورا رہ جاتا ہے۔

موضوعات کا عدم تسلسل۔

قرآن کا ترجمہ پڑھتے وقت غور کریں تو کسی ایک موضوع کا کوئی تسلسل نہیں ہے...اکثر ایک ہی سورت میں بیشمار موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے...ایک موضوع کو ختم کئے بغیر دوسرے پر بحث شروع ہو جاتی ہے ...اور کسی ربط کی غیر موجودگی میں اپنی توجہ قرآن کے بنیادی نکتے پر مبذول کرنا بہت مشکل ہے...اور بعض دفعہ دس بارہ آیتیں یا آدھی سورت پڑھ کر بھی کچھ اندازہ نہیں ہوتا کہ کس موضوع پر بات ہو رہی ہے مثلاً سورہ نجم کی پہلی دو درجن آیات کا ترجمہ یہ ہے

قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے.. کہ تمہارے ساتھی نے نہ راہ گم کی ہے نہ وہ ٹیڑھی راہ پر ہے...اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں...وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے...اسے پوری طاقت والے فرشتے نے سکھایا ہے...جو زور آور ہے پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا...اور وہ بلند آسمان کے کناروں پر تھا...پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا...پس وہ دو کمانوں کے بقدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم...پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی...دل نے جھوٹ نہیں کہا جسے دیکھ...کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پر جو دیکھتے ہیں...اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا...سدرۃ المنتہٰی کے پاس...اسی کے پاس جنہ الماویٰ ہے...جب کہ سدرہ کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی...نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی...یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں...کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا...اور منات تیسرے پچھلے کو...کیا تمہارے لیے لڑکے اور اللہ کے لیے لڑکیاں ہیں؟...یہ تو اب بڑی بے انصافی کی تقسیم ہے۔میں مانتا ہوں کہ مجھ میں شاید سوجھ بوجھ کی کمی ہو گی... مگر فورم کے کتنے مسلمانوں کو ان مندرجہ بالا آیتوں کی...کوئی اور تفسیر پڑھے بغیر ... سمجھ آئی ہے؟اور یہ ماجرا صرف ایک آدھ

سورت تک محدود نہیں... اسی طرح ایک سورت الف لام میم کے حروف سے شروع ہوتی ہے مگر ان حروف کا کیا مقصد یا مطلب ہے یہ بلکل بھی واضح نہیں۔ اس طرح کے اور درجنوں الفاظ ہیں جن ان کا مطلب کسی کو پتا نہیں۔

قرآن کی موجودہ ترتیب۔

حضرت محمد کی زندگی میں قرآن کبھی بھی ایک مجموعے کی شکل میں موجود نہیں تھا... اس کی ترتیب بھی یہ نہیں تھی جو کہ آج کے زمانے میں نظر آتی ہے... اس کا پس منظر یہ ہے کہ حضور کی وفات کے بعد... حضرت ابو بکر کو بغاوتوں کا سامنا تھا... جنگ یمامہ میں مسیلمہ کے ساتھ جنگ میں کافی جانی نقصان ہوا اور بہت بڑی تعداد میں وہ صحابہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے جو کہ حافظ قرآن تھے... حضرت ابو بکر کو فکر لاحق ہوئی کہ قرآن کا کوئی معیاری نسخہ موجود نہیں اور امت میں تفرقہ پڑ سکتا ہے... لہذا حضرت زید بن ثابت کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ مختلف ذرائع اور صحابہ سے قرآن جمع کریں اور اس کی تدوین کریں.... حضرت زید بن ثابت نے قرآن کی سورتوں کو نام دیے جو کہ پہلے نہ تھے ...انہوں نے مختلف سورتوں کو اپنی پسند اور ترجیح سے ترتیب دیا جو پہلے نہ تھا.... لیکن اس عمل میں مکی اور مدنی سورتوں کو مکمل گڈمڈ کر دیا.... اگر قرآن کسی جس ترتیب سے نازل ہوا تھا.. اسی ترتیب میں رکھا جاتا تو شاید بیان میں کچھ تسلسل برقرار رہتا مگر چونکہ پہلے آنے والی آیت کو بعد میں آنے والی آیات سے ملا جلا دیا گیا تو اس لیے موجودہ قرآن میں ربط نہیں ہے... اور قاری کو سیاق و سباق کا اندازہ نہیں ہوتا۔

حضرت عثمان کے دور میں کئی شہروں سے شکایات مل رہی تھیں کہ قرآن کے مختلف نسخے موجود ہیں اور یہ کہ مساجد میں قرآن کی قرت اور اس میں موجود مواد میں اختلاف موجود ہے... حضرت عثمان نے امت کو مستقبل میں تفرقے سے بچانے کے لیے قرآن کے اک نسخے پر اتفاق کیا اور اس کی لاتعداد کاپیاں بنوا کر مختلف شہروں میں تقسیم کروا دیا ...ساتھ ساتھ پرانے تمام نسخوں کو اکٹھا کر کے ان کو آگ لگا دی گئی... اور کسی بھی پرانے نسخے کو پڑھنے اور رکھنے کو جرم قرار دے دیا گیا... یہی وجہ ہے کہ اگرچہ دنیا کو آج مصر کے فراعنہ کے ادوار کی تحاریر بھی دستیاب ہیں... لیکن ہمارے پاس صرف چودو سو سال پہلے والے ہڈیوں، پتوں اور پتھروں کے وہ نمونے موجود نہیں جن پر صحابہ حضو پر

آنے والی وحی کو لکھا کرتے تھے...وہ مواد تقریباً تمام کا تمام تلف کیا جاچکا ہے... آج کا قرآن صرف وہ ہے جو کہ حضرت عثمان یا بعد میں آنے والے اموی حکمرانوں کا منظور شدہ تھا۔

یمن سے ملنے والا کا پرانا قرآنی نسخہ۔

انیس سو بہتر میں یمن (صنعا) کی ایک تاریخی مسجد کی تزئین و آرائش کے دوران... چھت کے اندرونی حصے سے... بارہ ہزار حصوں پر مشتمل... قرآن کا ایک پرانا نسخہ دریافت ہوا تھا... حکومت کی منظوری سے اس نسخے کی مرمت کاری کا کام شروع ہوا اور ساتھ ساتھ اس پر تحقیق کے لیے جرمنی کے کچھ نامور محققین کو دعوت دی گئی... قیاس کیا گیا کہ یہ نسخہ ۵۷۸ اور ۶۶۸ عیسوی کے درمیانی کسی سال کا ہے... تحقیقات کے دوران یہ بات بھی سامنے آئی کہ کپڑا (پارچمنٹ) جس پر کہ وہ تحریر لکھی گئی تھی... اس پر پرانی تحریر کو مٹا کر نئی تحریر لکھی گئی تھی... شاید نئے کپڑے کی بجائے کسی پرانے کپڑے پر کسی تحریر کو مٹا کر کا دوبارہ استعمال کیا گیا تھا... اس میں بذات خود تو کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی تاہم...

صدیاں گزارنے کے بعد پرانی تحریر دوبارہ نمودار ہو گئی اور اس کو پڑھا جاسکتا تھا.... یہ دلچسپ بات سامنے آئی کہ اگرچہ بعد میں لکھی جانے والی تحریر.. حضرت عثمان کے منظور شدہ اور موجودہ قرآن سے ملتی ہے... مگر پرانی اور اصلی تحریر میں کچھ فرق تھا... یہ صرف زیر زبر کا فرق نہیں بلکہ الفاظ مٹا کر ان کو ملتے جلتے دوسرے الفاظ کے ساتھ بدلا گیا جس سے آیت کا مفہوم بلکل تبدیل ہو کر رہ گیا... اسی طرح سورتوں کی ترتیب بھی وہ نہیں جو کہ ہمیں آج کے قرآن میں نظر آتی ہے... جب یہ معلومات سامنے آنے لگیں تو یمن کی حکومت نے مزید ریسرچ کا کام بند کر کے اس قرآن کو ایک عجائب خانے میں رکھ دیا... اور بد قسمتی سے تحقیق مکمل نہ ہو سکی... تاہم مسلمانوں کے اس عقیدے پر کاری ضرب لگی کہ قرآن لوح محفوظ سے زمین پر اتارا گیا اور اس میں کسی زیر زبر کی بھی تبدیلی نہیں ہوئی۔

https://www.theguardian.com/education/2000/aug/08/highereducation.theguardian

قرآن کا ضائع شدہ مواد؟

سنن ابن ماجہ کی ایک حدیث کے مطابق... حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رجم کی آیت اور بڑی عمر کے آدمی کو دس بار دودھ پلا دینے کی آیت اتری، اور یہ دونوں آیتیں ایک کاغذ پہ لکھی ہوئی میرے تخت کے نیچے تھیں، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، اور ہم آپ کی وفات میں مشغول تھے ایک بکری آئی اور وہ کاغذ کھا گئی۔ (سنن ابن ماجہ #194 4)

https://sunnah.com/urn/1262630

اب مسلمانوں کا موقف یہ ہے کہ یہ ایک مستند حدیث نہیں ہے کیونکہ باقی محدثین اور مورخین نے اسے اپنی کتابوں میں شامل نہیں کیا... شاید یہ کہنا درست بھی ہو مگر ایک مسلمان امام کیوں اسے سچی حدیث سمجھ کر اپنی کتاب میں ڈالے گا؟ کم از کم اس سے کچھ سوالات ضرور جنم لیتے ہیں... اور اس حدیث کو شامل نہ کرنے کی وجوہات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں کیونکہ یہ اکیلی حدیث اگر سچ مان لی جائے تو اسلام کی عمارت کی بنیادیں ہلا سکتی ہے

کائنات کتنے دنوں میں بنائی گئی؟

قرآن کی کئی سورتیں یہ بیان کرتی ہیں کہ خدا نے زمین اور آسمان چھ دنوں کے لگ بھگ بنائے.... اکتالیسویں سورۃ فصلت کچھ اور تفصیل دیتی ہیں کہ آپ کہہ دیجئے! کہ کیا تم اس (اللہ) کا انکار کرتے ہو اور تم اس کے شریک مقرر کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین پیدا کر دی، سارے جہانوں کا پروردگار وہی ہے۔ اور اس نے زمین میں اس کے اوپر سے پہاڑ گاڑ دیے اور اس میں برکت رکھ دی اور اس میں (رہنے والوں کی) غذاؤں کی تجویز بھی اسی میں کر دی (صرف) چار دن میں پس دو دن میں سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کے مناسب احکام کی وحی بھیج دی اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی۔

یہاں میرے ذہن میں دو سوالات پیدا ہوتے ہیں... ایک یہ کہ خدا جتنا طاقتور سمجھا جاتا ہے کیا اسے بھی کائنات بنانے کے لیے کئی دنوں کی ضرورت ہے؟ دوسرا سوال زیادہ اہم ہے کہ زمین جیسا ادنیٰ سیارہ بنانے اور پہاڑ اور مخلوق بنانے کے لیے اللہ کو چھ دن لگے... لیکن باقی لا محدود کائنات اور ستارے صرف دو دن میں بنا لئے؟ اس کی وجہ میری سمجھ میں یہ آتی ہے کہ چودہ سو سال پہلے کے زمانے تک عام انسان کو کائنات کی وسعت کا اندازہ نہ تھا... انسان کو زمین کے

علاوہ کسی اور سیارے کا علم نہ تھا... چاند.. سورج اور ستارے صرف انسان کے لیے چراغوں سے زیادہ اہمیت نہ رکھتے تھے جیسا کہ پچھلی آیت بیان کرتی ہے... اس لیے عام فہم یہی تھا کہ زمین کو بنانے میں زیادہ وقت درکار ہو گا اور چراغوں کو بنانے کے لیے کم... پرانے زمانے میں سورج اور ستاروں کے سائز کا کچھ پتا نہیں تھا... لہٰذا قرآن میں دیا گیا علم صرف اور صرف اس زمانے میں معلوم اور تسلیم شدہ علم سے زیادہ نہیں... اگر خدا نے قرآن کو لکھا ہے تو وہ کائنات کی وسعت اور سورج اور ستاروں کے سائز کا اندازہ کیوں نہ لگا سکا؟ آخر کار کیا ہر مسلمان کا یقین نہیں کہ سب کچھ خدا کا ہی بنایا ہوا ہے؟ اسلام پرست اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ خدا اپنی مرضی کا مالک ہے وہ کوئی بھی چیز جتنے بھی عرصے میں بنائے.. ہم سوال کرنے والے کون ہیں... معذرت کے ساتھ... یہ ایک بھونڈی دلیل ہے۔

کیا زمین گول ہے یا میدان کی طرح ہموار؟

سورۃ الحجر کے مطابق

اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا ہے اور اس پر (اٹل) پہاڑ ڈال دیئے ہیں

سورۃ النبا کے مطابق

کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا؟ اور پہاڑوں کو میخیں؟

کچھ اور سورتیں بھی یہی کچھ بیان کرتی ہیں کہ خدا نے زمین کو چٹائی کی طرح... فرش کی طرح... بیڈ کی طرح بچھا دیا ... اب یہ معلومات چودہ سو سال پہلے تک تو درست مانی جاتی تھیں کہ زمین گول نہیں بلکہ ہموار یا فلیٹ ہے مگر سائنس اس بات کو غلط ثابت کر چکی ہے... ذرا اپنے آپ کو ایک سیکنڈ کے لیے اس کائنات اور زمین کے خالق کی نظر سے دیکھیں... کیا آپ کو اپنی مخلوق کو زمین کی وضاحت کرنے کے لیے یہی الفاظ ملیں گے کہ فرش کی طرح بچھا دیا؟ کیا ہی اچھا ہوتا اگر قرآن یہ بیان کرتا کہ زمین فلیٹ نہیں بلکہ گول ہے.. اس وقت کے لوگ اس کو غلط کہتے مگر سائنس اسے بعد میں درست ثابت کرتی اور یوں قرآن اور خدا کی واہ واہ ہو جاتی... مگر افسوس قرآن بھی رائج الوقت علم اور عقیدے سے زیادہ بیان نہیں کر رہا اور کوئی نئی معلومات نہیں دے رہا۔

کیا آسمان ایک چھت ہے؟

آسمان کے بارے میں سورہ لقمان میں یوں کہا گیا ہے کہ۔ اسی نے آسمانوں کو بغیر ستون کے پیدا کیا ہے تم انہیں دیکھ رہے ہو اور اس نے زمین میں پہاڑوں کو ڈال دیا تاکہ وہ تمہیں جنبش نہ دے سکے۔

لیکن در حقیقت آسمان کا کوئی وجود نہیں... یہ صرف زمین کے ارد گرد ایک سپیس یا خلا ہے ... اور خلا کو نظر نہ آنے والے ستونوں سے اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہاں بھی پرانے زمانے کے تصور کو آگے بڑھایا گیا ہے کہ زمین فلیٹ ہے اور آسمان چھت ہے جہاں خدا رہتا ہے۔

ستاروں کا مقصد۔

سورۃ الصافات کے مطابق۔

ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے آراستہ کیا... اور حفاظت کی سرکش شیطان سے... عالم بالا کے فرشتوں (کی باتوں) کو سننے کے لئے وہ کان بھی نہیں لگا سکتے، بلکہ ہر طرف سے وہ مارے جاتے ہیں... مگر جو کوئی ایک آدھ بات اچک لے بھاگے تو اس کے پیچھے دہکتا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے

گویا خدا آسمانوں پر تخت نشین ہے.... اس کا دربار لگا ہوا ہے... مگر شیطان کان لگا کر سن گن لینے کی کوشش کرتے ہیں ... اور کوئی بات سن لیں تو دہکتا ہوا شعلہ... یعنی ستارہ یا دمدار ستارہ اس کے پیچھے لگ جاتا ہے

کیا میں وہ واحد شخص ہوں جس سے یہ آیت اور تشریح ہضم نہیں ہو رہی؟

سورج غروب کی کوئی جگہ بھی ہے؟

سورہ الکھف میں کسی ذوالقرنین کا واقعہ بیان کیا گیا ہے (یہ واضح نہیں کیا گیا کہ ذوالقرنین کون تھا)

یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچ گیا اور اسے ایک دلدل کے چشمے میں غروب ہوتا ہوا پایا۔

کیا واقعی سورج کسی چشمے میں غروب ہوتا ہے... اور اس کے غروب ہونے کی کوئی جگہ ہے؟ یہی وہ پرانا تصور تھا کہ سورج کہیں سے اٹھتا ہے اور کہیں غائب ہو جاتا ہے... لیکن سائنس نے معلوم کیا کہ سورج تو اپنی جگہ موجود ہے اور ہر وقت زمین کے کسی نہ کسی حصے پر اپنی روشنی ڈال رہا ہے.. لہذا سورج کا غروب ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا کہ

ذوالقرنین کو سفر کر کے سورج کے غروب ہونے والی جگہ پر جانا پڑے... کیونکہ ایسی کوئی جگہ موجود نہیں... لہذا یہاں بھی خدا کا علم محدود دکھائی دیتا ہے۔

اسلامی سزائیں۔

میری ذاتی نظر میں چوری کے جرم میں ہاتھ کاٹنے کی سزا... اور عورت اور مرد کے آپس کے تعلقات پر کوڑوں کی سزائیں... عورت کو عزت لوٹنے پر چار گواہ لانے کا حکم جنہوں نے واقعے کو ایسا دیکھا ہو جیسے سوئی میں دھاگہ ڈالنا ... انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتی نظر نہیں آتیں... خاص طور پر چوری جیسے معمولی جرم میں زندگی بھر کے لیے اپاہج بنا دینا انصاف کے منافی نظر آتا ہے۔

عورت کا مقام۔

اسلام سے پہلے حضرت خدیجہ اپنا کاروبار خود چلا رہی تھیں.. جبکہ اسلام میں عورت کو گھر.. اور بچوں کی پرورش... اور مرد کی اطاعت گزاری کرنے حوصلہ افزائی کی گئی ہے... حتیٰ کہ قرآن مرد کو عورت کی مار پیٹ کی بھی اجازت بھی دیتا ہے... یہی وجہ ہے کہ مسلم ممالک دوسروں سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں کیونکہ پچاس فیصد آبادی کو گھر بیٹھنے کی تلقین کی جاتی ہے یا احسن سمجھا جاتا ہے۔

قرآن میں عرب سے باہر کی معلومات کی غیر موجودگی۔

خدا نے کائنات بنائی... مخلوق بنائی.. مگر کیا وجہ ہے کہ قرآن میں عرب خطے سے باہر کی کوئی خبر نہیں.... ارسطو ... سقراط.. بقراط.. افلاطون.. کنفیوشس جیسے فلسفیوں کا کیوں ذکر نہیں.... آخر کار وہ بھی تو خدا کے بندے تھے کہ نہیں؟ قرآن پڑھنے کے دوران یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اس کتاب کی معلومات صرف ایک محدود علاقے تک ہی تھیں... حکیم لقمان کا ذکر ضرور ہے مگر وہ بھی قریبی افریقہ سے تھا جہاں عرب قافلے آتے جاتے رہتے تھے.. اور عرب لوگوں کو اس کا پہلے سے ہی پتا تھا

کیا قرآن نظام زندگی کا احاطہ کرتا ہے؟

صرف یہ کہ دینا کہ سود حرام ہے... اس سے مسلمانوں کے لیے کوئی مربوط مالیاتی نظام قائم نہیں ہو جاتا... اسی طرح قرآن نے مسلمانوں کے لیے اپنا حکمران چننے تک کے لیے بھی کوئی رہنمائی نہیں دی... یہی وجہ ہے کہ مسلم ممالک میں کہیں بادشاہت ہے... آمریت ہے.. جمہوریت ہے اور کہیں خلافت کے خواب۔

آخر میں اس مضمون کا لب لباب یہ ہے کہ میری ذاتی رائے میں قرآن میں موجود علم اس زمانے میں پہلے سے موجود علم سے زیادہ نہیں... تحریر میں تسلسل نہیں... معلومات مکمل نہیں... قرآن کے آسمان سے زمین پر اتارے جانے پر سنگین شکوک ہیں... اور اس کتاب میں کوئی نئی چیز یا معلومات نہیں جس سے اس کے خدائی کتاب ہونے کا یقین کیا جا سکے۔

خود تحقیق کیجئے۔ بن دیکھے زہر مت پیجئیے۔

قسط نمبر 3

ترکِ مذہب کا خیال۔

جو دوست یہ تحریر پڑھنا شروع کریں ان سے درخواست کرنا چاہوں گا کہ اسے کھلے دل اور کھلے ذہن سے پڑھنے کی کوشش کریں۔ اس تحریر کو پڑھتے ہوئے تعصبات کی عینک اتار کر ایک طرف رکھ دیں تو اور بھی اچھا ہو گا یہ سب لکھنے سے میرا مقصد کسی کے دین و مذہب کی توہین کرنا ہرگز نہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ میرا مسلمان پیدا ہونے کے بعد اسلام کو ترک کر دینے کا فیصلہ بجائے خود بہت سے لوگوں کے لیے قابل اعتراض ہو گا۔ ان کی خدمت میں محض اتنا عرض کر دینا چاہوں گا کہ مجھے قتل کرنے کی دھمکیاں دے کر آپ اپنے ہی خدا کی مخالفت کے مرتکب ہوں گے کیونکہ آپ ہی کے خدا نے وعدہ کر رکھا ہے کہ ہر کسی کو اس کے اعمال کی سزا ملے گی لیکن یہاں نہیں۔۔۔۔ روز حساب کے وقت۔ میری ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ اپنی زندگی کے تجربات میں دوسروں کو بھی شریک کر سکوں لیکن زندگی کے معمولات میں فرصت کی چند گھڑیاں تلاش کرنا کتنا مشکل ہے اس کا آپ سب کو اندازہ ہو گا۔ آج میں نے یہ طے کیا ہے کہ فیس بک پر نوٹس کی شکل میں اس کتاب کو لکھنا شروع کر دوں جسے لکھنے کی خواہش کئی

برسوں سے مؤخر ہوتی چلی آرہی ہے۔ میرے نام سے آپ کو اتنا اندازہ تو ہو ہی گیا ہو گا کہ میرا تعلق کشمیر سے ہے۔ میں پاکستانی کشمیر کے ایک چھوٹے سے شہر میں پیدا ہوا۔ میرے ماں باپ بہت مذہبی لوگ نہیں تھے لیکن مذہب سے یکسر بے بہرہ بھی نہ تھے سو دوسرے بچوں کی طرح مجھے بھی قران اور عربی کی تعلیم دینے کا بندوبست کیا گیا۔ میں نے آٹھ سال کی عمر میں قران ختم کر لیا لیکن مذہب سے کوئی خصوصی رغبت نہیں پیدا ہوئی۔ مذہب خدا اور کائنات کے متعلق سوالات ہر بچے کی طرح میرے ذہن میں بھی آیا کرتے تھے لیکن تیرہ چودہ برس کی عمر تک میں نے ان پر کبھی غور نہ کیا تھا۔ یہ سوچ کر ڈر ضرور لگتا تھا کہ نماز نہیں پڑھتا روزے بھی دو چار ہی رکھتا ہوں خدا مجھ سے ضرور خفا ہو گا لیکن نوجوانی کی دوسرے مصروفیتوں میں یہ خدشات کہیں دب کر رہ جایا کرتے تھے۔

نوجوانی ہی میں ایک بار رمضان کے مہینے میں باقاعدگی سے تراویح کی نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ رمضان کا مہینہ اپنے اختتام کو پہنچنے والا تھا گرمیوں کا موسم تھا اور تراویح پڑھنے کے لیے ہم نے ایک چھوٹی سی مسجد کا انتخاب کیا تھا۔ اس مسجد کے انتخاب میں جو بات اہم تھی وہ یہ تھی کہ یہاں پورے سپارے پڑھنے کی بجائے سورتوں سے کام چلایا جاتا تھا یوں گھنٹے بھر میں نماز تمام ہو جاتی تھی۔ مسجد کے امام ایک نہایت پرہیز گار متقی اور نیک آدمی تھے جن کی میرے دل میں بہت عزت تھی۔ ایک روز تراویح کے دوران میں پہلی صف میں امام صاحب کے عین پیچھے کھڑا تھا اور میرے دو دوست میرے دائیں بائیں تھے۔ سولہویں یا ستر ہویں رکعت کے دوران امام صاحب کی ہوا خارج ہو گئی۔ میرے دوست نے مجھے کہنی سے ٹھوکے دیتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں کہا "وضو ٹوٹ گیا" میں نے دوسرے طرف کھڑے دوست کو کہنی مار کر یہی پیغام اس تک پہنچا دیا۔

تراویح ختم ہونے کے بعد جب ہم باہر نکلے تو مجھے اپنے دوستوں سے جو عمر میں مجھ سے کچھ بڑے تھے پتہ چلا کہ امام صاحب کو وضو ٹوٹنے کے بعد دوبارہ وضو کرنا لازمی تھا جو انہوں نے نہیں کیا اور یوں ہم سب لوگوں کی نماز نامنظور ہو گئی ہو گی۔ مجھے اس انکشاف نے بہت پریشان کر دیا کیونکہ میری نظر میں وہ مولانا ایک بہت نیک اور خدا کے قریبی بندے تھے۔

میں نے دن رات یہ سوچنا شروع کر دیا کہ اگر مولانا صاحب جو پیشہ ور امام مسجد ہیں اور ہم سب سے کہیں بڑھ کر دین اسلام اور اس کے احکامات کو سمجھتے ہیں انہیں خدا سے ڈر کیوں نہیں لگا اور انہوں نے خدا کے حکم کے مطابق وضو کیوں نہیں کیا۔۔۔ کئی دن اس پر سوچنے اور کڑھنے کے بعد ایک روز اچانک میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا اور میری زندگی کا دھارا ہی بدل گیا۔ میں نے سوچا کہ اگر امام صاحب کو جو خدا کی صحبت میں دن رات رہتے ہیں خدا کا ڈر نہیں تو اس کا مطلب یقینا یہی ہو سکتا ہے کہ انہیں خدا پر سچ مچ یقین خود بھی نہیں ؟ اس دن کے بعد مسجد میں جانا تو ترک ہو ہی گیا تھا میں نے تہیہ کر لیا کہ وہ سب کچھ جو امام صاحب اپنی الماری میں سجی سینکڑوں ہزاروں اسلامی کتب سے سیکھ کر آئے ہیں وہ سب میں بھی سیکھوں گا تا کہ میں امام صاحب کی اس دلیری کی تہہ تک پہنچ سکوں۔

جس زمانے کی میں بات کر رہا ہوں یاد رکھیے کہ اس وقت انٹرنیٹ تو کیا پاکستان جیسے ملک میں کسی نے کمپیوٹر کا نام بھی نہیں سنا تھا ایسے حالات میں پاکستان جیسے ملک میں مذہب کی حقیقت جاننے کی کوشش کرنا مشکل تو تھا ہی ایک بہت خطرناک کام بھی تھا۔ یہ ضیاالحق جیسے مردود کے عروج کا زمانہ تھا جس نے لوگوں کی سیاسی سرگرمیوں کو محدود کرنے کی خاطر فرقہ واریت اور اس قسم کے دوسرے تعصبات کو خوب ہوا دے رکھی تھی اور مذہب کے کسی بھی پہلو پر سوال اٹھانا موت کا پیغام سمجھا جاتا تھا میں نے اپنے سفر کا آغاز شبلی نعمانی کی لکھی ہوئی سیرت النبی سے کیا۔ یہ کتاب جو رسول اسلام کے ایک چاہنے والے نے لکھی ہے اور صاف ظاہر ہے کہ رسول کی تعریفوں پر مبنی ہے اس میں بھی مجھے بہت سے ایسے واقعات پڑھنے کو ملے جنہوں نے میرے ذہن میں اٹھنے والے سوالات کو مزید ہوا دی۔ مثلا زینب بنت جحش کا واقعہ، عائشہ کا واقعہ، جویریہ بنی مصطلق کا واقعہ، جنگ بدر وغیرہ وغیرہ. میری جستجو کا اگلا مرحلہ احادیث کی کتابیں تھیں اور سب سے پہلی کتاب جو مجھے پڑھنے کو ملی وہ صحیح مسلم تھی۔ اس میں درج احادیث پڑھ کر تو یہ جانیے کہ میرے ہوش اڑ گئے۔ اور ایسی ایسی حدیثیں پڑھنے کو ملیں کہ جنہیں کوئی بھی عاقل شخص پڑھ کر یہ سوچے بغیر نہ رہ سکے کہ کیا واقعی یہ سب باتیں خدا کے رسول کے بارے میں ہیں جس کے بارے میں دعوا کیا جاتا ہے کہ انہیں دونوں جہاں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا جب میں انیس برس کی عمر کو پہنچا تو میرے ذہن میں یہ خیال پختہ ہو گیا تھا کہ مذہب اسلام ایک افسانے سے بڑھ کر کچھ نہیں اسی عمر میں میں برطانیہ آ گیا جہاں آنے کے بعد میں

نے عیسائیت، یہودیت اور دوسرے مذاہب کے بارے میں پڑھنا شروع کیا اور مجھے اس نتیجے پر پہنچنے میں زیادہ وقت نہیں لگا کہ انسان کی فطری توہم پرستی اور موت کے خوف نے ہی مذہب کو جنم دیا ہے اور یہ کہ دنیا کا کوئی بھی مذہب ایسا نہیں جو حق کا راستہ ہو اس سفر کے دوران میں نے کیا کچھ دیکھا سنا، کس طرح مذہبی علما سے رہنمائی حاصل کرنے کی جستجو کی، کتابوں سے سیکھا، اپنی جبلی خواہشات کے ہاتھوں مجبور ہر کر صوفی ازم میں پناہ تلاش کرنے کی کوشش کی یہ سب اور بہت کچھ اگلے ابواب میں درج کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں امید ہے کہ اسے مکمل کر پاوں گا نہ بھی کر سکا تو پہلا پتھر تو رکھ ہی رہا ہوں۔۔۔۔۔۔اپنی رائے سے وہ چاہے مخالف ہو یا موافق ضرور آگاہ رکھیے گا۔

قسط نمبر 4

بچپن کے سوالات اور بڑوں کے جواز۔

ہر بچے کی طرح میرا ذہن بھی طرح طرح کے سوالات سے بھرا ہوا تھا۔لوگ مر کر کہاں چلے جاتے ہیں؟ آسمان کیا ہے؟ چاند ستارے سورج یہ سب کیا ہیں؟ اللہ اگر اتنا ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے تو لوگ بیمار کیوں پڑتے ہیں؟ لوگ غریب کیوں ہوتے ہیں؟ چھوٹے چھوٹے بچے کیوں مر جاتے ہیں۔

جب میں دس یا گیارہ برس کا ہوا تو ہمارے سکول میں کام کرنے والا ایک چپڑاسی جو ہماری ہی عمر کا تھا ایک روز کہیں غائب ہو گیا۔کچھ دنوں بعد اس کی لاش ایک بوری میں بند ایک قریبی نالے سے دریافت ہوئی۔میرا ایک ہم جماعت جو سکول کے ایک گروپ کے ساتھ پکنک منانے گیا تھا سکول ہی کی بس تلے آکر مر گیا۔ان دونوں کی موت نے مجھے بری طرح پریشان کیا اور میرے سوال بڑھتے ہی چلے گئے۔ مگر ان کا جواب مجھے کوئی نہیں دے پاتا تھا۔کوئی کہتا کہ خدا جن لوگوں کو پسند کرتا ہے انہیں جلد اپنے پاس بلا لیتا ہے، کوئی کہتا کہ ماں باپ کے گناہوں کی سزا بچوں کی موت کی صورت میں ملتی ہے اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا کہ اگر خدا ان لوگوں کو اتنا ہی پسند کرتا تھا تو اس نے انہیں دنیا میں بھیجا ہی کیوں اپنے پاس ہی رکھ لیتا۔ اگر ماں باپ کے گناہوں کی سزا بچوں کو ملتی ہے تو کیا خدا براہ راست ماں باپ کو سزا نہیں دے سکتا بچوں کا کیا قصور ہے؟

ہمارے گھر میں دو تین چھوٹے چھوٹے بچے اور ان کی ماں ہفتے میں ایک دوبار آیا کرتے تھے، ان کی ماں کپڑے اور برتن دھوتی اور بچے صفائی ستھرائی کا کام کرتے میری امی انہیں جاتے ہوئے چند سکے اور پچھلی رات کا بچا ہوا کھانا دیا کرتیں اور وہ اگلے ہفتے پھر آنے کے لیے چلے جایا کرتے۔ میرا خاندان کوئی بہت امیر خاندان نہیں تھا سفید پوشی کا بھرم بمشکل قائم رکھے ہوئے تھا لیکن جب میں ان بچوں کو دیکھتا جو میرے ہی ہم عمر تھے لیکن سکول نہیں جاسکتے تھے اور بڑی حسرت سے ان چند کھلونوں کو دیکھا کرتے تھے جن سے میں کھیلتا۔ تھوڑے سے بچے ہوئے کھانے اور چند سکوں کے لیے ان بچوں اور ان کی ماں کو اتنی مشقت کیوں کرنا پڑتی ہے؟ ان کے پاس میرے جیسے کھلونے کیوں نہیں۔۔۔۔؟ یہ اور اس جیسے بہت سے سوال میرے ذہن میں کھلبلی مچائے رکھتے لیکن اس کا کوئی جواب مجھے اس وقت تک نہ مل سکا جب تک میں اس قابل نہیں ہو گیا کہ خود سے تحقیق کر کے کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کروں۔

میری امی اکثر مجھے الٹے سیدھے جوابوں سے مطمئن کرنے کی کوشش کرتیں لیکن جس ماحول میں انہوں نے پرورش پائی تھی اس میں سوال کرنے کا رواج نہیں تھا سو ان کے اکثر جوابات یا تو من گھڑت ہوتے تھے یا ان قرآنی کہانیوں پر مبنی ہوتے تھے جو انہوں نے اپنے بڑوں سے سن رکھی تھیں (یہ مجھے بہت بعد میں پتہ چلا کہ یہ قرآنی کہانیاں اصل میں یہودیت اور عیسائیت کی کہانیوں کا چربہ تھیں)

دنیا کے آغاز کے بارے میں انہوں نے مجھے آدم اور حوا کی کہانی سنائی لیکن یہ نہیں سمجھا سکیں کہ خدا نے آدم کو دنیا میں کیوں بھیج دیا تھا جب کہ اس نے آدم اور حوا کے لیے ایک خوبصورت باغ تیار کیا تھا۔ اگر آدم اور حوا کو ان کی غلطی کی سزا ملی تھی جس پر انہیں دنیا میں بھیجا گیا تو پھر یہ دنیا اصل میں کس لیے بنائی گئی تھی۔ اگر یہ دنیا پیغمبر اسلام کے لیے تخلیق کی گئی تھی تو آدم اور حوا اگر غلطی نہ کرتے تو کیا ہوتا؟ اگر آدم اور حوا کی غلطی پہلے ہی سے سکرپٹ کا حصہ تھی تو پھر یہ ان کی غلطی نہیں بلکہ خدا کا منصوبہ کہلائے گا آدم اور حوا کی اولاد کی آپس میں شادیاں بھی میرے لیے ایک بڑا سوال تھیں۔ اگر اپنی بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح ناجائز ہے تو آدم کے بچوں کی آپس میں شادی کس طرح جائز ہو گئی اور کیا خدا کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ ایک سے زیادہ جوڑے پیدا کر دیتا اور ان کے بچے آپس میں شادیاں کر کے انسانی نسل کو آگے بڑھاتے؟ میری امی کے دیئے ہوئے سادہ جوابات مجھے کبھی مطمئن نہ کر پائے

لیکن ادب کا تقاضہ یہ تھا کہ میں ان سے بحث نہ کروں۔ جب یہ سوال میں نے دوسرے لوگوں سے پوچھنا شروع کیے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ سوالات میرے ذہن کی پیداوار نہیں بلکہ شیطان مردود میرے دل میں ڈالتا ہے تا کہ میں اللہ سے دور ہو جاوں اور جہنم کا نوالہ بنوں خود یہ سوال کہ شیطان کون ہے اور اس نے خدا کو ذاتی طور پر جانتے ہوئے اور خدا کی بے پناہ قوت سے واقفیت کے باوجود خدا سے اختلاف کی جرات کس بنیاد پر کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے ہمیشہ پریشان کیے رکھتا.

قسط نمبر 5

آدم اور حوا کا دیومالائی قصہ۔

کہا جاتا ہے کہ شیطان خدا کا ایک بہت مقرب فرشتہ تھا جس نے ہزاروں برس خدا کی عبادت کی تھی اور خدا کے بہت قریب تھا۔ جب خدا نے آدم کو تخلیق کیا تو تمام فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کریں لیکن شیطان نے اپنے غرور کی وجہ سے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اس کہانی میں یوں تو سوچنے کی بہت سی باتیں ہیں مثلا" یہ کہ شیطان اگر اللہ کا قرب رکھتا تھا تو کیا اسے اندازہ نہیں تھا کہ اس کے انکار کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ اور اگر اسے پتہ تھا تو اس نے یہ راستہ کیوں اختیار کیا؟ کیا اس کا یہ خیال تھا کہ اللہ کے ساتھ لڑائی میں کوئی اور خدا اس کا ساتھ دے گا؟ اللہ تعالیٰ سے یہ فرمان بھی منسوب کیا جاتا ہے کہ اللہ شرک پسند نہیں کرتا اور یہ کہ اللہ کے علاوہ اگر کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو بیوی کو حکم دیا جاتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اگر یہ بات سچ ہے تو پھر پھر اللہ نے کس بنیاد پر فرشتوں کو آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا؟ کیا ایک دن کے لیے اللہ نے غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے پابندی ہٹادی تھی؟ اگر یہ کہانی درست نہیں تو پھر اصل قصہ کیا ہے؟ مجھے کوئی نہیں بتا سکا۔ لیکن مجھے سوال پوچھ پوچھ کر اتنا پتہ ضرور چل گیا کہ سوال پوچھنا اچھی عادت نہیں اللہ تعالیٰ سوال پوچھنے والے کو ناپسند کرتا ہے اور ہدایت دیتا ہے کہ جو بات تمہیں شک کی طرف لے جائے اسے چھوڑ دو۔ مجھے آج تک کوئی ایسا عالم دین نہیں ملا جو مجھے یہ سمجھا سکے کہ اس میں کیا حکمت ہے اگر مذہب

خدا کی بھیجی ہوئی ہدایت ہے تو اسے سوالوں سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر خدا مجھے سوالوں کا تسلی بخش جواب نہیں دے سکتا تو میں کسی انسان سے رہنمائی کی کیا توقع رکھ سکتا ہوں۔

ایک عالم دین نے مجھے مسلمانوں کے خلیفہ اول ابو بکر کا یہ فرمان بھی سنایا کہ ضرورت سے زیادہ علم کفر کی طرف لے جاتا ہے۔ ان سب سوالوں کے جوابات کی عدم فراہمی اور شکوک وشبہات کے باوجود لڑکپن میں میری دلی خواہش تھی کہ میرا مذہب واقعی سچا مذہب ہو۔ میں نے اس خواہش کی تکمیل کے لیے بہت سے پاپڑ بیلے جن کا ذکر آگے آئے گا لیکن ابھی بات وہیں سے شروع کرتا ہوں جہاں چھوڑی تھی۔ شیطان کے آدم کو سجدے کے جواز اور پھر سجدے سے انکار نہ تو کبھی میری سمجھ میں آسکا نہ ہی کسی کے پاس اس کا کوئی تسلی بخش جواب موجود تھا۔

پھر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اللہ نے آدم کی پسلی سے حوا کو اس لیے پیدا کیا کہ آدم تنہائی اور بیزاری محسوس کرتا تھا تو پھر آدم کے جنسی اعضا کس کام کے لیے بنائے گئے تھے؟ اس بات کو بھی چھوڑیئے پہلے اس سوال کا جواب تلاش کیجیے کہ آدم کو آخر خدا نے بنایا کیوں تھا؟ دنیا میں بھیجنے کے لیے؟ اگر دنیا میں بھیجنے کے لیے بنایا تھا تو پھر حوا کے بہکاوے میں آکر آدم کا شجر ممنوعہ کا پھل چکھنا وغیرہ تو صرف بہانہ ہی ہو سکتا ہے کیونکہ خدا نے آدم کو جنت سے نکالنے کا پہلے سے تہیہ کر رکھا تھا۔ کچھ لوگ کہیں گے کہ ایسا نہیں تھا اور صرف آدم کی غلطی کی وجہ سے ایسا ہوا۔ اس سے جو نئے سوالات پیدا ہوتے ہیں (مثلاً کیا خدا کو پتہ تھا یا نہیں کہ آدم غلطی کرے گا) کو ایک طرف رکھ دیں تو بھی اگلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر آدم کو اس کی غلطی کی وجہ سے جنت سے نکال کر بھیجا گیا تھا تو اسلام کی بیان کی ہوئی یہ داستان کیونکر سچی ہو سکتی ہے کہ محمد اللہ کے محبوب ہیں اور اللہ نے ساری کائنات ان کی خاطر بنائی تھی۔ اگر اللہ نے چھٹی صدی عیسوی میں محمد کو عرب میں بھیجنے کا پلان پہلے سے تیار کر رکھا تھا تو آدم کی غلطی والی کہانی ایک سازش ثابت ہو جاتی ہے اور اگر آدم کو واقعی غلطی کی بنیاد ہی پر نکالا گیا تھا (اور اگر وہ غلطی نہ کرتا تو ہمیشہ جنت کے مزے لوٹتا)۔ تو پھر محمد کے لیے کائنات بنانے والی کہانی جھوٹی ہو جاتی ہے۔۔۔ اس میں سچ کیا ہے کوئی مجھے نہ بتا سکا اور جب میں نے اصرار کیا تو مجھے وہی ہدایت کی گئی کہ جو بات تمہیں شک میں ڈال دے اسے چھوڑ دو چلیں ان معمولی جزئیات کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ اگر بھائی بہن کی شادی اسی قدر ناجائز اور کراہت امیز عمل ہے

تو خدا نے دنیا اسی عمل سے کیوں شروع کی؟ اگر خدا دو آدم اور دو حوائیں بنا دیتا تو یہ مسئلہ پیدا نہیں ہوتا لیکن ایسا نہ کرنے میں اللہ کی کیا حکمت پوشیدہ تھی اس کا جواب آپ کو کوئی نہیں دے گا اور اگر آپ ضد کریں گے تو پہلے تو آپ کو چپ رہنے کی ہدایت کی جائے گی اور اگر آپ نہ مانیں تو آپ کو یہ یاد دلایا جائے گا کہ کافر ہونے کی سزا موت ہے ۔۔۔۔۔ چلیے آگے چلتے ہیں۔۔۔۔۔ بتایا جاتا ہے کہ آدم اس دنیا میں بھیجے جانے والے پہلے نبی بھی تھے۔ ایک طرف تو ہمیں بتایا گیا کہ آدم سے پہلے کوئی آدمی تخلیق نہ ہوا تھا دوسری طرف کہا جا رہا ہے کہ آدم پیغمبر تھا اگر وہ پیغمبر تھا تو کس کے لیے پیغام لے کر آیا تھا؟ اپنے بچوں کے لیے؟ چلیں مان لیا لیکن ایک اور بات یاد آتی ہے۔۔۔

یاد ہے جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو اللہ تعالی نے ایک کوا زمین پر بھیجا تھا جس نے ایک دوسرے کوے کو مار کر زمین میں دفنا دیا تھا اور یوں قابیل کو سکھایا تھا کہ لاش کو دفن کیا جاتا ہے۔ اگر آدم صاحب پیغمبر تھے تو انہیں اتنی معلومات تو ہونی ہی چاہیے تھی کہ کوئی مر جائے تو کیا کرنا ہے لیکن نہیں یہ بھی نہیں ہوا۔۔۔۔ قتل کی سزا خدا کے نزدیک گردن اڑا دینا ہے تو کیا قابیل کی گردن اڑائی گئی؟ مجھے تو اس کا کوئی ذکر کہیں نہیں ملا تو کیا اللہ تعالی نے یہ سزائیں بعد کے لیے بچا کر رکھی تھیں؟

آیئے آدم اور حوا کو بھول جاتے ہیں دنیا بدل گئی ہے انسانوں کی آبادی بہت بڑھ چکی ہے ایسے میں موسیٰ پیغمبر بن کر تشریف لاتے ہیں بتایا جاتا ہے کہ وہ کوہ طور پر اللہ سے ملنے جایا کرتے تھے۔ کوہ طور پر کیوں جایا کرتے تھے؟ کیا وہاں سے آسمان نزدیک پڑتا ہے؟ کیا اللہ تعالی موسی سے "ہاف وے" ملا کرتے تھے؟ کوئی جواب نہیں موسی کا ایک نام کلیم اللہ یعنی اللہ سے کلام کرنے والا بھی ہے۔۔۔۔

کیا کسی نے کبھی سوچا ہے کہ حضرت محمد جو نبیوں کے سردار ہیں اور جن کی خاطر یہ کائنات تخلیق کی گئی اللہ نے انہیں باہم گفتگو کا شرف کیوں نہیں بخشا؟ کیا موسی محمد سے برتر تھے؟ اگر تھے تو سردار الانبیا کا تاج کہا گیا اور اگر محمد واقعی نبیوں کے سردار تھے تو ان سے گفتگو کے لیے اللہ تعالی نے مڈل مین یعنی جبرائیل پر کیوں انحصار کیا؟

شیطانی آیات کا قصہ آپ نے سنا ہو گا اگر نہیں سنا تو بتایئے گا میں سنا دوں گا لیکن اگر اللہ نے محمد کو بھی کلیم اللہ کا اعزاز دے دیا ہو تا تو ایسی سنگین غلطیاں تو رو نما نہ ہو تیں کہ شیطان جبرائیل کا بھیس بدل کر آئے اور محمد کو شیطانی آیات اللہ کا کلام بتا کر لکھوا جائے؟ سوچیے گا۔۔۔۔۔باقی اگلی قسط میں

قسط نمبر 6

غزوہ بدر اور لوٹ مار۔

اس داستان کی گزشتہ قسط لکھنے کے بعد مجھے جو تبصرے پڑھنے کو ملے اور جو پیغامات بھیجے گئے وہ بہت خوشگوار نہیں تھے حالانکہ میں نے یہ داستان شروع کرنے سے پہلے ہی یہ وضاحت کر دی تھی کہ اسے لکھنے کا مقصد نہ تو کسی کے مذہب کی توہین کرنا ہے نہ ہی میں تصور خدا اور رسالت کا مذاق اڑانا چاہتا ہوں لوگوں کو حق ہے کہ وہ جو عقیدہ چاہیں رکھیں. مجھے یہ حق نہیں کہ میں کسی کو اپنا عقیدہ ترک کرنے پر مجبور کروں لیکن اس کے ساتھ ہی کسی کو یہ حق بھی نہیں کہ وہ مجھے کسی الٹے سیدھے بلکہ کئی صورتوں میں احمقانہ عقائد کو قبول کرنے پر مجبور کرے۔

آج میں جس تجربے کی بات کرنے جارہا ہوں وہ تیسری یا چوتھی جماعت کے بچے کے طور پر اسلامیات کے اسباق پڑھنا ہے۔۔ ہماری اسلامیات کی کتاب کے سرورق پر لکھا تھا "یہ کتاب فقہ جعفریہ کے طلبا کے لیے نہیں ہے" اس سوال کا جواب میں نے کبھی تلاش نہیں کیا کیونکہ اس وقت میری عمر محض سات یا آٹھ برس کی تھی اور میرے فرشتوں کو بھی اندازہ نہ تھا کہ فقہ جعفریہ کیا ہوتا ہے۔ لیکن کچھ اسباق ایسے تھے جنہوں نے میرے ذہن پر بہت گہرے نقوش چھوڑے۔ مجھے یہ تو یاد نہیں کہ کس غزوہ / جنگ کی بات ہو رہی تھی لیکن ایک سبق میں دو کمسن بھائیوں کا ذکر تھا جن کے نام معوذ اور معاذ بتائے گئے تھے۔ سبق میں لکھا تھا کہ دونوں بھائی جنگ میں حصہ لینے کے لیے اس قدر بیتاب تھے کہ انہوں نے بھرتی کے وقت اپنی عمروں کے بارے میں جھوٹ بولا اور مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ ان میں سے ایک بھائی کا بازو لڑائی کے دوران کٹ گیا لیکن جسم سے علیحدہ نہیں ہوا۔ اس بچے نے

اس لٹکتے ہوئے بازو پر ایک پاوں رکھا اور زور لگا کر اسے اپنے جسم سے علیحدہ کر دیا کیونکہ اس کی وجہ سے اسے لڑنے میں دشواری پیش آ رہی تھی۔ ان دو بھائیوں کی کہانی نے میرے دل پر عجیب اثر کیا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے میرے دل میں ایک تڑپ سی پیدا ہوئی کہ کاش میں بھی نبی کے زمانے میں پیدا ہوا ہوتا اور ان پر اپنی جان قربان کر کے فوراً جنت کا حقدار بن جاتا۔ یہ کہانی جس انداز سے بیان کی گئی تھی کچھ عجب نہیں کہ اگر اس وقت میرے بس میں ہوتا تو میں کوئی کافر تلاش کر کے اسے اپنے نبی کی محبت میں ہلاک کر دیتا۔۔۔۔۔ اب اگر کبھی اس بارے میں سوچتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ اتنی چھوٹی سی عمر میں مجھے ایسی کہانیاں پڑھائے جانے کا مقصد کیا تھا۔۔ جب اپنے ارد گرد پھیلے ہوئے جہالت کا مجسمہ بنے پاکستانی نوجوانوں کو دیکھتا ہوں تو یہ وجہ بھی کچھ کچھ سمجھ میں آنے لگتی ہے۔ یہ نوجوان جن سے بات تو ہوتی نہیں لیکن ماں بہن کی گالیاں اور قتل کی دھمکیاں گویا ان کی زبان کی نوک پر دھری ہوتی ہیں اب کبھی جب خودکش بمبار بنے کمسن بچوں کی کوئی کہانی سنتا ہوں تو بھی وہ وقت یاد آتا ہے۔ اگر اس وقت میری زندگی میں کوئی کردار ایسا آ جاتا جو مجھے بتاتا کہ میں پیغمبر اسلام کی خوشنودی کس طرح حاصل کر سکتا ہوں اور کیسے جنت کا فوری حقدار بن سکتا ہوں تو کوئی بڑی بات نہیں میں بھی اس زمانے کے حالات کے مطابق کوئی احمقانہ کام کر چکا ہوتا۔۔ بچپن کی اسی یاد کا نتیجہ ہے کہ جب یہ سنتا ہوں کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو کس طرح ورغلا کر خودکش بمبار بننے پر تیار کیا جاتا ہے تو ذرا حیرت نہیں ہوتی۔ اس قسم کی داستانیں اور ان داستانوں کو سنانے کا انداز شاید جوانعمر لوگوں کو بھی پل میں "مجاہد" بننے کے لیے تیار کر لے بچوں کی تو کچھ حیثیت ہی نہیں خیر۔ آگے بڑھتے ہیں۔ اسی زمانے میں ہمیں غزوہ بدر کا حال بھی پڑھایا گیا۔

مجھے یاد ہے اس میں بتایا گیا تھا کہ ایک ہزار کفار مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے مدینہ آ رہے تھے اور مسلمانوں کے پاس صرف تین سو تیرہ نوجوان تھے لیکن ان تین سو تیرہ لوگوں نے کفار کو تہس نہس کر کے رکھ دیا اور اسلام کا بول بالا ہوا۔ مجھے یاد ہے یہ پڑھ کر میں خوش ہوا تھا کہ کس طرح جذبہ ایمانی ہر طرح کی رکاوٹوں پر حاوی ہو سکتا ہے ۔ معوذ اور معاذ کا جذبہ دیکھ کر مجھے یہ بھی یقین ہو گیا تھا کہ کفار اگر ایک ہزار کی جگہ دس ہزار بھی ہوتے تو مسلمانوں کا ہرگز مقابلہ نہ کر پاتے۔۔ بدقسمتی سے جب میں نے اسلام کی تاریخ کا تفصیلی مطالعہ شروع کیا تو مجھے پتہ چلا کہ بدر کی

کہانی تو کچھ اور ہی تھی۔۔۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ دنیا میں آج بھی کروڑوں مسلمان ایسے ہوں گے جنہیں مسلمانوں کی جنگوں کی حقیقت معلوم نہ ہو گی اور جنہیں ہو گی ان میں بھی میری طرح کروڑوں نہیں تو لاکھوں ایسے ضرور ہوں گے جو خود سے جھوٹ بول کر کسی نہ کسی طرح اپنے ضمیر کی کسک کو دبا لیتے ہوں گے۔۔۔ کہ یہ سب اسلام کے غلبے کے لیے ضروری تھا کیونکہ اسلام اللہ کا دین ہے اور اللہ کے دین کی سر فرازی ایک مسلمان کا فرضِ اولین ۔۔۔۔۔ یہاں اس بات کی گنجائش تو نہیں کہ میں بدر کا پورا واقعہ بیان کروں جن دوستوں کو ضرورت ہو وہ تاریخ اسلام کی کتب سے استفادہ کر سکتے ہیں لیکن میں مختصر لفظوں میں اسے یہاں بیان کر رہا ہوں اور اس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ مجھے اس قسم کی جنگوں کی کہانی پڑھ کر ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے شرمندگی کیوں محسوس ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مکہ کے قریش قبیلے کے لوگ اکثر مال تجارت لے کر شام جایا کرتے تھے۔ خود پیغمبر اسلام بھی اس قسم کے قافلوں کا حصہ رہے تھے اور اپنے چچا کے ساتھ شام کا سفر کر چکے تھے۔۔۔۔۔۔

مکہ سے شام کا سفر کرنے والے قافلے بدر نام کے ایک مقام سے گزرا کرتے تھے جو مدینہ سے ستر کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ بدر کی جنگ سے پہلے مسلمانوں کو اطلاع ملی کہ مکہ کے لوگ ایک قافلہ لے کر شام جا رہے ہیں اور پیغمبر اسلام نے فیصلہ کیا کہ مسلمان اس قافلے پر حملہ کر کے اس کا سامان لوٹ لیں گے اور یوں مسلمانوں کا ایک قافلہ مدینہ سے جنوب کی طرف روانہ ہوا مکہ سے شام کا راستہ۔ آپ گوگل نقشے میں دیکھ سکتے ھیں۔ اور بدر کے مقام پر جہاں قریش کے قافلے کو آرام کے لیے رکنا تھا چھپ گئے۔ قافلے کے لوگ پانی لینے کے لیے ایک قریبی کنویں پر جاتے تھے لیکن مسلمانوں نے اس کنویں پر قبضہ کر لیا اور جو بھی وہاں پانی لینے جاتا اسے ایک ایک کر کے قتل کرتے رہے۔ آخر میں ہوا یہ کہ قافلے پر حملہ کر کے قافلے کے شرکا میں سے سینکڑوں کو قتل کر دیا اور ان کا سامان لوٹ لیا جو نبی اور ان کے ساتھیوں نے آپس میں بانٹ لیا۔۔۔۔۔ اس میں کتنا مال لوٹا گیا اور کس کس کو یر غمال بنایا گیا اس کی تفصیل پڑھنے کے لیے آپ اسلامی تاریخ کی کتب دیکھ سکتے ہیں یہاں اس کی جگہ نہیں۔۔۔ میں نے جب اسلامی علما سے اس کی وضاحت چاہی تو زیادہ تر نے سب کچھ جانتے ہوئے بھی یہ دعوا کیا کہ اہل قریش مکہ سے مسلمانوں پر حملہ

کرنے کے لیے مدینہ جا رہے تھے اور آخر جب ایک عالم نے یہ تسلیم کیا کہ یہ جنگ کفار کے قافلے کا مال چھیننے کی خاطر کیا گیا تھا انہوں نے اس کی توجیہہ یہ پیش کی کہ "اس زمانے کا رواج یہی تھا"

میرا خیال تو یہ تھا کہ اسلام زمانہ جہالت کی روایات کو بدلنے کے لیے آیا تھا سو اس وضاحت نے مجھے بہت مایوس کیا اور مجھے یقین ہے کہ لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا یہ عمل کسی بھی ذی شعور کے لیے فخر کا باعث نہیں ہو سکتا۔ کم از کم میں اس قسم کے واقعات کی کوئی وضاحت قبول نہیں کر سکتا۔ جو بات غلط ہے وہ کوئی بھی کرے غلط ہی رہتی ہے ۔۔۔۔۔۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے اپنی زندگی کا بہت سا حصہ اس قسم کے تاریخی کرداروں کی محبت میں مبتلا ہو کر گزار دیا۔۔۔

قسط نمبر 7

ابو لہب کی شفقت اور قرآن کی گالیاں

میری کہانی آپ کو بہت بے ربط معلوم ہو گی۔ میں کوئی پیشہ ور لکھاری نہیں اس لیے یہ بھی ممکن ہے کہ میری گفتگو بعض اوقات بے معنی معلوم ہوتی ہو لیکن میں اس احساس کے باوجود اس لیے لکھے جا رہا ہوں کہ مجھے اس دنیا میں زندگی گزارنے کا موقع ملا ہے۔ میں نے ایک مذہب کو بہت قریب سے دیکھا ہے اور مذہب کے میری زندگی پر اچھے یا برے بہت گہرے اثرات رہے ہیں۔ ایسے میں اگر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ دنیا کے تمام مذاہب جھوٹ کا پلندہ ہیں اور انہوں نے کروڑوں اربوں انسانوں کی زندگیوں کو تباہ کیا ہے۔ اس لیے مجھ پر یہ لازم ہے کہ میں اپنے دل کی بات دل ہی میں لے کر نہ مر جاوں بلکہ اسے دوسروں کے ساتھ بھی بانٹوں۔ بے ربط یا بے معنی ہی سہی لیکن میری یہ گفتگو کے انداز میں لکھی گئی تحریر شاید کسی کے کام آجائے اور سوچنے، غور کرنے اور تحقیق کرنے والے کچھ لوگ ان سے اس قدر رہنمائی حاصل کر سکیں کہ بات کی تہہ تک پہنچنے کے لیے کون کون سی کتابیں پڑھ لینا کافی ہے وغیرہ۔۔۔۔۔ بہر حال اب ذرا آگے بڑھتے ہیں۔ پچھلی قسط میں میں نے غزوہ بدر کی بات کی تھی۔ برادرم امجد حسین نے اپنے کسی مسلمان صاحب علم دوست سے اس پر ان کی رائے پوچھی تو ان کے دوست نے کہا کہ مسلمان مکہ

میں اپنی جائیدادیں چھوڑ آئے تھے اس لیے قریش کے قافلے پر حملہ کر کے ان کا سازوسامان لوٹ لینے کا مسلمانوں کو پورا حق تھا۔ وہ صاحب جو کوئی بھی ہیں ان کی دی ہوئی دلیل مجھے تو بہت بودی لگی۔ ہم سب جانتے ہیں کہ مسلمان باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ہجرت کر کے یثرب گئے تھے مکہ سے انہیں بے دخل نہیں کیا گیا تھا بلکہ محمد کے ضمن میں تو اسلام تاریخ ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ انہوں نے مکہ میں اپنا تمام لین دین ختم کیا تھا اور جن لوگوں کی امانتیں ان کے پاس تھیں وہ اپنے چچازاد بھائی علی کے ہاتھوں واپس کروادی تھیں۔ ایسے میں یہ تاثر دینا کہ مسلمان اپنی جائیداد سے محروم ہو گئے تھے درست نہیں۔ اور اگر ہو بھی تو یہ جواز ڈاکہ زنی کی معقول وجہ میرے جیسے عام شخص کے نزدیک بھی درست نہیں کجا کہ خدا کا رسول ایسا کرے۔۔۔۔۔۔۔۔

آج میں تھوڑی سی بات پیغمبر اسلام کے اپنے خاندان کے حوالے سے کرنا چاہوں گا۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں ان کے والد ان کی پیدائش سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے۔ پھر والدہ بھی ان کی کمسنی میں چل بسیں اور ان کی دیکھ بھال اس کے بعد ان کے دادا عبد المطلب اور پھر چچا ابو طالب نے کی۔ دادا کی وفات بھی حضرت محمد کے بچپن ہی میں ہو گئی لیکن ابو طالب 619 عیسوی یعنی مسلمانوں کے مدینہ ہجرت کرنے سے تین برس پہلے تک زندہ رہے۔ ہمیں سکول میں ایک کہانی پڑھائی گئی تھی جس کے مطابق جب مکہ کے لوگوں نے حضرت محمد کی شکایت ابو طالب سے کی جواب میں حضرت محمد نے اپنے چچا سے کہا کہ یہ لوگ اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور ایک پر چاند رکھ دیں تو بھی میں اپنا مشن ترک نہیں کروں گا۔ اس پر ابو طالب نے مکہ کے لوگوں کو جھڑک دیا اور نہیں محمد کو تنگ کرنے سے منع کر دیا ۔ حضرت محمد کے ایک اور چچا ابو لہب بھی تھے۔ جن کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ محمد کی پیدائش کی خبر انہیں ان کی جس لونڈی (غلام عورت) ارسہ ثویبہ نے سنائی تھی ابو لہب نے خوش ہو کر اسے آزاد کر دیا تھا۔ بھتیجے کی پیدائش پر ایک چچا کی خوشی کا تصور کرنا کوئی مشکل نہیں۔ ابو لہب کا لونڈی کو آزاد کرنا یقینا "ایسی ہی خوشی کا غماز ہے لیکن ابو لہب کی کہانی بھی عجیب ہے۔ جب پیغمبر اسلام نے کوہ صفا پر چڑھ کر اپنے مذہب کا اعلان کیا تو ان کی مخالفت کرنے والوں میں سب سے پہلا نام خود ان کے اسی چچا ابو لہب کا تھا؟ کیوں؟ کیا وہ اپنے بھتیجے کو نہیں جانتے تھے؟ اگر جانتے تھے تو ان کی بات پر یقین کیوں نہ کیا؟ خاندانی جھگڑوں یا پنجابی محاورے کے مطابق "شریکے" والا معاملہ ہوتا تو نبی کی

پیدائش پر لونڈی کو آزاد کرنے والا واقعہ ہمیں کہیں نہ ملتا۔ ابو لہب کو ایک اور عجیب و غریب اعزاز بھی حاصل ہے۔ لیکن اسے بیان کرنے سے پہلے ایک چھوٹی سی تمہید ضروری ہے

قرآن مسلمانوں کے دعوے کے مطابق ہدایت کی ایک کتاب ہے۔ اگر میں اس قابل ہوتا کہ رنگ برنگے جانور اور انسان تخلیق کر سکتا اور پھر رہتی دنیا تک ان کی ہدایت کے لیے ایک کتاب بھیجتا تو میں اس کتاب میں زندگی کے اصول بیان کرتا۔ یہ بتاتا کہ کیا کام کرنا چاہیے اور کیا نہیں۔ پوری تفصیل سے بتاتا کہ زندگی میں کون کون سے کام کرنے چاہییں اور کون سے نہیں۔ یہ بیان کرتا کہ میں نے دنیا کیوں بنائی اور کیوں دنیا میں انسانوں کو چھوٹا بڑا بنایا۔ ظالموں کی رسی کیوں دراز کی اور اپنے پیارے بندوں کو کیوں محرومی اور غربت سے دوچار کیا۔ میں ایسا اس لیے کرتا کہ میرے بندے گمراہی میں نہ پڑ جائیں۔ میں ایسا اس لیے کرتا کہ میں جو انسانوں سے ستر ماوں سے زیادہ پیار کرتا ہو۔ انہیں یہ بھی بتاوں کہ وہ اتنے بے بس کیوں ہیں کہ اپنے بچوں کو دو وقت کی روٹی فراہم نہیں کر سکتے۔ انہیں یہ بھی بتاوں کہ کیا وجہ ہے کہ زیادہ صورتوں میں جھوٹ سچ پر حاوی ہو جاتا ہے۔۔۔۔ یہ لسٹ بہت لمبی ہے بات مختصر کرنے کی کوشش کرتا ہوں میں اس کتاب میں یہ ہر گز نہ کہتا کہ فلاں آدمی جو تمہارے پاس میرا پیغام لے کر آیا ہے اس کا فلاں چچا بہت خبیث آدمی ہے اور یہ نہ کہتا کہ

یہ الفاظ قران کے ہیں

ابو لہب کے ہاتھ ٹوٹیں ابو لہب کا مال و دولت اس کے کسی کام نہیں آئے گا وہ جہنم کی آگ میں جلے گا اس کی بیوی بھی جہنم کی آگ میں جلے گی جو نبی کی راہ میں کانٹے بچھاتی رہی اس کے گلے میں پھندا پڑا ہے کیوں؟

ابو لہب کے نام قرآن کی ایک پوری سورت کیوں؟ اس میں کون سی ہدایت ہے اور ہدایت بھی وہ جو رہتی دنیا کے لیے ہے؟ کیا اللہ نے قرآن میں جگہ جگہ محمد کی نبوت کا انکار کرنے والوں کے لیے آگ اور جہنم کی خبر نہیں سنائی؟ پھر ابو لہب پر لعن طعن کیوں؟ وہ بھی ایک ایسی کتاب میں جس میں سمجھدار لوگوں کے لیے ہدایت کا سامان ہے؟ چلیے اتنا بتا دیجیے کہ کیا ابو لہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے؟ کیا قرآن میں خدا اس تمنا کا اظہار کر رہا ہے کہ ابو لہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں یا کسی اور سے دعا مانگ رہا ہے؟ کیا خدا ابو لہب کی خبر نہیں لے سکتا جو اس کی اپنی مخلوق ہے اور اس کے

محبوب کی دشمن ہے؟ابو لہب کو بھول جائیں۔۔۔۔۔۔۔صرف اتنا بتا دیں کہ پیغمبر اسلام کے پیارے چچا ابو طالب جنہوں نے ایک باپ کی شفقت اور محبت سے اپنے بھتیجے کی پرورش کی انہوں نے اسلام کیوں قبول نہیں کیا؟ بات سوچنے کی ہے یا نہیں؟

ذرا سوچیئے۔اور تحقیق کیجئیے۔۔

قسط نمبر 8

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کہاں آئے؟

شاید اس وقت میری عمر سترہ یا اٹھارہ سال کی ہوگی۔میں ٹرین کے ذریعے کچھ دوستوں کے ساتھ کراچی جا رہا تھا۔ اس عمر کے لڑکوں کو سفر میں جس چیز کی سب سے زیادہ حاجت ہوتی ہے وہ کوئی نوجوان لڑکی ہے جسے دیکھ کر وہ آنکھیں ٹھنڈی کرتے رہیں اور سفر کی طوالت کا احساس کم ہو جائے لیکن بد قسمتی سے اس روز سفر میں ہمارے ڈبے میں کوئی لڑکی تو کیا بڑھیا تک نہیں تھی۔ایسے میں وقت گزارنا بہت مشکل لگ رہا تھا۔

ملتان کے قریب کسی سٹیشن پر گاڑی ذرا دیر کو رکی تو داڑھی والوں کا ایک ہجوم ہمارے ڈبے میں داخل ہو گیا۔سب نے عجیب قسم کا سامان اٹھا رکھا تھا۔میں نے نوٹ کیا کہ ہر آدمی کے پاس ایک بستر بند اور ایک لوٹا ضرور تھا۔میں نے زندگی میں اس سے پہلے اس قسم کے لوگ نہیں دیکھے تھے سو حیران ہو کر انہیں دیکھتا رہا۔اس وقت تک مجھے کوئی ایسا مسلمان دیکھنے کا بھی اتفاق نہیں ہوا تھا جس کی شلوار ٹخنوں سے اوپر بندھی ہو۔یہ میرا تبلیغی جماعت سے پہلا تعارف تھا۔مذہب کے حوالے سے اس وقت میں ایک گومگو کی کیفیت میں تھا جس میں خدا سے ڈرتا بھی تھا اور خدا کے وجود پر شک بھی کرتا تھا۔رات کو سونے سے پہلے کلمہ بھی پڑھتا تھا اور لڑکیوں مین بھی پورے انہماک سے دلچسپی لیتا تھا۔ خیر مختصراً یہ کہ طویل سفر اور ریل کے ڈبے کی تنگی نے بہت جلد ہمارا ان سے تعارف کروا دیا۔میرے سامنے جو تین افراد بیٹھے تھے ان میں سے ایک سرجن تھے،ایک کسی اور قسم کے ڈاکٹر اور ایک سائنس کے پروفیسر۔بات چلتے

چلتے اس مقصد کی طرف آ گئی جسے اپنے بستر بند میں لپیٹ کر وہ گھر سے نکلے تھے یعنی تبلیغ اسلام۔ مین نے اس سے پہلے تبلیغی جماعت کا نام بھی نہین سنا تھا۔ سو ان کی گفتگو نہایت دلچسپی سے سننے لگا۔

پتہ چلا کہ یہ صاحبان اکثر گھر چھوڑ کر اللہ کے دین کی خدمت اور اللہ کی خوشنودی کی خاطر تبلیغ دین کے لیے جایا کرتے ہیں۔ ان کی گفتگو، حسن اخلاق اور لگن نے مجھے بہت متاثر کیا گو کہ میں اس سے برسوں پہلے اتفاق سے کچھ کرسچن مشنریز کو کام کرتے دیکھ چکا تھا اس لیے مجھے یہ اندازہ تھا کہ خوش اخلاقی ان کے "پیشے" کا تقاضہ ہے لیکن جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ حیران کیا وہ یہ حقیقت تھی کہ یہ سب لوگ مجھ سے کہیں زیادہ پڑھے لکھے اور تجربہ کار تھے۔ تینوں نے سائنس کی تعلیم بھی حاصل کر رکھی تھی اس کے باوجود مذہب سے بے پناہ لگاو رکھتے تھے۔ میں نے اپنے محدود علم کے باوجود ان سے سوالات پوچھنا شروع کر دیئے جو اس وقت اور بھی محدود ہوا کرتا تھا۔ ساری رات ان لوگوں سے گفتگو کرنے کے بعد مجھے ان سے اتفاق تو نہیں ہو سکا لیکن ایک بات کا احساس شدت سے ہوا کہ یہ لوگ جدید علوم سے آشنا ہونے کے باوجود نئی دنیا سے نہ صرف لاتعلق ہیں بلکہ کسی وجہ سے یہ مذہب کو جدید زمانے سے ہم آہنگ کرنے کے لیے بھی تیار نہیں۔ انہوں نے میری جینز پر کئی جملے کسے، مجھے یہ بھی جتانے کی کوشش کی کہ میرے بال دین اسلام کے تقاضوں سے میل نہیں کھاتے اور میرا نماز نہ پڑھنا میرا اور خدا کے بیچ کا معاملہ نہیں بلکہ شاید ان کی ذاتی ذمہ داری ہے.

اس وقت میری ذہنی استطاعت ایسی نہ تھی کہ میں ان کے ان رویوں کا تجزیہ کر سکتا نہ ہی میری زندگی میں کوئی ایسا بڑا یا بزرگ تھا جو اس پر میری رہنمائی کر سکتا لیکن کئی برس بعد جب مجھ میں دنیا کو اپنی نگاہ سے دیکھنے کا اعتماد پیدا ہوا تو مجھے اندازہ ہوا کہ یہ لوگ ظاہری طور پر پڑھے لکھے ہونے کے باوجود بہت سے معاملات میں اندھے ہیں۔ مجھ پر یہ انکشاف بھی ہوا کہ مذہبی ذہن کے لوگوں کو اگر ان کے مذہب کا چہرہ صاف صاف دکھایا بھی جائے تو وہ یا تو اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں یا اس کی کوئی احمقانہ قسم کی توجیہہ تلاش کر کے لے آتے ہیں۔

مذہبی لوگوں کے ساتھ میرے تجربات نے مجھے سکھایا ہے کہ اس قسم کے عقیدے رکھنے والے لوگ کسی بھی چیز کو اوبجیکٹو یعنی معروضی انداز میں دیکھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔

ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایک مٹکے میں بیٹھا اس مٹکے کی خوبیاں گنوا رہا ہو لیکن اس نے ساری زندگی اس مٹکے میں سے قدم باہر نہ نکالا ہو۔ ایسے شخص کو یہ اندازہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ جس مٹکے میں وہ بیٹھا ہے وہ باہر سے کیسا دکھائی دیتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مٹکے کے باہر گندگی لگی ہو جو سب دیکھنے والوں کو صاف دکھائی دے رہی ہو لیکن مٹکے کے اندر بیٹھا شخص اسے کبھی نہ دیکھ سکے اور جب باہر کھڑے لوگ اسے بتائیں کہ تمہارا مٹکا گندگی میں لتھڑا ہے تو وہ گندگی کی بدبو محسوس کرنے کے باوجود خود سے جھوٹ بولے گا کہ نہیں ایسا کچھ نہیں ہے یہ بدبو میرا وہم ہے ضرور میری سونگھنے کی صلاحیت میں کوئی خرابی ہے وغیرہ وغیرہ

جب میں بائیس یا تیئیس برس کا تھا تو میری ایک پروفیسر صاحب سے ملاقات ہوئی جو فلاسفی کے پروفیسر تھے اور بہت پڑھے لکھے تھے۔ میں نے ان سے ملتے ہی ان سے پہلا سوال یہ پوچھا کہ کیا خدا کا کوئی وجود ہے؟ وہ میرے سوال پر ہنس دیئے اور مجھے سمجھایا کہ خدا کا وجود یا عدم وجود اس دنیا کے لیے کوئی بڑا مسئلہ نہیں۔ خدا کے وجود کی کہانیاں شروع ہی اس وقت ہوتی ہیں جب انسان اپنی زندگی سے غیر مطمئن ہو۔ جو لوگ اپنی زندگی سے مطمئن ہیں ان کے لیے یہ سوال بالکل غیر ضروری ہے۔ اس وقت میرے لیے شاید زندگی کا سب سے بڑا سوال ہی یہی تھا اس لیے میں ان کے جواب سے متاثر نہیں ہوا لیکن بعد کی زندگی میں احساس ہوا کہ وہ درست کہہ رہے تھے۔

آپ کو اکثر مذہبی لوگ یہ کہتے سنائی دیں گے کہ انسان جب مشکل میں ہوتا ہے تو ہی خدا یاد آتا ہے۔ خدا کی پیدائش اصل میں انسان کو زندگی میں پیش آنے والی مشکلات ہی کے نتیجے میں ہوئی۔ آپ سب جانتے ہیں کہ جب انسان غاروں میں رہتا تھا تو سورج، بادل، سمندر، آندھی۔ خطرناک جانوروں اور اسی طرح کی چیزوں کو خدا مانتا تھا۔ جب انسان نے ان چیزوں کا توڑ دریافت کر لیا تو یہ خدائی کے درجے سے گر گئیں۔

چونکہ میں ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا تھا اس لیے میری گفتگو کا دائرہ بھی اسلام تک محدود ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ صرف اسلام ہی جھوٹا مذہب ہے۔ میں نے سیکھا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب ایک ہی سانچے میں ڈھل کر بنے ہیں۔ ان سب کے مرکز میں کوئی ایسی قوت ہے جو انسانوں کی زندگی کو کامیابی یا بربادی سے دوچار کر سکتی ہے۔ یہ طاقت بلا تخصیص ہر مذہب کے پیروکاروں کو ایک خوف میں مبتلا رکھ کر انہیں اپنی مرضی پر چلنے پر

مجبور کرتی ہے۔ یہ طاقت کہیں انہیں جہنم کا خوف دلاتی ہے اور کہیں کرما کی دہائی دیتی ہے۔ یہ قوت انسان کا خالق ہونے کا دعوا کرتی ہے لیکن اتنی بڑی طاقت کا دعوا کرنے کے باوجود کوئی معمولی سا معجزہ دکھانے سے بھی مجبور ہے۔ ہزاروں برس کی انسانی تاریخ میں ہمیں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا جہاں خدا نے سچ مچ ایک نیکی کی قوت ہونے کا ثبوت دیا ہو۔ اگر کوئی ہوائی جہاز کریش ہو جائے اور دو تین سو افراد میں سے ایک آدھ بچ جائے تو مذہبی لوگ فورا" اسے معجزے کا نام دے دیں گے لیکن کوئی یہ نہیں کہے گا کہ ایک آدمی کے بچ جانے کا مطلب اتفاق بھی تو ہو سکتا ہے۔ اگر خدا معجزے دکھایا کرتا ہے تو افریقہ کے قحط میں مرنے والوں کو کھانے کے لیے کچھ کیوں نہیں دے دیتا۔ آپ کو انسانی تاریخ میں یہ افسانے تو مل جائیں گے کہ خدا نے عیسیٰ کے ذریعے مردوں کو زندہ کر کے دکھایا لیکن آج تک کوئی ایسا واقعہ نہیں ملے گا کہ خدا نے کسی کے کٹے ہوئے ہاتھ یا پاوں کو دوبارہ اگا دیا ہو۔ جو خدا انسانوں کو اس دنیا میں زندہ رہنے کے لیے کھانا اور پانی فراہم نہیں کر سکتا وہ جنت میں انہیں دودھ اور شہد کی نہروں کا وعدہ کس منہ سے کرتا ہے اور وہ بھی اس صورت میں جب لوگ دن رات اس کی خوشامد کرتے رہیں اور اس کے ایجنٹوں کو جو (آج کل ملاوں اور پادریوں کی شکل میں ملتے ہیں پچھلے زمانے میں پیغمبروں کی شکل میں آیا کرتے تھے) نذر نیاز دیتے رہیں۔ پیغمبروں سے یاد آیا۔ قرآن میں جسے مسلمان خدا کی آخری کتاب قرار دیتے ہیں اور ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں رہتی دنیا کے لیے تمام نسل انسانی کے لیے ہدایت اور رہنمائی ہے۔ یہ کتاب شک سے بالاتر ہے اور اس کا ہر ایک حرف سچ اور خدا کا کہا ہوا ہے اس کتاب میں ہمیں درجنوں پیغمبروں کا ذکر ملتا ہے۔ رسولوں کے قصے بھی اس میں درج ہیں لیکن کیسا عجیب اتفاق ہے کہ قرآن اور دیگر اسلامی روایات میں جن نبیوں اور رسولوں کا ذکر ملتا ہے وہ سب سے سب بلا تخصیص مشرق وسطیٰ میں پیدا ہوئے۔ اگر اللہ کی بادشاہی دنیا کے ہر کونے میں ہے۔ اگر خدا کا پیغام تمام انسانوں کے لیے ہے تو کیا وجہ ہے کہ کوئی پیغمبر مشرق وسطیٰ سے باہر پیدا نہیں ہوا؟

اس بات کے جواب میں بہت سے مسلمان دوست یہ دعوا کرتے ہیں کہ قران کے مطابق نبی اور رسول دنیا کی ہر قوم میں بھیجے گئے لیکن آج تک کوئی مجھے کسی ایسے نبی کا نام نہیں بتا سکا جو چین، امریکہ، آسٹریلیا، برطانیہ، بھارت، جاپان یا

دنیا کے کسی اور کونے میں پیدا ہوا ہو۔ کیا دنیا میں صرف عرب قوم ہی ایسی تھی جسے ہدایت اور رہنمائی کی ضرورت تھی؟ اگر نہیں اور پیغمبر دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی آئے تھے تو کیا وجہ ہے قرآن میں صرف مشرق وسطی والوں کا ذکر ہے باقی کسی کا نہیں؟ عورت کا پیغمبر ہونا تو خیر ناممکن ہے ہی لیکن کوئی چینی یا جاپانی پیغمبر بھی ہے کہیں؟ ذرا سوچیئے کیا آپ نے کبھی کسی حضرت ذنگ سونگ، حضرت جان میکڈانلڈ، حضرت چارلس سمتھ، حضرت ائین مکارتھر، حضرت پیڈرو گونزالیز، حضرت شن زوکائی فو، حضرت موبوتو مگابے، حضرت مرلی لعل کرشن، حضرت اناطولی کریچوف، حضرت جاوید اقبال کا نام سنا ہے؟؟

اگر نہیں تو کذب بیانی کو مان لیجیئے۔ شکریہ۔

قسط نمبر 9

اسلام میں حلال و حرام کا تصور

پچھلی نشست میں ہم بات کر رہے تھے کہ پڑھے لکھے اور سمجھدار لوگ بھی مذہب کو کیونکر مان سکتے ہیں۔ مجھے زندگی کے تجربے نے یہی سکھایا ہے کہ جو بات بچپن میں آپ کے ذہن میں بٹھا دی جائے اسے ذہن سے جھٹک دینا اگر ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہوتا ہے۔ آپ میں سے زیادہ تر کا تعلق پاکستان یا بھارت سے ہے اس لیے یقینا آپ اس بات سے واقف ہوں گے کہ ہمارے ہاں اگر آپ کا ہاتھ کسی طرح اپنی گردن کو چھو جائے تو ہاتھ پر پھونک مارتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے یہ تو مجھے معلوم نہیں لیکن یہ جاہلانہ رسم یقینا کئی نسلوں سے اس خطے کے لوگوں میں جاری و ساری ہے۔ میں مذہب اور رسوم ورواج کی رسیاں مدتوں پہلے توڑ چکا ہوں لیکن آج بھی اگر میرا ہاتھ گردن کو چھو جائے تو جب تک میں ہاتھ پر پھونک نہ مار لوں مجھے چین ہی نہیں آتا۔ کئی بار میں جان بوجھ کر ایسا کرنے سے احتراز کرتا ہوں لیکن پھر آخر تنگ آکر پھونک مار ہی دیتا ہوں کہ اس بے ضرور سی پھونک سے کون سی خرابی ہو جائے گی۔ ایسا میں اس لیے کرتا ہوں کہ اگر نہ کروں تو ہو سکتا ہے مجھے نیند ہی نہ آئے یا میرا ذہن سارا دن اسی کوفت میں الجھا رہے۔ ذرا غور کیجیے یہ کس قدر معمولی بات ہے لیکن میں اپنی تمام تر پڑھائی لکھائی اور زندگی کے تجربات کے باوجود

آج بھی ایک طرح سے اس عادت کا غلام ہوں۔ مذہب سیکھنے اور سکھائے جانے کی نوعیت بھی کچھ ایسی ہے۔ ہمارے ذہنوں میں بچپن ہی سے کچھ باتیں بٹھا دی جاتی ہیں اور ہم نہ چاہتے ہوئے بھی ساری زندگی ان کے غلام بنے رہتے ہیں۔ اگر میں گردن کو ہاتھ لگنے پر پھونکیں مارنے کی عادت کی جگہ اگر یہ لکھ دیتا کہ مجھے نماز پڑھے بغیر چین نہیں پڑتا تو میرے مذہبی دوست فوراً پکار اٹھتے "دیکھا ناخدا کی قدرت "لیکن میری خوش قسمتی کہ اس بچگانہ توہم پرستی کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں اس قسم کے خیالات اور باتیں جو بچپن سے ہمارے ساتھ چلی آرہی ہوں بعض اوقات عجیب عجیب شکلوں میں ظہور کرتی ہیں۔ میرے ایک دوست ہیں جنہیں آپ میرا استاد بھی کہہ سکتے ہیں۔ وہ ایک جانے پہچانے آدمی ہیں اور کئی حیثیتوں میں ہزاروں لاکھوں لوگ انہیں جانتے ہیں اس لیے میں ان کا نام نہیں لوں گا۔ انہوں نے ایک بار مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ سنایا تھا جو میں انہی کی زبانی آپ کو سناتا ہوں پھر واپس آتے ہیں میں یہ واقعہ ان کی زبانی سنا رہا ہوں اس لیے الفاظ بھی انہی کے ہیں.

"میرے محلے میں میرا ایک ہم عمر رہا کرتا تھا جس کے نام کا پہلا حصہ "زین" ہے۔ پورا نام میں نہیں بتاوں گا۔ زین کے والد شہر کے ایک مشہور و معروف دینی عالم اور سکالر تھے اور ان کا تعلق اہلحدیث فرقے سے تھا۔ اس وقت ہماری عمر پندرہ سولہ سال رہی ہوگی۔ زین کے گھر کا ماحول بہت سخت تھا اور تمام بہن بھائی ایک ایسے روبوٹ کی زندگی گزارتے تھے جو اپنے والد کے ابرووں کے اشارے پر کام کرتا ہو۔ سب بچوں کو پانچ وقت نماز پڑھنا پڑتی، ہم لوگ اس وقت تک سگریٹ پینا شروع کر چکے تھے زین بھی ہمارے ساتھ سگریٹ پیتا لیکن گھر واپس جانے سے پہلے دس بیس چیونگم چباتا اور ماوتھ واش سے منہ دھوتا کہ سگریٹ کی بو کوئی نہ سونگھ لے غرضیکہ تمام بچے اسلامی احکامات کے عین مطابق اپنے باپ کے غلاموں کی طرح رہتے تھے۔

میرا تعلق ایک نسبتاً ماڈرن گھرانے سے تھا جس کی وجہ سے صنف نازک سے میرا میل جول آزادانہ تھا اور میری اس وقت تک ایک گرل فرینڈ بھی بن چکی تھی جبکہ زین کے گھر میں سخت پردے کا رواج تھا اور اس کی بہنوں کی سہیلیاں اگر ملنے آجاتیں تو انہیں گھر کے زنانہ حصے تک محدود رکھا جاتا، زین میں ایک عادت تھی کہ وہ اپنی چھوٹی چھوٹی بات

بھی مجھ سے شئیر کرتا۔ میں ذہنی طور پر اس کی نسبت کہیں زیادہ میچور تھا اس لیے کبھی اسے جھڑک دیا کرتا کبھی اسے کوئی اچھا مشورہ دے دیتا۔

ایک دن زین نے باتوں باتوں میں مجھے بتایا کہ اس کی بہن کی سہیلی گھر آئی ہوئی تھی وہ جب باتھ روم گئی جو گھر میں ایک ہی تھا تو زین باتھ روم کے دروازے میں ایک چھوٹی سی درز سے اسے کپڑوں بغیر دیکھتا رہا۔ میں نے اسے بہت لعنت ملامت کی اور سمجھایا کہ اگر پکڑے جاتے تو کس قدر رسوائی ہوتی وغیرہ وغیرہ، خیر کچھ دن بعد زین نے مجھے ایک اور ہوشربا راز میں شریک کیا۔ اس کی بات ہمیشہ ایک ہی انداز سے شروع ہوتی تھی۔ خیر اس معاملے میں زین نے فرمایا۔۔۔۔۔ یار میں گھر پر اکیلا تھا شیطان نے مجھ پر غلبہ پالیا، گھر میں ایک طوطا تھا میں نے اسے پنجرے سے نکال کر اس کے ساتھ ایک بری حرکت کرنے کی کوشش کی اور وہ مر گیا، میں نے چپ چاپ اسے گھر ایک کیاری میں دفن کر دیا اور گھر والوں کو بتایا کہ اڑ گیا ہے، یار میں کتنا گناہگار ہوں۔۔۔۔۔ میں نے اسے بہت لعنت ملامت کی اور دیر تک کوستا رہا۔ میرے لیے اس کی یہ حرکت بہت صدمہ پہنچانے والی تھی لیکن اس کی ذہنی کشمکش اور گھٹن کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے اسے کہا کہ توبہ استغفار کرے اور آئندہ کبھی ایسی کوئی حرکت نہ کرنے کا وعدہ کرلے تو خدا اسے معاف کر دے گا۔ کچھ ہی دن گزرے تھے کہ زین صاحب پھر اسی تمہیدی جملے سمیت نازل ہو گئے "یار میں گھر پر اکیلا تھا۔۔۔ اب کیا ہوا؟ میں نے چلا کر پوچھا یار شیطان نے مجھ پر غلبہ پالیا گھر کا گیٹ کھلا تھا کسی کی بکری اندر آگئی اور میں نے اسے پکڑ کر اس کے ساتھ زیادتی کرلی۔۔۔ یہ کہہ کر زین زارو قطار رونے لگا، میں سمجھا کہ اپنے کیے پر شرمندہ ہے کہ طوطے والے واقعے کے بعد اس نے توبہ کی تھی لیکن توبہ پر قائم نہیں رہ سکا،

میں نے اسے ایک طرح سے حوصلہ دینے کے لیے کہا چلو کوئی بات نہیں، کم از کم طوطے جیسا ظلم تو نہیں نا اس نے جواب میں جو کچھ کہا اسے سن کر میری سٹی گم ہو گئی۔ کہنے لگا یار وہ تو ٹھیک ہے لیکن میں کتنا بڑا گناہگار ہوں یہ تو حلال جانور تھا۔

آپ نے دیکھا کہ زین صاحب کو اس بات کا تو ذرا احساس نہیں کہ انہوں نے بے زبان اور بے کس جانور کو نہ صرف اذیت پہنچائی بلکہ ایک کو جان سے مار دیا لیکن ان کے لیے یہ غم کہیں بڑا تھا کہ ان کے ہاتھوں ایک حلال جانور کو

تکلیف پہنچ گئی۔، یہ ہوتے ہیں ذہنوں میں بٹھائے گئے خیالات۔۔۔یعنی اگر بکری کی جگہ کوئی حرام جانور ہوتا تو زین صاحب کے ضمیر کا بوجھ بہت کم ہو جاتا تھا۔ حلال جانوروں کی بات آگئی تو آپ کو ایک اور چھوٹے سے واقعہ میں شریک کرلوں۔

میں ایک بار مسجد میں گیا،،جی ہاں امام صاحب کی ہوا خارج ہونے کے واقعے کے بعد بھی میں ایک دو بار مسجد میں جا چکا ہوں، اس بار میں اپنی والدہ کی ضد پر امام صاحب کو لینے گیا تھا جنہیں ہمارے گھر آکر میرے والد کی برسی پر "ختم پڑھنا" تھا اور یہ واقعہ پاکستان کا نہیں برطانیہ کا ہے۔

میں اپنے بھائی کے ہمراہ مسجد میں پہنچا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ اندر جائیں میں گیا تو ضرور کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہو جائے گی۔ میرے بھائی نے ضد کی کہ نہیں مجھے کچھ نہیں پتا تم اندر آو، جب اندر گئے تو مولوی صاحب نے کہا کہ ذرا دیر بیٹھ جائیں میں بچوں کا سبق ختم کرالوں تو چلتا ہوں۔ پھر مولوی صاحب بچوں کو مخاطب کرکے بولے ہاں تو بچو میں آپ کو بتا رہا تھا کہ ہمارے دین اسلام میں یتیم کی بہت بڑی قدر ہے اور یتیم کی دیکھ بھال کرنا ہمارے پیارے نبی کی سنت۔ نبی کریم کا فرمان ہے۔ اگر تمہیں کہیں کوئی جانور بھی ایسا دکھائی دے جس کی ماں نہ ہو تو اسے گھر لا کر پالو پوسو بشرطیکہ وہ جانور حلال ہو" لیجیے اب ایسی بات سن کر مجھ سے کیونکر خاموش رہا جاتا میں نے کہا مولانا صاحب کیوں بچوں کو جہالت سکھا رہے ہیں آپ کے نبی نے حلال کی شرط اس لیے رکھی کہ جب آپ اس یتیم کو پال پوس کر بڑا کریں تو اسے ذبح کرکے کھا جائیں؟ میرے بھائی نے فورا" دخل دے کر معاملہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی لیکن میں بڑبڑاتا ہوا مسجد سے باہر نکل گیا۔ میرے بھائی نے مولوی کو منا کر بلالیا اور ہم اسے گھر لے گئے یہ بتانے کی شاید ضرورت نہیں کہ میں اس دورانیے کے لیے گھر سے باہر چلا گیا تھا۔

لیجیے یہ تو تھی آج کی کہانی آپ نے دیکھا کہ ان مسلمانوں کے حلق میں جانوروں کا حلال و حرام کس بری طرح اٹکا ہوا ہے۔ برطانیہ کا ایک مشہور لطیفہ ہے کہ یہاں مسلمان بیگ میں بلیک لیبل کی بوتل اٹھائے دکان دکان حلال گوشت تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ ایک مسلمان جس نے ہاتھ میں شراب کی بوتل اٹھا رکھی جب قصاب سے گوشت کی

طرف اشارہ کرکے پوچھا کیا یہ حلال ہے تو قصاب نے بوتل کی طرف اشارہ کرکے کہا" جنی اک اوہ حلال اے اوہنا ای گوشت وی حلال اے؛؛(یعنی جس قدر آپ کی شراب حلال ہے اتنا ہی یہ گوشت بھی حلال ہے)

جس طرح میں نے مذہب سے جان چھڑا لی لیکن گردن کو ہاتھ لگنے پر اب بھی بے چین ہو جاتا ہوں اسی طرح جب آپ بھی اپنے مذہب کو ترک کرنے کا سوچیں گے تو بڑی مشکلوں سے گزرنا ہو گا۔ اگر ان مشکلوں سے گزرنے کی ہمت آپ میں نہیں تو ٹھیک ہے مذہب سے جڑے رہیں لیکن اسے اپنے اور اپنے خاندان کی خوشیوں میں آڑے نہ آنے دیں زندگی بھرپور انداز میں گزاریں اور لوگوں کو جہالت کی بنیاد پر جج کرنا ترک کر دیں یہ بھی بہت ہو گا

جاتے جاتے ایک بات اور بتاتا جاوں کہ زین صاحب پچھلے کئی برسوں سے مدینہ منورہ کی ایک مسجد کے امام ہیں۔ وہ گلیاں جہاں قدم رکھنے کے لیے کروڑہا لوگ ترس ترس کر مر جاتے ہیں جہاں دفن ہونے کی خواہش لاکھوں پڑھے لکھے سمجھدار لوگ رو رو کر کرتے ہیں ہمارا طوطے اور بکری والا دوست وہاں ایک مسجد میں اپنے دین کا فروغ کر رہا ہے۔ بس جسے بلاوا آجائے۔ آپ فی الحال یہی گنگنائیے

میرے آقا بلا لو مدینے مجھے۔۔

قسط نمبر 10

ڈائنا سورز اور مذہبی کہانیاں۔

خدا کون ہے؟ کہاں رہتا ہے؟ اس کی شکل کیسی ہے؟ اس کی عادتیں کیسی ہیں؟ اسے کیا پسند ہے اور کیا نہیں؟ یہ اور اس سے ملتے جلتے درجنوں سوالات ہر اس بچے کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں جسے آنکھیں کھولتے ہی یہ بتایا جانا شروع کر دیا جائے کہ کہیں کوئی ذات ایسی بھی ہے جو ہر وقت ہر جگہ موجود رہتی ہے جو سب کچھ دیکھ اور سن سکتی ہے۔ جس سے دنیا میں ہونے والی چھوٹی سے چھوٹی حرکت بھی پوشیدہ نہیں رہتی وغیرہ وغیرہ۔ یہ داستان جہاں بچوں کے کئی سوالات کا جواب فراہم کرتی ہیں مثلا"لوگ مر کر کہاں چلے جاتے ہیں؟ (اللہ میاں کے پاس)، کوئی شخص بے وقت کیوں مر گیا (اللہ کی مرضی ایسی تھی) اس بچے کی ٹانگیں کیوں نہیں ہیں (اللہ نے اسے ایسا بنایا ہے) وہیں بہت

سے نئے سوالات بھی پیدا کرتی ہے۔ ایک متجسس بچے کے طور پر میں بھی دن رات اپنی والدہ کا جینا حرام کیے رکھتا۔ اللہ کی مرضی بدلتی کیوں رہتی ہے؟ ابھی کل ہی تو اس بچے کا باپ مرا تھا آج یہ بھی کیوں مر گیا؟ کیا اس بچے کی ماں کوئی بہت گناہگار عورت ہے؟ اللہ برے لوگوں کو سزا کیوں نہیں دیتا ہمیشہ اچھے لوگوں کی زندگی کیوں جلدی ختم کر دیتا ہے؟ اگر اللہ نے یہودیوں اور عیسائیوں کو بندر اور سور بنا دیا تھا تو ہمارے محلے کے بدمعاش کو وہ گرفتار تک نہیں کرواتا آخر کیوں؟ ان سوالوں کا جواب میری والدہ کیا دیتیں کہ وہ تو خود اپنے ماں باپ کی سکھائی ہوئی جہالت کو بڑی مشکل سے ہضم کیے ہوئے تھیں لیکن سکول میں ذرا آگے بڑھے تو پتہ چلا کہ بہت سے سوالوں کے جوابات صرف مذہب دے سکتا ہے۔ اچھا جی چلیں مذہب سے رجوع کرتے ہیں۔ بہت سے بچگانہ سوالات کے ان سے بھی زیادہ بچگانہ سوالات تو ہمیں مذہب میں مل گئے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اس لیے بنائی کہ وہ اپنے پیارے محبوب کو دنیا میں بھیجنا چاہتا تھا۔ اللہ برے لوگوں کی رسی دراز کرتا ہے کہ دیکھیں وہ کس حد تک جاتے ہیں۔ اللہ اپنے پسندیدہ لوگوں کو نبی اور پیغمبر بنالیتا ہے اور ان کے ذریعے اپنا پیغام لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ ان جوابات سے پیدا ہونے والے ضمنی سوال چھوڑ بھی دیئے جائیں (پیغمبر اللہ کا پیغام لینے پہاڑوں پر کیوں جایا کرتے تھے؟ کیا وہاں اللہ نے کوئی ریسٹ ہاوس یا نبیوں کی تربیت گاہ قائم کر رکھی ہے؟ اگر اللہ براہ راست میگا فون کے ذریعے دنیا کو اپنی ہدایات جاری کر دیا کرے تو زندگی کتنی آسان ہو جائے کوئی کسی نبی یا رسول پر جھوٹا ہونے کا الزام ہی نہ لگا سکے اور بدکردار لوگ اللہ کا براہ راست حکم سن کر ممکن ہے بدکرداری سے باز ہی آجائیں)

خیر یہ تو بات کہیں اور نکل گئی کہنا یہ تھا کہ یہ جواب جیسے کیسے بھی تھے مذہب نے ہمیں فراہم کر دیئے۔ کوئی ان سے قائل ہو یا نہ ہو لیکن کم از کم جواب تو دے دیا گیا ہے اب ان سوالات کا کیا کیا جائے جنہیں مذہب پیدا کر دیتا ہے۔

ایسا ہی ایک سوال جو بچپن سے میرے ساتھ چلتا رہا ہے وہ قرآن میں موجود علوم کا ہے۔ میں نے اپنے بڑوں سے ہمیشہ یہی سنا تھا کہ قرآن خدا کی کتاب ہے اور یہ رہتی دنیا تک کے لیے ہدایت اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ میں نے کوشش کی کہ قرآن کو ترجمے کے ساتھ پڑھوں لیکن محسوس ہوا کہ اس الجھی ہوئی تحریر کو پڑھنا تو آسان ہے سمجھنا خاصا دشوار ہے۔ پھر مجھے بتایا گیا کہ قرآن کی تفاسیر کا مقصد قرآن کا مفہوم کند ذہن لوگوں کو سمجھانا ہے سو میں نے

تفاسیر کا مطالعہ بھی شروع کر دیا۔ میں ابھی سکول ہی میں پڑھتا تھا کہ میری بڑی بہن ایف ایس سی میں داخل ہو گئیں۔ ان کی بائیالوجی کی کتاب کو ازراہ تجسس پڑھا تو معلوم ہوا کہ دنیا میں انسانوں کے آنے سے بہت پہلے بڑے بڑے جانور رہا کرتے تھے جنہیں عام زبان میں ڈائناسور کہا جاتا ہے۔ یہ ڈائناسور کوئی پینسٹھ ملین برس پہلے اس دنیا سے ختم ہو گئے۔ اور اس سے پہلے دو سو ملین سال تک اس دنیا میں موجود رہے۔ میں نے قرآن میں کسی ایسے اشارے کی تلاش شروع کی جو مجھے بتا سکے کہ اللہ کو ڈائناسورز کے بارے میں معلوم تھا اور اس نے اپنے بندوں کو اس بارے میں بتایا بھی تھا لیکن میں بری طرح ناکام رہا۔ میرے لیے یہ بات ناقابل فہم تھی کہ اللہ دنیا میں اتنے اتنے عظیم الجثہ جانوروں کو دو سو ملین برس رکھے لیکن عام انسان تو کیا اپنے پیغمبروں تک کو اس بارے میں ایک حرف تک نہیں بتایا۔ میرے لیے یہ بات نہایت ناقابل فہم تھی۔

بچپن میں مجھے بھی دوسرے بچوں کی طرح جنوں پریوں کی کہانیوں میں بہت دلچسپی ہوا کرتی تھی اور میں نے جب بھی کسی بڑے سے جنوں کے وجود کے بارے میں دریافت کیا تو مجھے ہمیشہ یہی جواب ملا کہ "جنوں کا وجود تو برحق ہے کیونکہ ان کا ذکر قرآن میں آیا ہے

"اسلامی عقیدے میں جنوں کی کہانیاں تو بہت سی مل جائیں گی جن کے وجود کی کوئی معمولی سی نشانی بھی آج تک کسی کو نہیں مل سکی لیکن دنیا میں دو سو ملین سال تک بسنے والے ڈائناسورز کو قرآن نے بھلا دیا۔ میں نے بہت سے پڑھے لکھے لوگوں سے جو اپنے آپ کو عالم سمجھتے اور کہلاتے تھے یہ سوال کیا کہ خدا نے قرآن میں ڈائناسورز کا ذکر کیوں نہیں کیا لیکن کوئی بھی مجھے کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکا اور آخر میں تان اسی پر آ کر ٹوٹی کہ اللہ کی مرضی وہ جو جی چاہے کہے جو جی چاہے پوشیدہ رکھے۔ یہ جواب کسی ایسے شخص کو تو شاید قائل کر سکتا ہو جو آنکھیں بند کر کے پہلے ہی سے مذہب کی کہی ہوئی ہر بات کو سچ مان چکا ہو لیکن میرے لیے اس منطق بلکہ غیر منطقی پن کا سمجھنا بہت دشوار تھا۔

جب میں بی اے میں پہنچا تو میری رسائی ایک بزرگ دوست کی لائبریری تک ہو گئی۔ اور میں نے دنیا کی تاریخ کو جاننے اور سمجھنے کی جستجو شروع کر دی۔ مجھے معلوم ہوا کہ ایک آئرش پادری بلکہ آرچ بشپ (مہا پادری) دنیا کی پیدائش کی تاریخ بھی متعین کر چکا ہے۔ میں نے پڑھا کہ آرچ بشپ جیمز اشر نے تورات اور انجیل میں دیئے گئے

واقعات اور نبیوں کے شجرہ ہائے نسب کو دیکھتے ہوئے نتیجہ نکالا ہے کہ دنیا کی پیدائش اتوار چار اکتوبر 4004 قبل مسیح میں ہوئی۔ اس طرح دنیا کی عمر کوئی چھ ہزار برس پرانی قرار پائی۔ مجھے ایک کشمیری ہونے کی حیثیت سے علم تھا کہ خطہ کشمیر کی تاریخ دنیا کی سب سے پرانی تحریری تاریخ ہے اور اس کے مطابق کشمیر بھی چھ ہزار برس سے مسلسل آباد چلا آ رہا ہے لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہ آسکی کہ اگر جیمز اشر کے دعوے کے مطابق اس وقت دنیا کی تخلیق ہو رہی تھی اور اللہ تعالیٰ شیطان کو سجدے پر مجبور کر رہا تھا تو کشمیر میں بادشاہ اور ہزارہا لوگوں پر مشتمل رعایا کہاں سے آ گئے؟

سائنس کی ترقی نے جہاں زندگی کو کئی طرح کی سہولیات عطا کی ہیں وہیں اس کا ایک کمال یہ بھی ہے اس کے ذریعے ہمارے سیارے زمین کی تاریخ مرتب کیے جانے میں بھی مدد ملی ہے۔ ڈائنا سورز کی ہڈیوں اور دیگر فاسلز کی عمر کا تعین کرنا ہو یا جیالوجی کی مدد سے زمین کی تہوں میں دفن تاریخ کا تجزیہ سائنس نے مذہب کے لیے جن چیلنجز کو جنم دیا ہے اس کو جھٹلانا ایک ایسے نظام فکر کے لیے ممکن نہیں جس کی بنیاد اندھے اعتقاد پر ہو۔

اسلام میں عیسائیت اور یہودیت کی کتابوں کو بھی خدا کی کتابیں مانا گیا ہے ایسے میں آرچ بشپ اشر کی دی گئی تاریخ اسلام کے لیے بھی قابل قبول ہوگی۔ اب اس دعوے کو سائنس کی روشنی میں دیکھا جائے تو مذہب کی جھاگ منٹوں میں بیٹھ جائے گی۔ اگر ڈائنا سورز اللہ نے بنائے تھے تو انہیں بنانے کا مقصد کیا تھا؟ ڈائنا سورز سے لے کر اب تک زمین پر کیا ہوتا رہا؟ ڈائنا سورز کیوں ختم ہو گئے؟ کیا ڈائنا سورز کی ہدایت کے لیے بھی نبی بھیجے گئے تھے؟ اللہ نے اپنے رسولوں کو اتنی بڑی تاریخی حقیقت سے بے خبر کیوں رکھا؟ اور اگر نبیوں کو بتا دیا تھا تو نبیوں نے یہ بات اپنے پیروکاروں کو کیوں نہیں بتائی؟ یہ تو ہوگئی ایک سامنے کی بات جس کا اسلام تو کیا کسی بھی مذہب کے پاس کوئی جواب نہیں۔۔۔۔ فرض کیجیے کہ آرچ بشپ اشر نے پیغمبروں کی عمریں ٹھیک طرح نوٹ نہیں کیں اور پرانے زمانے میں لوگوں کی عمریں نو نو سو سال ہوا کرتی تھیں (اسلام کا دعویٰ) تو پھر بھی آدم سے لے کر عیسیٰ تک کی تریسٹھ نسلیں صرف ساٹھ پینسٹھ ہزار سال تک پھیل سکتی ہیں۔ پینسٹھ ملین سال ایک بہت لمبی مدت ہوتی ہے۔

پرانے لوگوں کی عمریں نونو سو سال ہونے اور ان کے قد ساٹھ ساٹھ گز ہونے کا دعوا مضحکہ خیز تو ہے ہی زمین کی تہوں میں ملنے والے شواہد کی روشنی میں یہ بوگس ثابت بھی ہو چکا ہے۔

ایسے میں آدم اور حوا اور شیطان کے سجدے کی کہانیوں پر یقین کرنے والے سائنس کو کیسے جھٹلائیں گے۔ جو لوگ جنوں کے (مکمل طور پر فرضی) وجود کو محض اس خاطر آنکھیں بند کر کے قبول کرنے پر تیار ہیں کہ قرآن میں ان کا ذکر آیا ہے وہ قرآن میں خدا کی اتنی بڑی تخلیق کا ذکر نہ ہونے کے سوال کا کیا جواب دیں گے؟ ہو سکتا ہے ڈائناسورز کسی اور خدا نے بنائے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے پیشہ ورانہ رقابت کی وجہ سے ان کا ذکر اپنی کتاب میں نہیں کیا؟

قسط نمبر 11

خداؤں کے ڈھیر

میں نے جب مذہب کے بارے میں سوچنا شروع کیا اور پہلی بار اس خیال کو دل میں جگہ دی کہ جن باتوں کو ہم ابدی سچائیاں مانتے ہیں وہ جھوٹ بھی ہو سکتی ہیں تو مجھے بھی اس نوجوان کی طرح بہت سی مشکلات پیش آئی تھیں۔ یہ تحریر پڑھنے والے بہت سے لوگ زندگی کی اسی منزل سے گزر رہے ہوں گے۔ اس منزل پر انسان یقین بھی کرنا چاہتا ہے۔ اور شک سے بھی جان نہیں چھڑا سکتا۔

جب اپنے شک کی تصدیق کرنے کی کوشش کرتا ہے تو خوف کی زنجیریں پاوں میں پڑی محسوس ہوتی ہیں۔ ہمیں جس طریقے سے پیدا ہوتے ہی مذہب کی زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اصل میں وہی ہمیں مذہب کے بارے میں شک کرنے سے باز رکھتا ہے۔ اور جو لوگ ذرا بہادری کا مظاہرہ کر کے ان خیالوں کو جھٹک دیتے ہیں وہ بھی کسی جگہ ڈر کے مارے ضرور ٹھٹھکتے ہیں۔

کسی نے کہا تھا کہ اگر مذہب پر یہ پابندی لگا دی جائے کہ جب تک بچہ اٹھارہ سال کی عمر کو نہ پہنچ جائے اسے مذہب کے بارے میں تعلیم دیے جانے کی اجازت نہ ہو تو آپ دیکھیں گے کہ اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچ کر کوئی بھی مذہب کو قبول کرنے کو تیار نہ ہو گا۔

برطانیہ کے ایک مشہور رائٹر اور ایتھیسٹ رچرڈ ڈاکنز کا مطالبہ ہے کہ جس طرح پیدا ہوتے ہی کسی بچے پر یہ مہر نہیں لگائی جا سکتی کہ وہ پارٹی، کنسرویٹو، لبرل یا ڈیموکریٹ بچہ ہے

-(یہ تینوں برطانیہ کی تین بڑی سیاسی جماعتیں ہیں) اسی طرح ماں باپ کو یہ حق بھی نہیں ہونا چاہیے کہ وہ بچے کو پیدا ہوتے ہی ہندو، مسلمان،، عیسائی یہودی کا ٹھپہ لگا دیں جب کہ وہ بچہ خود سے کچھ بھی سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں ہے ۔رچرڈ ڈاکنز اس عمل کو چائلڈ ابیوز سے تعبیر کرتے ہیں اور سوچا جائے تو ہے بھی ایسا ہی۔ خود اسلام میں حکم ہے کہ بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز پڑھاو اور دس سال کا ہو کر اگر نماز پڑھنے سے انکار کرے تو اسے مار پیٹ کر نماز پڑھواو۔ کیوں؟ اس لیے کہ مقصد بچے کے کچے ذہن میں مذہب کا خوف اور اسے سے منسوب الٹے سیدھے عقائد بٹھانا ہے۔ ہمارے ساتھ بھی ہمارے ماں باپ نے کم و بیش یہی کیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ جب مذہب کی حقانیت پر شک کرنے کی بات آتی ہے تو پتہ پانی ہو جاتا ہے۔۔

جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں میرے لیے بھی یہ مرحلہ بہت دشوار تھا لیکن پھر میں نے ایک ترکیب سوچی جس پر آپ بھی عمل کر کے دیکھ سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے آپ کو بھی اسے مدد حاصل ہو گی۔ روزانہ ایک آدھ گھنٹے کے لیے مذہب سے چھٹی لیجیے۔ فرض کر لیجیے کہ آپ کا کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں اور آپ اپنے لیے کسی عقیدے کا انتخاب کرنے نکلے ہیں۔ اس کیفیت میں اسلامی کتب پڑھیے۔ اور کوشش کیجیے کہ انہیں مکمل طور پر غیر جانبداری کی نظر سے دیکھ سکیں۔ آپ کو لگے گا کہ مذاہب کے زیادہ تر عقائد صرف غیر عقلی ہی نہیں زیادہ تر صورتوں میں احمقانہ ہیں۔ آپ کو پتہ چلے گا کہ کہ آدم اور اس کے بعد حوا کی تخلیق کی کہانی، ہابیل اور قابیل کی کہانی اور ایک بھائی کے ہاتھوں دوسرے کا قتل، موسی کا پہاڑ پر چڑھ کر خدا سے ہمکلام ہونا اور بنی اسرائیل کے لیے آسمان سے پکے پکائے کھانے اترنا، ابراہیم کا اپنے بچے کو اللہ کی راہ میں ذبح کرنے کی کوشش کرنا، لوط کا اپنی قوم کو فرشتوں کے بدلے اپنی بیٹیاں پیش کرنا، لوط کی بیٹیوں کا اپنے باپ کو شراب پلا کر اسے ہمبستری کرنا، یونس کا مچھلی کے پیٹ میں رہنا، نوح کا طوفان میں کشتی بنا کر دنیا کے ہر جاندار کے ایک ایک جوڑے کو لے کر نکلنا، سلیمان کا جانوروں کی بولیاں سمجھنا، ذوالقرنین کا سورج ڈوبے اور سورج طلوع ہونے کی جگہ پر پہنچنا، عیسی کا ایک کنواری لڑکی کے بطن سے پیدا

ہونا۔ پنگھوڑے میں باتیں کرنا، مردوں کو زندہ کرنا۔ کھجور کے درخت کا پیغمبر اسلام کی جدائی میں رونا۔ آدم کا نوے فٹ قد کا ہونا۔ پیغمبروں کی عمریں ہزاروں سال ہونا وغیرہ وغیرہ۔

یہ اور ان جیسی درجنوں دوسرے محیر العقول داستانیں کیا قابل اعتبار ہیں؟ اگر آپ مسلمان ہیں اور مسلمان بن کر سوچ رہے ہیں تو آپ کے اندر کا مسلمان آپ کو خود سے جھوٹ بولنے پر آمادہ رکھے گا لیکن اگر آپ ایک لمحے کے لیے بھی آنکھوں پر بندھی عقیدے کی پٹی اتارنے میں کامیاب ہو گئے تو آپ کے سامنے ایک نئی دنیا کا دروازہ کھل جائے گا۔ مذہب کو دیکھنے کا ایک اور طریقہ بھی ہے جو آپ کی اس کیفیت میں آپکا مددگار ہو گا۔

انسان کی زندگی زیادہ سے زیادہ سو سوا سو سال تک ہو سکتی ہے۔ اسی لیے انسان کے لیے ہزاروں سال پر محیط انسانی تاریخ کا احاطہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیا آپ یقین کر سکتے ہیں کہ عیسٰی سے پہلے قدیم یونانی خداوں کو بھی اسی طرح مانا جاتا تھا جیسے آج بھگوان۔ اللہ اور دیگر خداوں کو مانا جاتا ہے؟

کیا آپ یقین کر سکتے ہیں کہ اپالو اور زیوس کی الوہیت پر ایمان نہ لانے کی سزا بھی اسی طرح کی دردناک موت تھی جیسی آج کے پاکستان میں ؛؛ گستاخان رسول" کو دی جاتی ہے۔ آج وہ اپالو اور زیوس محض افسانوی کردار بن گئے ہیں لیکن چونکہ ہم آج کے زمانے میں پیدا ہوئے ہمارے لیے اس دہشت اور خوف کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے جو زیوس کے منکرین کا مقدر ہوتا تھا۔ کیا آپ انوبس، انات۔ آنچ، باہل، شاپسو، اینکی، زیوس، افروڈائٹی، گوان ین، یم۔ اوتزومے یا ان جیسے ہزاروں خداوں میں سے کسی کو مانتے ہیں؟

ان خداوں کے منکروں پر بھی اہل ایمان اسی طرح تشدد اور بہیمیت کے پہاڑ توڑتے تھے جیسے آج اسلام ترک کرنے والوں پر توڑے جاتے ہیں۔ انہیں بھی اسی طرح بے رحمانہ انداز میں خدا کے نام پر موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا جیسے آج احمدیوں کو شیعوں کو اور دیگر فرقوں کے مسلمانوں کو کاٹا جاتا ہے۔۔ دنیا کے سبھی خداوں کے نام پر اسی طرح ظلم وستم کو جائز سمجھا اور کہا جاتا رہا ہے جیسے پیغمبر اسلام کے ہاتھوں قریش مکہ اور یہودیوں کے قتل عام کو اسلام کی خدمت اور اللہ کے پیغام کی سربلندی کی جدوجہد کا نام دیا جاتا ہے۔ جن خداوں کی آج سے پانچ یا دس ہزار سال پہلے لاکھوں لوگ عبادت کرتے تھے آج کوئی بھی ان کی عبادت کرنے والا باقی نہیں اسی طرح آج کے خدا کا

تصور بھی ایک وقت میں افسانوں کا حصہ بن جائے گا۔۔۔ جس طرح اسلام نے عیسائیت اور عیسائیت نے یہودیت سے کہانیاں لے کر ایک نیا مذہب کھڑا کیا اسی طرح یہودیت نے بھی زمانہ قدیم کے رسوم ورواج کو اپنا کر ایک نیا عقیدہ تیار کیا تھا۔۔۔ کیا حضرت محمد سے پہلے عرب میں حج کی رسم نہیں ہوتی تھی؟ کیا اسلام سے پہلے کعبہ کا طواف اور صفاومروہ کی سعی نہیں ہوتی تھی؟ کیا ظہور اسلام سے پہلے حج کو جانے والے اسی طرح شیطان کو کنکریاں نہیں مارتے تھے جیسے اب مارتے ہیں؟

کعبہ میں جڑا حجر اسود کیا ہے؟ قدیم عربوں کا خیال اور دعوا تھا کہ یہ جنت سے بھیجا گیا پتھر ہے۔۔۔ اسی دعوے کو اسلام نے بھی آگے بڑھایا اور خود پیغمبر اسلام طواف کے دوران اس پتھر کو چوما کرتے تھے۔ میں نے کئی مسلمانوں کو دعوے کرتے سنا ہے کہ سائنسی تجزیے سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ پتھر اس دنیا کا نہیں۔۔۔ یقیناً اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ پتھر زمین کا نہیں۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہو جاتا کہ یہ پتھر جنت سے اللہ تعالی نے پھینکا ہے کہ اسے کعبے میں لگاو۔ یہ پتھر ہے کیا؟ محض ایک شہاب ثاقب کا ٹکڑا۔ اس جیسے ہزاروں ٹکڑے آج بھی ہر سال دنیا کے مختلف حصوں میں آکر گرتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آج کا انسان اس پتھر کو دیکھ کر بتا سکتا ہے کہ یہ کسی شہابیے کا ٹکڑا ہے زمانہ قدیم کے عربوں بلکہ خود اسلام کا بھی عقیدہ یہی تھا کہ زمین کائنات کا مرکز ہے اور سورج اس کے گرد گھومتا ہے۔ شہابیے کیا ہوتے ہیں اور ان کے ٹکڑے وقتاً فوقتاً زمین پر کیوں گرتے رہتے ہیں اس کا قدیم زمانے کے عربوں کے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں تھا۔ اسی لیے یہ پتھر جنت کا پتھر کہلایا اور آج بھی لاکھوں کروڑوں مسلمان اس پتھر کو چومنے کی خواہش میں کعبے کے قریب جانے کی کوشش کرتے اور وہاں ڈیوٹی پر کھڑے سپاہی کے ٹھڈے کھاتے ہیں۔ اور تو اور ہمیں بتایا گیا کہ آسمان پر جو ستارہ ٹوٹ کر گرتا دکھائی دیتا ہے ان کی حقیقت یہ ہے کہ شیطان ساتویں آسمان پر جا کر اللہ تعالی اور فرشتوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کو چھپ کر سننے کی کوشش کرتا ہے تو فرشتے اس پر انگارے پھینکتے ہیں اور وہ واپس نیچے اتر آتا ہے۔ کیا زبردست وضاحت ہے شہاب ثاقب کے گرنے کی کہانی صرف اتنی ہے کہ خود کو مذہب سے چند لمحوں کے لیے الگ کر کے سوچنے کی کوشش کیجیے سب کھل جائے گا۔۔۔ کیا آپ ایک شہابیے کے ٹکڑے کو دیکھنے کی آرزو میں اپنی زندگی بھر کی کمائی لٹانے کے لیے پیدا ہوئے تھے؟

کیا آپ اتنے ہی عقلمند ہیں کہ زندگی بھر رو رو کر اس سرزمین پر جانے کی آرزو کریں اور جب آرزو پوری نہ ہو سکے تو خود کو الزام دیں کہ میں ہی اتنا گناہگار تھا کہ میرے پیارے نبی نے مجھے حاضری کے قابل نہیں سمجھا؟؟؟ ذرا سوچیے گا۔

قسط نمبر 12۔ حصہ اول

نظر بن حارث کے 3 سوالات۔

ایک اور بات جسے گفتگو کو آگے بڑھانے سے پہلے واضح کرنا ضروری ہے یہ ہے کہ پیغمبر اسلام کی زندگی کا بیشتر احوال ہم تک صرف ایک کتاب کے زریعے پہنچا ہے۔ اس کتاب کا نام ہے سیرت الرسول اور اس کے مصنف ابن اسحاق ہیں۔ ابن اسحاق کی کتاب تو امتداد زمانہ کی نذر ہو گئی لیکن ان کی موت کے فورا بعد ابن ہشام نامی ایک شخص نے اس کتاب کے بچے کھچے حصوں کو یکجا کیا اور پیغمبر اسلام کی سوانح کو رہتی دنیا کے لیے محفوظ کر لیا۔

احادیث کی جو کتابیں اسلام کا ایک بہت ہی اہم اور لازمی جزو بن کر رہ گئی ہیں یہ پیغمبر اسلام کی وفات کے لگ بھگ دو سو سال بعد لکھی گئیں۔ سیرت الرسول میں نبی کے زندگی کے بیشمار پہلووں کا احاطہ کیا گیا تھا اور اسی کے مطالعے کے دوران ایک نام میری دلچسپی کا محور بن گیا۔ یہ نام تھا نضر بن حارث کا جو قریش کے ایک اہم آدمی تھے۔ سیرت النبی کے مصنف کے بقول نضر بن حارث قریش کے شیاطین میں سے ایک تھا۔ نضر بن حارث پیغمبر اسلام کے دعوے کو شروع ہی سے جھوٹا خیال کرتے تھے اور انہوں نے بار بار پیغمبر اسلام کے دعوائے نبوت کو چیلنج کیا۔

جب بھی قریش کے لوگ محمد بن عبد اللہ کے نئے مذہب اور اس کے مکہ کے معاشرے پر ممکنہ اثرات کے بارے میں بات کرنے بیٹھتے تو نضر بن حارث ہمیشہ وہاں موجود ہوتے اور زور و شور سے محمد کی مخالفت کرتے۔ قریش مکہ نے پیغمبر اسلام کو لالچ دے کر نیا مذہب ایجاد کرنے سے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں مانے دھمکیاں بھی دیں لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔

اہل قریش کے ساتھ محمد کی ملاقاتوں میں نضر بن حارث بار بار کہتے کہ جو کہانیاں محمد سناتا ہے میں ان سے کہیں بہتر کہانیاں میں سنا سکتا ہوں۔ ثبوت کے طور پر وہ پرانی کہانیوں کو نظم کی شکل میں سنایا بھی کرتے تھے کیونکہ وہ بھی صاحب علم تھے دور دراز کا سفر کر چکے تھے اور بہت سی قدیم داستانیں انہیں ازبر تھیں۔ اسی علم کی بنیاد پر وہ پیغمبر اسلام کی کہانیوں کو بھی چیلنج کرتے تھے کہ یہ ادھر ادھر سے سنی ہوئی کہانیاں تمہیں سنا کر خود کو نبی ثابت کرنا چاہتا ہے۔ قریش والے النضر بن حارث کی بات پر یقین رکھتے تھے۔ اور محمد اس کے ہاتھوں کافی پریشان تھے۔

کئی مواقع پر نضر بن حارث نے پیغمبر اسلام کو کھری کھری سنائیں لیکن اس دشمنی کا عروج سورہ کہف کی کہانی میں ہے ۔۔۔۔۔۔ابن اسحاق کہتے ہیں کہ نضر بن حارث کو مکہ والوں نے مدینہ کے کچھ یہودیوں کے پاس بھیجا جو پرانی آسمانی کتابوں پر عبور رکھتے تھے ان کے ساتھ قریش کا ایک اور اہم سردار عقبہ بن المعیط بھی تھا۔ انہیں یہ ذمہ داری دی گئی تھی کہ یہ یہودی علما سے محمد کے دعوے کا توڑ معلوم کریں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ان دونوں نے جب یہودی علما سے محمد کا ماجرا کہہ سنایا تو انہوں نے کہا کہ جو شخص نبوت کا دعوا کر رہا ہے اس سے تین سوال پوچھو۔ اگر اس نے ان تینوں کے جواب دے دیئے تو سمجھو کہ وہ سچ کہہ رہا ہے اور اگر نہ دے سکا تو سمجھو کہ اس کا نبوت کا دعویٰ جھوٹا ہے۔۔ یہ تین سوال کچھ یوں تھے۔۔۔۔

1۔

جو نوجوان زمانہ قدیم میں غائب ہو گئے تھے ان کا احوال کیا ہے (کون تھے کتنے تھے کہاں سے آئے تھے کہاں گئے وغیرہ)۔

2۔

جس عالی قدر شخص نے مشرق و مغرب کا سفر کیا اس کی کہانی کیا ہے

3۔

روح کیا ہوتی ہے

نضر بن حارث اور عقبہ بن المعیط ان سوالوں سے لیس واپس مکہ پہنچے تو پیغمبر اسلام کو قریش کی میٹنگ میں طلب کیا گیا اور یہ تین سوال ان کے سامنے رکھے گئے۔ پیغمبر اسلام نے کہا کہ وہ اپنے خدا سے جبرائیل کے ذریعے یہ سوال پوچھیں گے اور اگلے روز میٹنگ میں ان کے جواب پیش کریں گے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ رسول اسلام نے انشااللہ نہیں کہا تھا۔۔۔۔۔ سیرت النبی میں درج ہے کہ پیغمبر اسلام اگلے روز میٹنگ میں نہیں گئے۔ بلکہ دو ہفتے تک قریش کے طعنوں کے باوجود ان کے اجلاس میں پیش ہو کر ان سوالوں کا جواب نہ دے سکے۔ اس تاخیر کی وجہ سیرت النبی کے مصنف کے نزدیک یہ ہے کہ اس دوران وحی موقوف ہو گئی تھی۔ یعنی جبرائیل غائب ہو گئے تھے کیونکہ حضرت محمد انشااللہ کہنا بھول گئے تھے۔ خیر دو ہفتے بعد جب پیغمبر اسلام میٹنگ میں پیش ہوئے تو انہوں نے قرآن کی ایک نئی سورہ پیش کی۔۔۔۔ اس سورہ کو ہم آج سورہ کہف کے نام سے جانتے ہیں۔

سورہ کہف میں پیغمبر اسلام نے قریش کی طرف سے پیش کیے گئے سوالات کا جواب دیا تھا لیکن مجلس میں موجود لوگ ان جوابات سے مطمئن نہ ہوئے اور محمد بن عبداللہ کو پیغمبر ماننے سے انکار کر دیا۔ اس واقعے کے بعد پیغمبر اسلام نے مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کی ٹھان لی۔۔۔۔ قریش نے جس بنیاد پر ان جوابات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا وہ بہت دلچسپ ہیں۔۔۔۔

1۔

قریش نے مشرق و مغرب جانے والے جس شخص کا پتہ پوچھا تھا وہ سکندر اعظم تھا جسے دنیا کا فاتح بھی مانا جاتا ہے سکندر کا ایک تاریخی نام ذولقرنین بھی ہے۔ قریش کے نزدیک محمد نے جس ذوالقرنین کی کہانی سنائی تھی وہ سکندر اعظم نہیں بلکہ کوئی نبی تھا۔ (سورہ کہف میں یہ ذکر بھی ہے کہ ذوالقرنین چلتا چلتا اس جگہ پہنچ گیا جہاں سورج غروب ہوتا ہے اس نے دیکھا کہ یہ ایک کیچڑ بھرے گدلے تالاب میں ڈوبتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ سورج طلوع ہونے کی جگہ تک بھی پہنچا۔ قرآن کی حقانیت پر اٹھنے والے بے شمار اعتراضات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سورج تو کہیں ڈوبتا ہی نہیں اور دنیا گول ہے ایسے میں قرآن کی اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام اور ان کے خدا کو زمین کے گول ہونے کا پتہ ہی نہیں تھا)۔۔۔۔

2۔

قریش کے دوسرے سوال کا جواب پیغمبر اسلام نے سورہ کہف میں موجود اصحاب کہف کی کہانی کی صورت میں دیا۔ اس جواب کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ اس میں یہ تک نہیں بتایا گیا کہ وہ کون تھے حتی کہ یہ کہ ان کی تعداد کیا تھی۔ قرآن میں تعداد کے حوالے سے سوال کا جواب بہت مشکوک ہے۔۔۔ آپ بھی دیکھے "لوگ کہیں گے وہ تین تھے، اور چوتھا ان کا کتا، وہ کہیں گے وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا، وہ ان دیکھی کے اندازے لگائیں گے اور کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا، کہہ دو (اے محمد) کہ میرا رب ان کی تعداد خوب جانتا ہے چند ایک کے سوا کوئی ان کے بارے میں نہیں جانتا۔۔"

آپ نے دیکھا کہ کس خوبصورتی سے سوال کو ٹال دیا گیا۔ قریش کا کہنا تھا کہ اگر محمد کا دعویٰ درست ہے تو وہ اصحاب کہف کی تعداد کیوں نہیں بتا سکے۔ اور جیسا کہ خود ان کی آیات میں لکھا ہے کہ خدا ان کی تعداد سے خوب واقف ہے تو خدا نے ایک ہی بار اپنے نبی کو وہ تعداد بتا کر قصہ ختم کیوں نہ کر دیا۔ خدا نے البتہ اتنا ضرور کر دیا کہ اصل کہانی کے بر عکس ان کے ساتھ ایک کتا بھی روانہ کر دیا اور مزے کی بات یہ کہ کتا یوں تو اسلام میں نہایت پلید جانور مانا جاتا ہے اصحاب کہف کا کتا ایک بر گزیدہ کتے کا درجہ رکھتا ہے۔۔ اور جواب میں دو ہفتے کی تاخیر کا سبب تو آپ پڑھ ہی چکے ہیں۔۔۔ محمد صاحب انشا اللہ کہنا بھول گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قسط نمبر 12. حصہ دوم

عقبہ بن معیط اور نظر بن حارث کا انجام۔

سورہ کہف کی بات مختصر کرتا ہوں۔ محمد صاحب کے دیئے گئے جوابات قریش کے لوگوں نے مسترد کر دیئے اور نضر بن حارث کے لیے محمد کے دل میں نفرت ہمیشہ کے لیے پختہ ہو گئی۔ یاد رہے کہ سورہ کہف پڑھ کر آپ کو اندازہ ہو گا کہ تیسرے سوال کا جواب پیغمبر اسلام نے بالکل گول کر دیا اور وحی میں تعطل کی وجہ بھی سورہ الکہف ہی میں گویا چپکے سے کہہ دیا کہ جب بھی کوئی بات کہو تو انشا اللہ ضرور کہا کرو۔ بعض لوگوں کے نزدیک اس موقع پر امام حسن کے

ایک کتے کا ذکر بھی آیا تھا جس کی پلیدی کے باعث جبرائیل اتنا عرصہ دور رہا لیکن اس دعوے کا کوئی ثبوت مجھے نہیں مل سکا اور یوں بھی سورہ کہف کے نزول کے وقت علی اور فاطمہ کی شادی ابھی نہیں ہوئی تھی سو وہ قیاس یقیناً غلط ہے.

جب بدر کا میدان سجا اور قریش کا سامان تجارت لوٹ کر، بہت سوں کو قتل کر کے باقیوں کو یرغمال بنالیا گیا تو اس میں نضر بن حارث اور عقبہ بن معیط بھی موجود تھے۔ قید کیے گئے لوگوں کو تاوان لے کر رہا کیا گیا لیکن سیرت الرسول ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ بدر سے مدینہ واپسی کے دوران عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث کو قتل کر دیا گیا۔ یاد رہے کہ ان دونوں کے علاوہ قید کیے گئے تمام لوگوں کو تاوان لے کر رہا کر دیا گیا تھا۔۔۔

یہی دونوں کیوں سزا کے قابل ٹھہرے فیصلہ آپ خود کیجیے۔

یہی کتاب ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ نضر بن حارث کا سر اڑانے والا کوئی اور نہیں رسول اسلام کا چہیتا بھائی علی تھا۔

حضرت علی کی عمر اس وقت زیادہ سے زیادہ سترہ سال رہی ہو گی جب انہوں نے اپنے ہاتھ سے محمد صاحب کے دیرینہ دشمن کو زندگی کی قید سے آزاد کیا۔۔۔

میرے لیے اس سارے قصے میں جو سب سے بڑا سبق تھا وہ یہی تھا۔ کہ نبوت کے دعوے کی سچائی یا جھوٹ سے قطع نظر، اگر پیغمبر اسلام جنہیں ہمارے سامنے ایک معصوم اور غلطی سے پاک ذات بنا کر پیش کیا جاتا ہے اگر کسی سے خفا ہوتے تو پھر سر اڑانے سے کم پر راضی نہ ہوا کرتے۔ تاریخ کا مطالعہ کیجیے آپ کو بہت کم لوگ ایسے ملیں گے جنہوں نے پیغمبر اسلام کو خفا کیا اور ان کا سر سلامت رہا۔ (ایسے لوگوں میں سے کچھ تو سراسر خوش قسمت تھے جبکہ کچھ ایسے تھے جنہیں بہت غصہ دکھانا خود پیغمبر اسلام کے لیے نقصان دہ ہو سکتا تھا)۔۔۔

ہمیں سورہ کہف کی شان نزول جان کر یہ تو معلوم ہو گیا کہ پیغمبر اسلام کو مکی زندگی میں حد درجہ تذلیل بھی دیکھنا پڑی اور صاف ظاہر ہے کہ تذلیل برداشت کرنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں لیکن ذرا ٹھہریئے یہاں ہم کسی عام آدمی کی بات نہیں کر رہے۔ یہاں ایک ایسی ہستی کی بات ہو رہی ہے جسے تمام دنیاوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا، جس کی سخاوت، نرم خوئی اور صبر و برداشت کی ایک دنیا آج بھی گرویدہ ہے۔۔۔

تاریخ اسلام کے تفصیلی مطالعے سے ایک بات مجھ پر پوری طرح کھل گئی کہ پیغمبر اسلام اپنے دشمنوں کو آسانی سے بخشنے والے نہیں تھے۔ان کی نرم خوئی اور برداشت کی تقریبا سبھی کہانیاں اس وقت کی ہیں جب وہ مکہ میں تھے اور دشمن ان سے طاقتور تھا اور جوں ہی وہ مدینہ پہنچے اور مسلمانوں کو طاقت ملی انہوں نے اپنے پرانے دشمنوں کو چن چن کر مار دیا۔اور جن کو بخش دیا وہ ان کے قریبی رشتہ دار تھے۔

پیغمبر اسلام کی جو تصویر ہمیں روزمرہ کی تعلیمات میں دکھائی جاتی ہے وہ ایک مجسم عدل واحسان شخصیت کی ہے لیکن مجھے لگا کہ شاید ایسا نہیں تھا۔۔۔۔میں نے سکول کے زمانے میں رسول اسلام کی عفوودرگزر کی جس صفت کا ذکر پڑھا تھا اس میں دو واقعات خصوصا نمایاں تھے ایک ابوجہل کا پیغمبر اسلام کی پشت پر اونٹ کی اوجھڑی ڈالنے کے باوجود پیغمبر کا خاموشی سے سہہ لینا، دوسرا ایک عورت کا محمد صاحب کے راستے میں کوڑا کرکٹ پھینکنا۔اور رسول کی اس پر شفقت اور تیسرا طائف میں بدسلوکی کے باوجود اللہ سے سفارش کرنا کہ طائف کے لوگوں کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس نہ دے۔اب ان تینوں واقعات کا انجام بھی ملاحظہ کیجیے۔

جو تذکرہ مجھے مل سکا اس کے مطابق جب پیغمبر اسلام نے اس کے کوڑا نہ پھینکنے پر اس کا پتہ کیا اور اس کی عیادت کی تو وہ مسلمان ہوگئی۔۔اس عورت کا نام کیا تھا اس کی عمر کیا تھی اس قسم کے سوالوں کے جوابات مجھے کہیں نہیں مل سکے لیکن عمرو ابن ہشام جسے رسول اسلام طنز سے ابوجہل کہا کرتے تھے اور یہی نام آج تک مسلمان استعمال کرتے آ رہے ہیں جنگ بدر کے دوران قتل کر دیا گیا۔

اور طائف کے لوگوں کا انجام طائف کے محاصرے کی کہانی میں موجود ہے جہاں کئی ماہ تک شہر کا محاصرہ کر کے کھانے پینے کی اشیا، طائف کے لوگوں کے انگور کے باغات اور ان کے جانور قبضے میں کر لیے گئے۔جب شہر کے لوگوں نے پیغام بھیجا کہ ہم شہر کو مسلمانوں کے حوالے کر دیں گے ہمیں صرف اپنے خداوں کی عبادت جاری رکھنے کی اجازت دے دی جائے تو پیغمبر اسلام نے صاف انکار کر دیا۔اور انہیں غیر مشروط طور پر شہر کو مسلمانوں کے حوالے یا مرنے کے لیے تیار ہونے کو کہا گیا۔طائف کے ایک بڑے قبیلے بنو حزوان کے سربراہ مالک کو لالچ دیا گیا کہ اگر وہ اپنے شہر کے لوگوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کے ساتھ مل جائے تو اسے اور اس کے خاندان کے لوگوں کو کچھ نہیں

کہا جائے گا اور انہیں اپنی جائداد رکھنے کی بھی اجازت دے دی جائے گی۔ یوں طائف کے لوگوں کو مجبور کر دیا گیا کہ وہ اپنا شہر مسلمانوں کے حوالے کر دیں جنہوں نے شہر میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے ان کی عبادت گاہوں کو تباہ کر دیا۔۔

ہمیں بتایا جاتا ہے کہ جب مکہ فتح کیا گیا تو رسول اکرم نے لوگوں کو عام معافی دے دی اور کسی کو سزا نہیں دی گئی حتی کہ ابوسفیان کو بھی معاف کر دیا گیا جو مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا۔ لیکن ہمیں یہ نہیں بتایا جاتا کہ ابوسفیان پیغمبر اسلام کی ایک بیوی میمونہ بنت حارث کا پھوپھی زاد بھائی تھا۔۔ ہمیں یہ بھی نہیں بتایا جاتا کہ جب مکہ فتح ہوا تو پیغمبر اسلام نے دس افراد کے ناموں کی فہرست اپنے سپاہیوں کو دی کہ یہ لوگ اگر کعبہ کے غلاف میں بھی پناہ لیں تو بھی انہیں قتل کر دیا جائے۔۔۔ ان دس لوگوں میں سے ایک نام رسول کے ایک پرانے ساتھی عبداللہ ابن سعد کا بھی تھا لیکن اس کی کہانی بیان کرنے کا یہاں محل نہیں۔۔ اگر کسی پڑھنے والے کو دلچسپی ہو تو بتایئے گا میں ایک مضمون اس پر بھی تحریر کر دوں گا۔(قسط 46 میں بیان کر دیا ہے)

دوسری طرف مدینہ میں رسول اسلام کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو کعب بن اشرف، ابورفیع، ابن سنینہ، اسما بنت مروان اور ایک سو بیس سال عمر کا ایک بوڑھا ابوافک ان کے غصے کی بھینٹ چڑھنے والے سینکڑوں ناموں میں سے چند ہیں۔۔۔۔ میرا خیال تو یہ تھا کہ عمر کے ساتھ مزاج میں ٹھہراو آجاتا ہے لوگ اپنے غصے پر قابو پانا سیکھ لیتے ہیں ۔نسبتا نرم مزاج ہو جاتے ہیں لیکن پیغمبر اسلام کے ساتھ ایسا کیا ہوا کہ وہ مکہ میں قیام کے دوران تو بہت حلیم مزاج اور درگزر کرنے والے شخص تھے لیکن جب ہاتھ میں طاقت آئی تو عفو و درگزر کی کہانیاں قصہ پارینہ بن گئیں؟؟؟

آخر میں ایک واقعہ درج کرتا ہوں جو بہت کم مسلمانوں نے سن یا پڑھ رکھا ہوگا

عرینہ کے دو باشندے مدینہ آئے۔ انہیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہیں آئی تو رسول اللہ نے انہیں کہا کہ وہ اونٹوں کے باڑے میں رہیں اور اونٹنی کا دودھ اور پیشاب پئیں تو ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہ لوگ اس جگہ رہنے چلے گئے جہاں اونٹ رکھے جاتے تھے اور کچھ ہی وقت میں بھلے چنگے ہو گئے۔ ان دو آدمیوں نے باڑے کے گڈریے کو قتل کر دیا

اور اس کے اونٹ لے کر بھاگ گئے۔ رسول اللہ کو پتہ چلا تو انہوں نے ان دونوں کی تلاش میں لوگ روانہ کیے جو دوپہر کے وقت انہیں تلاش کر کے لے آئے اور رسول کی خدمت میں پیش کیا۔

رسول اللہ نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور ان کی آنکھوں میں گرم لوہے کی سوئیاں پھیر کر اندھا کر دیا جائے۔ ایسا کرنے کے بعد حکم دیا کہ انہیں صحرا میں پھینک دیا جائے۔ چنانچہ دونوں کو تپتے صحرا میں پھینک دیا گیا۔ یہ لوگ پانی مانگتے رہے لیکن کسی نے انہیں پانی نہیں دیا اور وہ تڑپ تڑپ کر وہیں مر گئے۔۔۔

(سیرت از ابن اسحاق اور صحیح بخاری حصہ دوم حدیث نمبر 577)

مجھے ہمیشہ سے محسوس ہوتا تھا کہ چوری پر ہاتھ کاٹنے یا قتل پر سر قلم کرنے کی سزائیں بہت وحشیانہ محسوس ہوتی ہیں لیکن اس واقعے میں بات محض سر قلم کرنے یا ہاتھ یا پاؤں کاٹنے تک محدود نہ رہی دونوں اشخاص کے دونوں ہاتھ اور پاوں کاٹے گئے انہیں اندھا کیا اور پھر صحرا میں پھینک دیا گیا۔ کیا اسلام میں قتل کی یہی سزا ہے؟

تمام دنیاوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے نبی سے اس شقاوت قلبی کی توقع کی جاسکتی ہے؟ میں تو نہیں کر سکتا تھا لیکن پھر میں نے تاریخ اسلام کا مطالعہ کر لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور بس۔۔

اور آپ بھی کر لیجیے۔ اور ذرا سوچیئے

قسط نمبر 13

برصغیر میں اسلام پھیلنے کی ایک اور وجہ

میں نے جب سے اپنی داستان لکھنا شروع کی ہے۔ آپ میں سے بہت سے دوستوں نے بہت ہتک آمیز اور نفرت بھرے انداز میں میری بات کو ٹھکرایا ہے بہت سے دوست ایسے بھی ہیں جنہوں نے کھلے دل سے میری بات کو مانتے ہوئے دلیل سے مجھے قائل کرنے کی کوشش کی ہے کہ میں غلط کہہ رہا ہوں اور میری دین اسلام کی سمجھ ناقص ہے۔

کچھ دوست ایسے بھی ہیں جو ایک طرح سے اس سفر میں میرے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ یہ بھی میری طرح مسلمان گھرانوں میں پیدا ہوئے اور مذہب ان کے رگ و پے میں بھی رچا بسا ہے لیکن سوالات انہیں بھی میری

طرح پریشان کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو اپنا جواب پا چکے ہیں اور کچھ اب بھی تنکوں کا سہارا لے کر کوئی ایسا جواز ڈھونڈتے رہتے ہیں کہ کسی طرح اپنے آباو اجداد کے عقیدوں سے چپٹے رہیں۔ دو تین دوست ایسے بھی ہیں جو نہ صرف میری کیفیت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں بلکہ وہ اپنے ذہنوں میں اٹھنے والے سوال بھی مجھ تک پہنچاتے رہتے ہیں کہ میں نے ان کی نسبت مذہب کا زیادہ مطالعہ کرر کھا ہے شاید میں ان کی مدد کر سکوں۔

ایسے ہی ایک دوست نے یہ پیغام بھیجا ہے ان کا نام صاف ظاہر ہے نہیں لکھ سکتا ان کا سوال حرف بحرف نقل کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بھائی اب تو حالت خراب ہو گئی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے۔ پہلے کھانا کھانے سے پہلے دعا پڑھتا تھا، رات کو سونے سے پہلے دعا، صبح اٹھ کر دعا، قبرستان سے گزرنے کی دعا، یہاں تک کہ سگریٹ پینے سے پہلے بھی بسم اللہ پڑھتا تھا کہ نقصان کم ہو گا۔ اب یہ سوال دل میں اٹھتا ہے کہ یہ سب کام کن کلمات سے شروع کروں۔ چلیں یہ تو کچھ اپنی آجکل کی آپ بیتی تھی۔ میں آج پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ آخر کیا وجہ تھی کہ محمد کو وحی اور نبوت کا دعوی کرنا پڑا، یہ ساری گیم آخر شروع کیسے ہوئی، اسکی وجوہات کیا تھیں اور اگر یہ واقعی کوئی گیم تھی تو اتنی کامیاب کیسے ہو گئی؟ اب میں اس کے جواب کی طرف آتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔

میرے محترم دوست۔ میرا مقصد آپ کو کسی مشکل میں گرفتار کرنا ہرگز نہیں تھا اور میری اس تحریر سے اگر آپ کے دل و دماغ میں کوئی ہلچل ہوئی ہے تو اس کا مطلب میں یہی لیتا ہوں کہ آپ بھیڑ بکریوں کی طرح اپنے بڑوں کے پیچھے چلنے والوں میں سے نہیں بلکہ ایک ذہین آدمی ہیں اور ذہین لوگوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اگر کوئی عقیدہ بھی رکھیں تو اس کے پس پردہ بھی ایک عقلی و فکری جستجو شامل رہے آپ کا سوال بہت اہم ہے اور میرے لیے بھی مدتوں پریشانی کا باعث رہا۔۔۔۔

آج سے کوئی پندرہ برس پہلے پاکستان کے ایک بڑے سفارتکار اور استاد کی بنائی ہوئی ایک فلم لونگ اسلام دیکھنے کا اتفاق ہوا جس میں مختلف ممالک کے مسلمانوں کے طرز زندگی کا جائزہ لیا گیا تھا۔ یہ فلم ایک مسلمان فلم ساز کی بنائی ہوئی تھی سو اس میں مختلف ممالک کے مسلمانوں کے معمولات اور طرز زندگی میں اختلاف پر روشنی ڈالنے کی کوشش نہیں کی گئی تھی بلکہ ایک طرح سے اسلام کو گلوریفائی کیا گیا تھا۔ میں نے اس فلم کو کسی اور نگاہ سے دیکھا۔

مجھے ابتدا ہی سے اس سوال سے گہری دلچسپی رہی ہے کہ ہندوستان میں جہاں حجاج بن یوسف جیسے طاقتور حکمران کی فوجیں محمد بن قاسم کی سربراہی میں قتل وغارت تو کر گئیں لیکن لوگوں کے دلوں کو تسخیر نہ کر سکیں وہاں صوفی بزرگوں نے اسلام کو کیونکر اتنا پھیلا دیا۔

یہ کیسے ممکن تھا کہ جو لوگ تلوار کی طاقت کے زور پر ایک مذہب قبول کرنے پر مزاحمت کرتے رہے وہ ان بزرگوں کے سامنے موم کی گڑیاوں کی طرح پگھل گئے۔ اس سوال کا جواب مجھے کلچر یعنی ثقافت کی صورت میں ملا۔ برصغیر کے مسلمانوں کی اکثریت نے صوفیان کرام کے ہاتھوں اسلام قبول کیا۔ جب اسلام محمد بن قاسم کی صورت میں یہاں پہنچا تو مقامی لوگوں کو اس میں کوئی کشش دکھائی نہ دی۔ صوفیائے کرام کے پھیلائے ہوئے اسلام اور محمد بن قاسم کے اسلام میں مجھے جو بنیادی فرق معلوم ہوا وہ ثقافت کا تھا۔ ہندوستان دنیا کے قدیم ترین ممالک میں سے ایک تھا اور یہاں کے مقامی کلچر یا ثقافتیں آپس میں مختلف ہونے کے باوجود چند چیزوں میں بہت ملتی جلتی تھیں ان میں سرفہرست موسیقی تھی۔ ان کے سب سے بڑے مذہب ہندومت میں موسیقی اور ناچ دو بہت ہی بنیادی اجزاء تھے۔ صوفی بزرگوں نے اسلام کو مقامی ثقافتوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اسلام میں موسیقی کو داخل کیا جس کی ابتدائی شکل قوالی کی تھی۔ ہندو مذہب میں کفر کا کوئی تصور موجود نہ تھا جبکہ عرب سے آنے والے مذہب اسلام میں توحید کا سوال مرکزی تھا۔ ہندومت میں رنگارنگ دیویاں دیوتائیں اور اوتار خدا کے سامنے ایک عام آدمی کی سفارش کرنے کو موجود تھے لیکن عرب اسلام میں اس کی کوئی گنجائش موجود نہ تھی۔

دوسری طرف مقامی رہن سہن میں جو بہت بڑے بڑے عیب موجود تھے ان میں سے ایک ذات پات کا نظام تھا جس نے کروڑوں لوگوں کو ہمیشہ پستی اور ذلالت کی گہرائیوں میں دفن رکھا۔ جونہی صوفیاء نے اسلام کو مقامی ثقافتوں کے قریب لایا معاشرے کے وہ تمام پسے ہوئے طبقات جنہیں غلطی سے گیتا کے چند حروف سن لینے کی پاداش میں کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالے جانے جیسی اذیت ناک سزا دی جاتی تھی یکایک اس نئے مذہب کی طرف مائل ہونے لگا جو ان کے مذہب سے ملتا جلتا تھا۔ لیکن اس میں بڑے چھوٹے، اعلیٰ ذات اور نیچ ذات کا کوئی تصور نہیں تھا۔ ہندوستانی تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مسلمان بزرگ پسے ہوئے لوگوں کو جنہیں مقامی معاشرے میں نیچ سمجھا

جاتا تھا اپنے برابر جگہ دیتے اور ان کی عزت نفس بحال کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے ہندوستانیوں نے جوق در جوق اسلام قبول کیا۔ ہندوستان میں ہندومت کے زوال، سکھ ازم کی پیدائش اور اسلام کی ترویج میں یہی عوامل کارفرما رہے۔ ان کے علاوہ کوئی دیگر عوامل تھے بھی تو انہیں مرکزی حیثیت حاصل نہیں۔۔۔ اب ہم واپس آتے ہیں اپنے سوال کی جانب۔۔۔۔۔۔۔

میں کسی پچھلی قسط میں ذکر کر چکا ہوں کہ میرے نزدیک پیغمبر اسلام نے جب نئے مذہب کی بنیاد ڈالی تو ان کا مقصد شاید ایک بالکل نیا مذہب قائم کرنا نہ تھا بلکہ وہ اسے یہودیت اور عیسائیت کا تسلسل ثابت کرنا چاہتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں تاریخ سے ایسے اشارے بھی ملتے ہیں کہ انہیں عیسائیوں سے کہیں زیادہ دلچسپی یہودیوں سے تھی کیونکہ جزیرہ نما عرب میں یہودی قابل لحاظ مال و دولت اور زمین کے مالک تھے۔ مسلمانوں کا بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا اس بات کا ثبوت ہے کہ رسول اسلام نے یہودیوں کو خوش کرنے کی بہت کوشش کی اور اپنا راستہ صرف اسی وقت الگ کیا جب یہودیوں کی طرف سے مایوس ہو گئے۔۔۔

اب رہی یہ بات کہ اسلام کی ابتدا میں حضرت محمد کے کیا ارادے تھے تو میں نے جس قدر بھی اسلام، قرآن اور سیرت النبی کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے ان سب سے میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ پیغمبر اسلام پہلے پہل مکہ اور اس کے گردونواح میں اسلام پھیلانے تک ہی محدود تھے لیکن جب مدینہ میں جاکر انہوں نے طاقت حاصل کرلی اور اس طاقت کے بل پر مکہ بھی فتح کرلیا تو ان کے عزائم بدل گئے اور اب ان کی نظر پورے جزیرہ نما عرب کی طرف ہو گئی۔ اس موقعے پر انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کا مذہب پورے جزیرہ نما عرب کا مذہب ہو گا۔۔۔۔

جب پیغمبر اسلام کی وفات ہونے والی تھی تو انہوں نے اپنے پیروکاروں کے لیے جو حکم جاری کیا اس کے الفاظ کچھ یوں تھے کہ۔ ابن عباس نے بتایا کہ رسول اکرم نے تین چیزوں کا حکم دیا ایک یہ کہ تمام کفار کو خطہ عرب سے بے دخل کیا جائے، غیر ممالک کے وفود کی عزت کی جائے اور انہیں تحائف دیئے جائیں (جیسے میں کیا کرتا تھا) اور تیسری بات ابن عباس کو یاد نہ رہی۔۔۔ صحیح بخاری کتاب 59 حدیث 716.

قرآن کے پیغام کے مکہ اور ارد گرد کے علاقوں تک محدود ہونے کا ثبوت ہمیں خود قرآن میں موجود ملتا ہے۔۔ یہ آیات ہمیں صاف بتا رہی ہیں کہ نبی نے بار بار اپنی قوم کو بتایا کہ ہر قوم کے لیے پیغام ان کی زبان میں بھیجا جاتا ہے اور قرآن مکہ اور اس کے ارد گرد بسنے والوں کے لیے ان کی اپنی زبان عربی میں بھیجا گیا ہے ایک ایسے رسول کے ہاتھ جو ان کی اپنی زبان بولتا ہے تا کہ انہیں کھول کر سمجھا سکے۔۔ میں یہاں صرف آیات کا ترجمہ اور حوالہ نقل کر رہا ہوں انہیں پڑھ کر اپنا ذہن خود بنا لیں کہ قرآن لکھنے والے کے ذہن میں یہ خیال تھا یا نہیں کہ اسے اسلام پوری دنیا تک پہنچانا ہے۔۔۔۔۔۔ سورہ الزخروف۔۔۔۔ آیت نمبر 3---- بے شک ہم نے قرآن عربی میں نازل کیا تا کہ تم اسے سمجھ سکو سورہ االانعام آیت نمبر 156-155 ہم نے موسیٰ کو کتاب دی پورا فضل نیکی والے پر اور بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور مہر) رحمت) شاید وہ لوگ اپنے رب کا ملنا یقین کریں اور ایک یہ کتاب ہے (قرآن) کہ ہم نے اتاری برکت کی سو اس پر چلو اور بچتے رہو شاید تم پر رحم ہو اس واسطے کہ تم یہ نہ کہو کہ کتاب غیروں پر اتری تھی ہم سے پہلے (یعنی اللہ تعالی نے موسی کو مکمل کتاب دے کر بھیجا تھا لیکن وہ غیر زبان میں تھی اور کہیں تم یہ نہ کہو کہ تم اس کا پیغام سمجھ نہیں سکے سو ہم نے تمہارے لیے یہ کتاب بھیج دی).

سورہ الشوریٰ آیت نمبر 7 اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف عربی زبان میں قرآن کی وحی کی تا کہ اپ مکہ والوں کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ارد گرد رہتے ہیں ڈر سنا سکیں اور آپ قیامت کے اس دن کا خوف دلائیں جس میں کوئی شک نہیں ہے (اس دن) ایک گروہ جنت میں ہو گا اور دوسرا گروہ دوزخ میں

سورہ الاانعام آیت نمبر 92 اور ایک یہ کتاب ہے کہ ہم نے اتاری برکت کی سچ بتاتی اپنے اگلوں کو ار تا کہ تو ڈرائے اصل بستی (مکہ) کو اور آس پاس والوں کو سورہ ابراہیم آیت نمبر 4 اور ہم نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جو اپنی قوم کی زبان نہ بولے تا کہ ان کے آگے ہر چیز کھول کر سمجھا سکے مجھے یقین ہے کہ پیغمبر اسلام اگر آج آ کر اپنے مذہب کا پھیلاو دیکھتے اور اس کی رنگا رنگیاں مختلف فرقوں اور علاقوں میں دیکھتے تو خود بھی حیران رہ جاتے۔۔

ذرا سوچئیے۔

قسط نمبر 14

عزیر اللہ کا بیٹا بے بنیاد قرآنی دعویٰ؟

مجھے یاد ہے بچپن میں کبھی کھانا کھانے بیٹھتے تو بات بات پر ماں کی جھڑکیاں سننے کو ملتیں۔ اپنی پلیٹ خالی کرو۔ رزق زمین پر مت گراو، دیکھنا کہیں زمین پر گرے روٹی کے ٹکڑے پر پاؤں نہ پڑ جائے، رزق کی توہین کرنے سے رزق میں کمی ہو جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔۔۔

اسی طرح رمضان کے مہینے میں لیکچر ملتا۔ روزہ رکھو تاکہ تمہیں احساس ہو سکے کہ غریب بھوکے پیٹ کیسا محسوس کرتے ہیں۔ خدا کا شکر ادا کیا کرو کہ اس نے تمہیں پیٹ بھر کر کھانا نصیب کیا دنیا میں کروڑوں لوگ پیٹ پر پتھر باندھ کر زندہ ہیں۔۔۔

ایسے جملے سن سن کر کان پک گئے تھے لیکن امی کبھی انہیں دہرانے سے چوکتی نہیں تھیں۔ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ مجھے وہ قصہ سنانے بیٹھ گئیں جس میں کسی شخص نے ایک پتھر توڑا تو دیکھا اس کے اندر ایک کیڑا موجود تھا جس کے منہ کے آگے ایک سبز پتہ رکھا ہوا تھا۔ "دیکھا وہ رازق کس طرح پتھر میں کیڑے کو بھی رزق مہیا کرتا ہے، اس لیے کہ اس نے ہمارے رزق کی ذمہ داری لے رکھی ہے؛؛ امی کی باتیں جاری تھیں لیکن میرا ذہن کسی اور ہی دنیا میں پہنچ گیا تھا۔ میں نے اپنی کہانی کی ابتدا میں کہیں ایک لڑکے کا ذکر کیا تھا جو ہمارا ہم عمر تھا لیکن ہمارے سکول میں چپڑاسی کا کام کیا کرتا تھا۔ اس غریب کو کتنا رزق ملتا تھا میں کئی بار اپنی نظروں سے دیکھ چکا تھا۔ جب ہم آدھی چھٹی کے وقت ٹافیاں خریدرہے ہوتے تو وہ دور کھڑا ہمیں کینٹین کے کاونٹر پر جمع دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھیں صاف بتاتی تھیں کہ جو ایک روپیہ ہم ٹافیوں پر خرچ کر رہے ہیں اس سے وہ روٹی خرید سکنے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ امی کے پاس اس بات کا جواب تو نہیں تھا کہ کیڑے کو پتھر میں رزق پہنچانے والے خدا کو ان -فِٹ ہاتھوں پر رینگتے کوڑھ کے مارے بھکاری کیوں دکھائی نہیں دیتے لیکن یہ سوال ہمیشہ میرے ساتھ رہا۔ جب بڑا ہوا اور لوگوں سے بات کرنے کی ہمت پیدا ہوئی تو ایک مولانا سے یہی بات پوچھی۔ لیکن موصوف نے ساری بات ہی پھیر دی۔ ارے میاں یہ سب لوگوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں اللہ تعالی تو قرآن میں فرماتا ہے جو جتنی کوشش کرے گا اسے اتنا ہی ملے گا۔ میں ابھی اس ذہنی

بلوغت کو نہیں پہنچا تھا کہ مولانا سے مزید الجھ سکتا لیکن اس دن ایک بات میرے ذہن میں اچھی طرح بیٹھ گئی اور وہ یہ تھی کہ مسلمان (یا کسی بھی مذہب کے ماننے والے)۔ اپنے خدا کے بیان میں غلطی کی کوئی نہ کوئی تاویل گھڑ لیتے ہیں۔۔۔ یہ تاویلیں بعض اوقات خاصی معقول بھی ہوتی ہیں لیکن زیادہ تر اس قدر احمقانہ اور بچگانہ ہوتی ہیں کہ سر پیٹ لینے کو جی چاہتا ہے۔ اگر آپ حدیث میں کسی خرابی کی طرف اشارہ کریں گے تو کہا جائے گا کہ بعض احادیث کمزور ہیں۔ اگر آپ سیرت النبی میں لکھی کسی بات کا حوالہ دیں گے تو کہا جائے یہ کتابیں تو انسانوں نے لکھی ہیں وغیرہ۔۔۔ مسلمانوں کے تاویلات گھڑنے کا یہ سبق لے کر مجھے یہی پتہ چلا کہ قرآن میں کسی اونچ نیچ کا جواب کوئی مسلمان نہیں دے پائے گا۔ وہ تاویلیں گھڑنے کی کوشش تو کریں گے لیکن اس میں گنجائش بہت کم رہ جائے گی۔ جب میں نے قرآن تفصیل سے پڑھا تو کچھ باتیں جو اس میں درج تھیں مجھے چونکا گئیں۔ ذوالقرنین کے سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچنے کی کہانی میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔

لیکن جس چیز نے مجھے بہت حیران کیا وہ اللہ کا یہ دعویٰ تھا کہ اسے ہر چیز کا علم ہے اور یہ کہ جس چیز کا علم خدا کے پاس ہے انسان کے پاس ہو ہی نہیں سکتا۔ میرے لیے یہ بات اچنبھے کا باعث تھی کیونکہ مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ میری طرح ہر انسان کی فطرت میں تجسس کا عنصر پایا جاتا ہے جو اسے معاملات کی تہہ تک پہنچنے پر اکساتا رہتا ہے ایسے میں یہ کیونکر ممکن ہے کہ انسان نئے علوم اور نئی دنیائیں دریافت نہ کرے۔ سورہ لقمان کی آیت نمبر 34 میں لکھا ہے بے شک صرف اللہ جانتا ہے قیامت کب آئے گی، وہی بارش برساتا ہے کسی کو یہ علم نہیں کہ وہ کل کیا کمائے گا نہ کسی شخص کو یہ علم ہے کہ اس کی موت کہاں واقع ہو گی۔۔۔۔

اسی طرح سورہ الرعد آیت نمبر 8 میں درج ہے۔۔۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ ہر مادہ اپنے پیٹ میں اٹھاتی ہے اور رحم جس قدر سکڑتے اور جس قدر بڑھتے ہین اور ہر چیز اس کے ہاں مقرر حد کے ساتھ ہے جب کسی عالم سے یہ پوچھا جائے کہ جناب پیغمبر اسلام کے زمانہ میں تو ٹھیک ہے کہ صرف خدا ہی بتا سکتا تھا کہ کسی کے ہاں بیٹا ہو گا یا بیٹی لیکن آج کل تو دو چار سو روپے کا الٹرا ساونڈ ٹیسٹ بتا دیتا ہے کہ ہونے والے بچے کی جنس کیا ہے یہ دعوا تو غلط ہو گیا کہ صرف اللہ ہی کو بچے کی جنس کا علم ہے تو بہت عجیب تاویلات سننے کو ملیں گی۔۔۔۔۔ ایک صاحب نے فرمایا تم آیت کی روح کو

نہیں سمجھ سکے اللہ تعالی فرمارہاہے کہ صرف مجھے معلوم ہے کہ جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہے وہ پیدا ہو کر کیسا نکلے گا وہ نیک ہو گا یا بد زندگی میں اچھائی کرے گا یا برائی وغیرہ۔۔۔ مولانا صاحب کا دیا ہوا یہ ٹوئسٹ میری سمجھ میں تو نہیں آیا لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ باتیں صرف ایمان والوں کو سمجھ آسکتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایمان والوں کو کیوں سمجھ آ سکتی ہیں اور مجھے کیوں نہیں تو اس کی وجہ صاف ظاہر ہے ایمان والے پہلے کتاب کی صداقت پر ایمان لاتے ہیں پھر پڑھتے ہیں کہ کتاب میں لکھا کیا ہے اور یہ کام ہم جہلا کے بس کا ہے ہی نہیں۔۔۔۔۔ اللہ تعالی کے نام سے قرآن میں کیے گئے دعوے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں میں ضرور ہیں۔ ان میں سے بیشتر ایسے ہیں کہ پہلے ہی غلط ثابت ہو چکے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے مسلمان دوست اصرار کرتے ہیں کہ قرآن کا ایک ایک حرف دائمی سچ ہے۔۔۔۔

قرآن میں جو بہت سے "دائمی سچ" لکھے ہیں ان میں سے ایک یہودیوں کے متعلق بھی ہے۔۔۔ اللہ تعالی ہمیں بتاتا ہے کہ یہودی حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔۔ اب عجیب بات یہ ہے کہ یہودی عقیدے میں ان کی کتاب تورات سے لے کر تالمود تک کسی بھی جگہ اس بات کا اشارہ تک نہیں ملتا کہ حضرت عزیر کی خدا سے کسی قسم کی رشتہ داری ہے۔۔۔ انجیل میں بھی اس قسم کی کوئی بات درج نہیں۔ اگر عیسائیت کی ابتدا میں عیسائیوں اور یہودیوں کے درمیان کشمکش کو سامنے رکھا جائے تو یہودیوں کا یہ شرک سب سے پہلے عیسائیوں کو بے نقاب کرنا چاہیے تھا لیکن نہ صرف انجیل اس معاملے میں چپ ہے بلکہ حضرت عیسی نے بھی کبھی یہودیوں پر شرک کا الزام نہیں لگایا۔

ادھر سورہ التوبہ کی آیت نمبر 30 میں یہ اللہ تعالی خود یہ الزام یہودیوں پر بڑے وثوق سے لگا رہا ہے کہ وہ عزیر کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ ابتدائی طور پر جب قرآن کے اس دعوے کو چیلنج کیا گیا تو عرب علمانے اس کا جواب یہ نکالا کہ یمن کے کچھ یہودی یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔ ذرا آیت کے مذکورہ حصے کو ایک نظر دیکھتے ہیں۔۔۔۔

،،،یہودی کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں عیسا اللہ کا بیٹا ہے۔۔۔۔۔۔ یہاں کم از کم مجھے تو بالکل دکھائی نہیں دیتا کہ کچھ یہودی عزیر کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں اس آیت کے مطابق تو سب یہودی یا ان کا بیشتر حصہ یہ اعتقاد رکھتا ہے۔۔۔۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ کو یہودیوں کے عقائد کا درست علم نہیں تھا؟ اگر تھا تو اللہ نے قرآن میں غلط بیانی کیوں کی؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ محمد صاحب کو عیسائیوں کے خلاف تو نظریہ تثلیث کا ہتھوڑا مل گیا تھا

یہودیوں کے خلاف عزیر والی کلہاڑی انہوں نے خود تیار کرلی۔۔۔۔۔۔۔۔اب ذرا آیئے اس دعوے کی طرف کہ یمن کے کچھ یہودی یہ عقیدہ رکھتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔یہودی تاریخ(Encylopedia Judaica) کے مطابق یمن میں بسنے والے یہودیوں کو حضرت عزیر نے اسرائیل جانے کو کہا تو وہ مکر گئے جس پر حضرت عزیر نے انہیں لعنت ملامت کی اور وہ ان سے اس قدر خفا ہوئے کہ انہوں نے کسی بچے کا نام عزیر نہ رکھنے کا عہد کر لیا۔۔۔۔
اب ذرا غور کیجیے قرآن کہتا ہے کہ وہ عزیر کو اللہ کا بیٹا مانتے تھے اور اس دعوے کا کوئی معمولی ثبوت بھی کہیں موجود نہیں تو کیا ہم اس دعوے کو درست مان سکتے ہیں؟؟؟ میرا خیال ہے مان سکتے ہیں لیکن اسی صورت میں جب پہلے قرآن کی سچائی پر ایمان لائیں اور پھر اسے پڑھیں (اور ہاں تالمود کے حوالے سے ایک بات یاد آگئی۔۔۔۔۔۔تالمود مین ایک جگہ لکھا تھا۔۔ جس نے ایک روح کو بچایا اس نے کل جہان کی روحوں کو بچایا اور جس نے ایک روح کو ختم کیا اس نے تمام دنیا کی روحوں کو قتل کیا۔۔۔۔۔۔۔۔پتہ نہیں کیوں مجھے یہ جملہ کچھ مانوس سا لگا)۔۔
جیسا کہ میں یہودیوں کے باب میں پہلے ذکر کر چکا ہوں محمد صاحب کی خواہش تھی کہ یہودی اور عیسائی انہیں اپنا نبی مان لیں اور قرآن کی مکی سورتوں میں آپ کو جابجا یہودیوں اور عیسائیوں میں اچھے لوگوں کی موجودگی کا ذکر ملے گا اور ان کی کتابوں کی توصیف ملے گی۔۔۔میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا کہ بات بہت لمبی ہو جائے گی۔۔۔ مختصرا یہ قرآن میں موجود بہت سے دعوے یکسر بے بنیاد ہیں اور اگر انہیں توجہ سے پڑھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اس وقت کے حالات کے مطابق پیغمبر اسلام بھی اپنے پیغام کو ایڈجسٹ کرتے رہتے تھے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ کسی ثبوت کے بغیر عیسائیوں اور یہودیوں پر اپنی کتابیں تبدیل کرنے کا الزام جڑ دیا گیا ہے حالانکہ خود قرآن میں بھی یہ بات اس طرح نہیں کہی گئی۔ قرآن کی آیت پر جایا جائے تو اس میں صرف اتنا کہا گیا ہے کہ یہ لوگ اللہ کے کلام کو اس انداز سے پڑھتے ہیں کہ کچھ اور معنے نکل آئیں۔۔۔۔عیسائیت اور یہودیت کے حوالے سے مسلمانوں کا یہ دعوی بھی یکسر احمقانہ ہے کہ ان کی کتابوں میں پیغمبر اسلام کے آنے کی پیشن گوئی موجود تھی۔۔۔یہاں بھی بات لمبی کرنے سے گریز کروں گا اگر کوئی مسلمان دوست یہ ثابت کر سکتا ہے کہ محمد صاحب کی آمد کی خبر واقعی انجیل یا تورات میں موجود تھی تو مجھے ضرور بتایئے مجھے کہیں نہیں ملی۔

قسط نمبر 15 حصہ اول

جنگِ جمل شہید کون قاتل کون؟

میری والدہ ایک کشادہ دل خاتون تھیں۔ ان کا تعلق تو ایک بریلوی خاندان سے تھا لیکن وہ محرم کی مجالس میں بھی جاتیں، سات یا شاید دس. بیبیوں کی کہانی بھی سنتیں، اور کونڈوں کی نیاز بھی دیتیں۔ مجھے یاد ہے عاشورہ کے روز وہ ہم بچوں کو اپنے ساتھ امام بارگاہ لے جاتیں جہاں دوسرے بچوں کی دیکھا دیکھی میں بھی سینے پر ہلکی ہلکی چپتیں رسید کرتا رہتا۔ ادھر گھر میں گیارہویں کا ختم بھی ہوتا۔ ہر جمعرات کو کھانے پر دعا پڑھ کر اسے غریبوں میں تقسیم بھی کرواتیں۔ غرضیکہ مذہب اسلام کی تمام قسمیں انہیں قبول تھیں۔

پیغمبر اسلام کا ذکر ہوتا یا علی کا، ابو بکر کی بات ہوتی یا نظام الدین اولیا کی، حضرت عائشہ کا ذکر ہوتا یا حضرت عثمان کا وہ سب کی تکریم کرتیں اور ہمیں بھی یہی درس دیا کرتیں۔ پھر ایک روز کیا ہوا کہ گھر کے کچھ مردوں کی گفتگو کے دوران جنگ جمل کا سرسری انداز میں ذکر ہوا۔ میرے لیے یہ ایک بہت بڑا انکشاف تھا کہ حضرت علی اور حضرت عائشہ کی فوجوں کے درمیان رسول اسلام کی وفات کے بعد باقاعدہ جنگ ہوئی تھی۔ میں نے سکول میں تو یہ پڑھا تھا کہ حضرت علی بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے اور رسول پاک کے عزیز چچازاد بھائی تھے۔ یہ حضرت علی ہی تھے جنہیں ہجرت کی رات نبی اپنے بستر پر سلا کر گئے تھے۔ میں نے سکول میں یہ بھی پڑھا تھا کہ حضرت عائشہ رسول پاک کی سب سے چہیتی بیوی تھیں۔ رسول پاک نے حضرت عائشہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ عورتوں میں ایک افضل مقام رکھتی ہیں۔۔۔ یہ کیونکر ممکن ہوا کہ نبی کے دو اس قدر عزیز اور قریبی رشتہ دار نہ صرف آپس میں ناراض ہوئے بلکہ باقاعدہ جنگ کی جس میں سینکڑوں مسلمان دونوں اطراف سے مارے گئے۔۔۔ ایک سوال یہ بھی تھا کہ کس فریق کے حق میں لڑنے والے شہید کا مرتبہ پائیں گے کیونکہ دونوں طرف مسلمان تھے اور دونوں اسلام کی خاطر لڑ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بہت سی کتابیں پڑھیں اور بہت سے لوگوں سے پوچھا کہ ایسا کیونکر ہو گیا۔۔۔ کچھ نے کہا غلط فہمی ہو گئی تھی ورنہ یہ تو آپس میں بہت محبت رکھتے تھے۔۔۔ کچھ نے کہا حضرت عائشہ اللہ کے نبی کے عزیز دوست عثمان غنی کے قتل کے

ذمہ داروں کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہتی تھیں لیکن حضرت علی کی طرف سے ان لوگوں کو تحفظ مل رہا تھا۔۔۔۔۔ کچھ نے کہا حضرت عائشہ علی کے خلاف کینہ رکھتی تھیں اور خود نبی نے اپنی زندگی ہی میں کہہ دیا تھا کہ فتنہ خود ان کے اپنے گھر سے اٹھے گا۔۔۔۔ کچھ تو ایسے بھی نکل آئے جنہوں نے کہا کہ جنگ جمل تو کبھی ہوئی ہی نہیں ایک چھوٹی سی غلط فہمی تھی جو حضرت علی اور حضرت عائشہ کی ملاقات میں دور ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے جب اس سوال پر تحقیق کی تو کوشش یہی کی کہ پورے انصاف اور تحقیق کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کروں۔ تحقیق میں یہ بہت ضروری ہے کہ واقعات کی صحت کو اسی وقت تسلیم کیا جائے جب آپ کے سامنے آنے والے واقعات کی تصدیق کا کوئی خود مختار ذریعہ بھی موجود ہو۔ بہر کیف پتہ یہ چلا کہ حضرت عائشہ اور حضرت علی کے بیچ کی کدورت کے بیج بہت پہلے بوئے جاچکے تھے جنگ جمل محض اس دیرینہ کدورت کا ایک نتیجہ تھا۔۔۔۔۔ ذرا غور کیجیے۔۔ رسول اسلام اللہ اور اس کے پسندیدہ دین کی سربلندی کے لیے دن رات کفار سے جہاد میں مصروف ہیں۔ ان کے ایک طرف ابو بکر ہیں تو دوسری طرف علی۔ ایک طرف عثمان ہیں تو دوسری طرف طلحہ بن عبد اللہ۔۔۔۔ اور جب سین بدلتا ہے تو ایک طرف ابو بکر کی بیٹی حضرت عائشہ ہیں اور ان کے پہلو میں طلحہ اور دوسری طرف حضرت علی ہیں اور ان کے ساتھ درجنوں صحابہ کرام۔ زیادہ تر مسلمان اسے غلط فہمی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں لیکن ذرا رکیے۔۔۔۔ ایک طرف نبی کا چچازاد بھائی دوسری طرف نبی کی بیوی کیا ان لوگوں میں غلط فہمیاں اتنی آسانی سے پیدا ہو سکتی تھیں؟ کیا یہ لوگ اتنے ہی سادہ تھے کہ نبی کی آنکھ بند ہوتے ہی سازشی لوگ ان پر اس قدر حاوی ہو جاتے کہ یہ آپس میں جنگ پر آمادہ ہو جاتے؟

پیغمبر اسلام کی بیویاں امہات المومنین یعنی مومنوں یعنی مسلمانوں کی مائیں کہلاتی ہیں یہ کسی اور کا نہیں خدا کا حکم ہے کہ یہ عورتیں تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں اور دوسری طرف دیکھیں تو حضرت علی کے بارے میں خود پیغمبر اسلام حجتہ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کے مقام پر واضح انداز میں اعلان کر کے گئے ہیں کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔۔۔ یعنی ایک طرف میری والدہ ہیں جو نبی کے فرمان کی رو سے میرے لیے لائق توقیر ہیں اور دوسری طرف

علی جو میرے مولا ہیں اور یہ دونوں آپس میں یوں جھگڑ رہے ہیں کہ سینکڑوں مسلمان اپنے خون میں نہا گئے ہیں ۔۔۔۔میں اگر وہاں موجود ہوں تو مجھے کس کا ساتھ دینا چاہیے، کس کی طرف سے لڑنا چاہیے؟۔۔

ذرا سوچیں۔

قسط نمبر 15 حصہ دوم۔

جنگ جمل اور شیعہ حضرات

ان سوالوں نے مجھے ہر مسلمان کی طرح پریشان کیا اور جب جستجو کی تو یہ معلوم ہوا۔

حضرت علی اور حضرت عائشہ کے درمیان کے قضیے کی بات کر رہا تھا۔ کسی بھی ایسے انسان کے لیے جو اسلام پر یقین رکھتا ہو یہ ہضم کرنا یقینا نہایت مشکل ہو گا کہ ایک طرف حضرت عائشہ ہیں جو رسول اسلام کی چہیتی ترین بیوی تھیں اور دوسری طرف حضرت علی جن کے بارے میں پیغمبر اسلام کا کہنا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ میرے لیے ایک مسلمان بچے کی حیثیت سے پرورش پانے کے بعد یہ سوال واقعی بہت ذہنی خلفشار کا باعث بنا کہ نبی کی چہیتی بیوی اور ان کے چہیتے کزن اور داماد کے درمیان کسے قصوروار ٹھہراوں۔ اس جھگڑے کے بارے میں مسلمان علما کے لکھے ہوئے کتابچے پڑھے تو معلوم ہوا کہ ان تحریروں میں محض بات پر پردہ ڈالنے اور اس ساری کہانی کو غیروں کی سازش قرار دے کر بھلا دینے کی تلقین کی گئی ہے۔ یہاں یہ بات واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ جن علما کی تحریروں کی میں بات کر رہا ہوں ان کا تعلق اہلسنت کی بریلوی شاخ سے تھا (جس میں میں پیدا ہوا تھا اور فطری طور پر میرا جھکاو بھی انہی کی طرف تھا بالکل اسی طرح جس طرح ہر مذہب کے ماننے والے اپنے ماں باپ کی بتائی ہوئی باتوں پر لکیر کے فقیر کی طرح عمل کیا کرتے ہیں اور دعوا کرتے ہیں کہ انہوں نے حق کا راستہ پالیا ہے)

اس کے بعد باری تھی شیعہ لوگوں کی جب ان کے ہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک تو عائشہ ایک طرف عائشہ کے والد بھی منافقین کے سردار تھے۔ ان کے موقف کے مطابق تو حضرت ابو بکر پیغمبر اسلام کے "یار غار" محض اس وجہ سے بن گئے کہ نبی کریم مکہ سے ہجرت کرنے والے تھے اور ابو بکر صاحب قریش کی خاطر نبی کی جاسوسی کیا

کرتے تھے۔ ایسے میں جب وہ نبی کی رخصتی کے وقت اچانک نمودار ہو گئے اور پوچھا یا رسول اللہ کدھر کی تیاری ہے تو نبی کو ان کی مخبری سے بچنے کے لیے انہیں بھی ساتھ لے جانا پڑ گیا۔ شیعہ علما سے یہ دعوا بھی سننے کو ملا کہ حضرت عائشہ کی شادی نبی اسلام سے کرنے کے پیچھے بھی ان کے والد کے مقاصد تھے اور انہی مقاصد کی آبیاری اور حصول کی خاطر حضرت عائشہ ہر گھڑی نبی کریم کو حضرت علی کے خلاف بھڑکایا کرتی تھیں۔

اسلام کا یہ نیا ورژن دیکھ میں تو دم بخود رہ گیا۔ جن چار یاروں کی دوستی کے قصیدے پڑھتے پڑھتے یہاں تک پہنچا تھا ان کے بارے میں یہ دعوا سننے کو ملا کہ وہ تینوں آپس میں مل کر حضرت علی کو رسول پاک کی جانشینی کے منصب سے محروم کرنا چاہتے تھے اور اسمیں بڑی حد تک کامیاب بھی رہے۔

جب یہ قصہ سامنے آیا تو کسی حد تک دل میں بیٹھا خوف بھی دور ہونے لگا۔ معلوم ہوا کہ شیعہ فرقے کی ایسی شاخیں بھی موجود ہیں جن کا خیال ہے کہ نبوت اصل میں حضرت علی پر اترنا تھی جبرائیل کی غلطی سے محمد صاحب کے گلے پڑ گئی۔ پتہ چلا کہ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو سمجھتے ہیں کہ حضرت علی کا بھیس بدل کر اصل میں خدائے ذوالجلال دنیا میں آیا تھا۔ ایک ہی مذہب کی اتنی بہت سی رنگ برنگی شکلیں دیکھ کر محسوس ہوا کہ اگر یہ سب لوگ جو ایک دوسرے سے بالکل متضاد خیالات رکھتے ہیں خود کو مسلمان کہلوا سکتے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ اصل اسلام کھوج لگانے سے ہی مل سکتا ہے گھر بیٹھے بٹھائے نہیں۔

جس جواب کی تلاش میں گھر سے نکلا تھا وہ تو ایک طرف رہا یہاں نت نئے سوالات پھن پھیلا کر سامنے آ کھڑے ہوئے اس کے باوجود تہیہ کیا کہ حضرت علی اور حضرت عائشہ کے تنازعہ کے بارے میں خود سے تحقیق کر کے اصل بات تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ تاریخ اسلام کو کھولا تو گویا ایک نئی دنیا کھل کر سامنے آ گئی۔ آپ نے وہ واقعہ تو سنا ہی ہو گا جہاں حضرت عائشہ ایک سفر کے دوران قافلے سے پیچھے رہ گئی تھیں خیر ٹھہریئے اگر نہیں سنا تو میں سنائے دیتا ہوں.

احادیث میں بیان ہے کہ ایک سفر میں پڑاو کے دوران حضرت عائشہ رفع حاجت کی خاطر کہیں گئی ہوئی تھیں کہ قافلہ ان کی غیر موجودگی کا احساس کیے بغیر سفر پر روانہ ہو گیا۔ حضرت عائشہ بیابان میں اکیلی رہ گئیں کوئی آدمی وہاں

سے گزرا تو اس نے ام المومنین کو پہچان لیا اور انہیں اپنے ساتھ بٹھا کر قافلے سے جا ملایا۔ چونکہ اس دوران ایک رات گزر چکی تھی اس لیے قافلے کے لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ لوگ انگلیاں اٹھانے لگے اور جب یہ بات پیغمبر اسلام تک پہنچی تو ان کے دل میں بھی وہم نے سر اٹھایا۔ وہ حضرت عائشہ سے خفا ہو گئے اور انہیں ان کے والد کے گھر بھجوا دیا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ کئی روز تک حضرت عائشہ اپنے والد کے گھر پڑی روتی رہیں اور ادھر پیغمبر اسلام ان کی مبینہ بے وفائی کے صدمے سے اداس رہے۔ وہ تو بھلا ہو جبرائیل کا کہ اس نے کچھ دن بعد آکر قرآن کی وہ آیت نبی کو سکھائی جس کے مطابق زنا صرف اسی وقت ثابت ہو سکتا ہے جب چار عاقل و بالغ گواہ سوئی میں دھاگہ ڈالنے کے موافق جنسی عمل ہوتا دیکھیں۔ یہ آیت لیے نبی کریم حضرت عائشہ کے پاس پہنچے اور انہیں منا کر واپس لے آئے۔ (اسی واقعے کی بنیاد پر حضرت عائشہ اس بات پر فخر کرتی بھی پائی گئیں کہ میں وہ عورت ہوں جس کی پاکیزگی کی قرآن نے گواہی دی ہے) جن دنوں میں پیغمبر اسلام حضرت عائشہ سے دور اور شک میں مبتلا تھے تو بتایا جاتا ہے کہ حضرت علی نے بارہا نبی سے عرض کی کہ آپ کو عورتوں کی کیا کمی ہے آپ اس بی بی کو طلاق دے دیجیے۔ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ یہ بات حضرت عائشہ کے کانوں تک بھی پہنچی اور حضرت علی کے اس مشورے کو انہوں نے اپنے خلاف عداوت کا مظہر سمجھا۔ (بس اسی وقت سے دونوں کے درمیان ایک عجیب مخاصمت کا آغاز ہو گیا۔ اور یہ مخاصمت بالآخر جنگ جمل کی صورت میں اسلام کے چہرے پر ایک اور بدنما داغ بن کر سج گئی)

پیغمبر اسلام کی وفات کے بعد ان کی صاحبزادی اور حضرت علی کی بیوی حضرت فاطمہ خلیفہ وقت ابو بکر صدیق کے پاس گئیں جو اتفاق سے حضرت عائشہ کے والد بھی تھے۔ حضرت فاطمہ نے خلیفہ سے اپنے والد کی جائیداد (باغ فدک) طلب کی تو حضرت ابو بکر نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ نبیوں کی کوئی وراثت نہیں ہوتی۔ حضرت فاطمہ اس بات پر بہت خفا ہوئیں اور بخاری شریف کے مطابق مرتے دم تک حضرت ابو بکر سے خفا رہیں بلکہ بخاری شریف میں جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ "غضبناک" ہے۔

کیسی عجیب بات ہے کہ سنی مسلمانوں کے نزدیک قرآن کے بعد سب سے زیادہ قابل احترام کتاب صحیح بخاری میں حضرت فاطمہ کی "غضبناکی" والی حدیث کے ساتھ ہی یہ حدیث بھی مرقوم ہے کہ نبی اسلام نے فرمایا" جس نے

فاطمہ کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا اور جس نے مجھے غضبناک کیا اس نے خدا کو غضبناک کیا" گویا خلیفہ اول حضرت ابو بکر سے خدا بھی خفا تھا۔ حضرت فاطمہ کے بارے میں تاریخ میں یہ بھی درج ہے کہ وہ نبی کے ساتھیوں سے اس قدر خفا تھیں کہا نہوں نے حضرت علی کو تاکید کی کہ مجھے رات کی تاریکی میں کہیں دفنا دینا میں نہیں چاہتی کہ ان میں سے کوئی میرے جنازے میں شریک ہو اور ایسا ہی ہوا یہی وجہ ہے کہ حضرت فاطمہ کی تدفین کی جگہ آج بھی کسی کو معلوم نہیں۔

حضرت علی کے بارے میں تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ وہ نبی کریم کی وفات کے بعد کئی روز ان کے گھر تک محدود رہے۔ جبکہ حضرت ابو بکر اور دیگر خلفا خلافت کے جھگڑوں میں پڑے ہوئے تھے۔ تاریخ ہی سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نبی اسلام کے پیارے دوست ان کے جنازے کے موقع پر موجود نہیں تھے۔ وغیرہ لیکن یہ غیر متعلقہ باتیں ہیں ان پر پھر کبھی بات ہو سکتی ہے فی الوقت اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت علی کے درمیان مخاصمت کا آغاز اسی دن سے ہو گیا تھا جس دن انہوں نے پیغمبر اسلام کو عائشہ کو طلاق دینے کا مشورہ دیا۔ اور یہ مخاصمت مرتے دم تک قائم رہی۔

آج اہل سنت مسلمانان اختلافات پر پردہ ڈالنے کی بہت کوشش کرتے ہیں لیکن جنگ جمل کو تاریخ کے اوراق سے کھرچنے سے قاصر ہیں اس لیے دشمنان اسلام کی سازشوں کی شکل دے کر اپنی تاریخ کے اس انتہائی سنجیدہ سوال کے جواب سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اغیار کی سازشوں کا یہ پراپیگنڈا آج بھی دنیا بھر کے مسلمانوں میں زندہ ہے آج بھی وہ امریکہ برطانیہ بھارت اور باقی دنیا کو اپنے خلاف سازشوں میں ملوث ہونے کے طعنے دیتے ہیں کہیں اغیار کی سازشوں کے یہ الزامات ہمیشہ کی طرح اپنے اندر کی خرابیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش تو نہیں؟

ذرا سوچیئے۔ کیونکہ سوچنا جرم نہیں۔

قسط نمبر 16

نبیوں سے واقعی خدا رابطہ کرتا ھے؟

سب سے پہلا سوال تو یہ ہے کہ کیا خدا کہیں موجود بھی ہے یا نہیں؟

اگر ہے تو کیا وہ انسانوں سے رابطہ بھی کرتا ہے یا نہیں؟

اگر رابطہ کرتا ہے تو کیا عیسی موسی اور محمد سے رابطہ کرنے والا واقعی خدا تھا؟

چونکہ میں ایک مسلمان گھر میں پیدا ہوا تھا اس لیے میرے سوالوں کا دائرہ بھی اسلام تک ہی محدود رہا لیکن آپ کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو سوال بھی ایک جیسے ہیں اور ان کے ممکنہ جواب بھی۔ جہاں تک خدا کے وجود کا تعلق ہے تو آج تک کوئی فلسفی، کوئی سائنسدان، کوئی ملا اور کوئی پادری یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ خدا کا جو تصور دنیا میں عام ہے وہ اصل میں موجود بھی ہے یا نہیں۔ بہت سے لوگ جو خدا کو مانتے ہیں آپ کو یہ بتائیں گے کہ ان کا دل کہتا ہے کہ خدا ہے۔۔۔ اب اگر سوچا جائے تو دل کا کہنا خدا کے وجود کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔۔ جب آپ پندرہ سال کے تھے تو آپ کا دل آپ کو یہ بھی کہتا تھا کہ فلاں لڑکی آپ پر مرتی ہے۔۔۔۔ آپ کا دل یہ بھی کہتا تھا کہ آج اس کا فون ضرور آئے گا۔۔۔ افسوس کہ صرف دل کا کہنا خدا کے وجود کا ثبوت نہیں اور عام قاعدہ یہی ہے کہ دعوی کرنے والے کو اپنے دعوے کا ثبوت دینا پڑتا ہے جو خدا کے چاہنے والے نہیں دے سکتے۔۔۔۔۔۔۔۔

چلیے فرض کر لیا کہ خدا موجود ہے تو اگلا سوال ہو گا کہ کیا وہ انسانوں سے رابطہ کرتا ہے؟

اس کا بھی کوئی ثبوت کبھی کسی نے پیش نہیں کیا۔ موسیٰ نوح عیسی اور محمد صاحبان تک سب یہی دعویٰ کرتے رہے کہ ان کا خدا سے براہ راست یا کسی فرشتے کے توسط سے رابطہ قائم ہے۔ اب ہمیں صرف ان کی زبان پر یقین کرنا ہے ان کے دعوے کا ثبوت ہم طلب ہی نہیں کرتے۔ ذرا سوچیں آج اگر کوئی آدمی اٹھ کر یہ دعویٰ کرے کہ جبرائیل اس کے پاس تشریف لائے تھے اور اس سے کچھ کہہ کر گئے ہیں تو دو منٹ میں اسے ایمبولینس میں لاد کر دماغی امراض کے ہسپتال میں پہنچا دیا جائے گا۔۔۔ کیوں؟؟؟ اگر اس کا دماغ خراب ہے تو ان پیغمبروں کے بارے میں ایسا شک کیوں نہیں کیا جا سکتا؟ بات سوچنے کی ہے لیکن اس کے لیے ان ادب و آداب کو ایک سائیڈ پر رکھنا پڑتا ہے جو والدین بچپن سے ہمارے ذہنوں میں دن رات بھرتے رہتے ہیں۔۔۔ بچپن سے یاد آیا میں بہت چھوٹا تھا جب آزاد کشمیر میں ایک آدمی نے اپنی بیٹی کو ذبح کر دیا اخبار میں خبر چھپی کہ اس آدمی کے مطابق اسے خواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف

سے اپنی بچی اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا حکم ملا تھا جس پر اس نے عمل کیا۔۔اس آدمی کو صاف ظاہر ہے گرفتار کر لیا گیا اور سزا بھی ہوئی لیکن اس سوال نے برسوں میرا پیچھا نہیں چھوڑا کہ حضرت ابراہیم کو بھی تو بالکل یہی خواب آیا تھا اگر ان کے خواب میں آنے والے خدا کا حکم جائز تھا تو اس کا حکم ناجائز کیسے ہو گیا؟

بہت سوچا کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو امی کی خدمات حاصل کیں اور امی کا جو جواب ہونا تھا اس کا تو آپ کو اندازہ ہو گا ہی ۔۔۔بیٹا حضرت ابراہیم اللہ کے پیغمبر تھے یہ آدمی کوئی پاگل تھا۔۔۔۔۔۔ پتہ نہیں کیوں میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوا لیکن کیا کر سکتا تھا۔۔دس بارہ سال کا بچہ کر بھی کیا سکتا ہے اور وہ بھی پاکستان جیسے ملک میں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔خیر آگے بڑھتے ہیں

اگر فرض کر لیا جائے کہ خدا کتابیں بھی بھیجتا ہے جیسے موسی عیسی اور محمد صاحبان کے لیے بھیجیں۔آپ اس مرحلے تک پہنچ بھی جائیں تو پھر آپ کو ان مذاہب اور ان کی تعلیمات کا جائزہ لینا ہو گا اور فیصلہ کرنا ہو گا کہ آپ ان سے اتفاق کرنا چاہتے ہیں یا نہیں انسان کی زندگی میں مذہب کی ضرورت اور افادیت کی تاریخ کا جائزہ لیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ خدا کا سب سے بڑا کام انسان کو حوصلہ اور امید دلانا ہوتا ہے۔خدا ایجاد کرنے کے پیچھے انسان کی غیر معمولی ذہانت اور تجسس کا بھی ایک بڑا کردار ہے۔چونکہ انسان سوچ سکتا ہے اس لیے وہ جاننا چاہتا ہے کہ یہ سب تماشہ کیا ہے ہم لوگ یہاں کیوں ہیں؟ یہ کائنات یہ چاند ستارے سیارے سب کیا ہیں؟غاروں میں رہنے والا انسان شیروں، ہاتھیوں اور دوسرے جانوروں سے تحفظ کے لیے خدا ایجاد کر لیتا تھا اور اسے حوصلہ ملتا تھا کہ خدا اس کی سائیڈ پر ہے تجسس کے زور پر بڑھتے بڑھتے معاملہ منظم مذاہب تک جا پہنچا.

اسلام عیسائیت اور یہودیت کا اصل ایک ہی ہے دنیا کس نے بنائی کیسے بنی کب ختم ہو گی اس کا نظام کیسے چلتا ہے وغیرہ وغیرہ یہ سب کہانیاں ان تینوں مذاہب میں بالکل ایک جیسی ہیں۔یہودیت نے یہ کہانیاں ایجاد کیں عیسائیت نے اس میں عیسی کا اضافہ کر دیا اور اسلام نے محمد صاحب کو بیچ میں لا کر بٹھاتے ہوئے کہا کہ دین اب مکمل ہوا ہے محمد نبیوں کے سردار ہیں وغیرہ وغیرہ کائنات اور اس میں موجود اسرار کو سمجھنے کے لیے ہمارے پاس دو ممکنہ راستے ہیں ایک راستہ مذہب کا ہے اور دوسرا سائنس کا۔۔۔مذہب اپنی کہانی کو حتمی قرار دیتا ہے لیکن سائنس ایسا کوئی دعوا

نہیں کرتی۔ مذہب اپنے موقف کے سوا کسی کی بات سننے کو تیار نہیں ہوتے سائنس میں جو اپنی بات ثابت کر سکے اسی کی بات حرف آخر ہوتی ہے۔

مجھ سے بحث کے دوران مسلمان دوست جو نکات اٹھاتے ہیں ان کا ذکر طوالت کے خوف سے یہاں نہیں کر سکتا لیکن اتنا کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ کائنات کی تشکیل اور اس میں زندگی کے وجود کی تاریخ پر جو کچھ ہمیں مذہب سکھاتا ہے اور جو کچھ ہمیں سائنس بتاتی ہے اس میں سائنس کی بات عقل کے زیادہ قریب ہے۔۔ ان دونوں کا تقابل یوں سمجھ لیں کہ ایک دلیل کے ذریعے آپ کو یہ بتاتی ہے کہ کسی بھی چیز کا پس منظر کیا ہے اور دوسری حکم کے ذریعے کہتی ہے کہ سچ یہ ہے دلیل دینے والا آپ کو اپنا فیصلہ خود کرنے کی اجازت دیتا ہے حکم دینے والا کہتا ہے میری بات کو سچ مانو ورنہ اپنے انجام کے لیے تیار ہو جاو۔۔۔۔ آپ ہی بتائیے کہ ان میں سے کس کی بات سچ ہونے کے امکانات زیادہ ہیں؟؟

بات بہت لمبی ہوتی جا رہی ہے اور کہیں پہنچ بھی نہیں پا رہا مختصر کرتے ہوئے صرف اتنا کہوں گا۔۔۔۔۔ قرآن پاک کی سورہ الحجر (آیات 16 تا 18) میں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ شیطان جب اللہ اور فرشتوں کی باتیں سننے کے لیے عرش بریں کے قریب پہنچتا ہے تو فرشتے اس پر انگارے پھینک کر اسے بھگا دیتے ہیں ان انگاروں کا نام شہاب ثاقب یعنی میٹیور meteor ہے۔۔ پچھلے دنوں ایک ایسی رات آئی تھی جس میں شہابیوں کی باقاعدہ برسات دیکھی گئی۔ ٹی وی اور اخباروں میں کئی روز پہلے اس کی تشہیر کی گئی اور جب وہ رات آئی تو۔ برطانیہ بھر میں ہزاروں لوگ دوربینیں لے کر یہ آسمانی آتش بازی کا مظاہرہ دیکھتے رہے۔۔۔۔۔۔ میرا صرف ایک سوال ہے۔۔۔ کیا سائنسدانوں کو کسی جاسوس نے بتا دیا تھا کہ آج شیطان اللہ تعالی اور فرشتوں کی باتیں سننے کی کوشش میں عرش کے قریب جائے گا اور فرشتے اس پر آگ پھینکیں گے؟؟؟؟

ضرور سوچیے گا۔۔ کیونکہ سوچنا جرم نہیں

قسط نمبر 17

کیا گارنٹی ہے کہ ہمارا پیدائشی مذہب سچا ہے۔

ہمارے آس پاس بے شمار مذاہب موجود ہیں اور ہر مذہب حقانیت کا دعویدار ہے۔ انسان جس مذہب کے ماننے والوں میں پیدا ہوتا ہے مرتے دم تک اسی مذہب پہ قائم رہتا ہے۔ شاذ ہی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے پیدائشی مذہب سے دستبردار ہو کر کوئی اور مذہب اپنا لے۔ ایسے میں ہمارے پاس کیا گارنٹی ہے کہ ہم جس مذہب پر کاربند ہیں وہی حقیقت تک رسائی کا ذریعہ ہے۔ ہم نے اپنے پیدائشی مذہب کو کب پرکھا ہے یا اس کا دوسرے مذاہب کے ساتھ تقابلی جائزہ لیا ہے؟

بہت سے لوگ اس وہم میں مبتلا ہوں گے کہ وہ اپنے مذہب کے بارے میں اچھی طرح سے جانتے ہیں اور اس کی حقانیت سے آگاہ ہیں، لیکن یقین کیجئے ایسا نہیں ہے۔ یہ بچپن سے کی گئی برین واشنگ کا اثر ہے کہ ہم رٹی رٹائی باتیں دہرا دیتے ہیں، ان پہ ایک بھی لمحہ کے لئے سوچے بغیر۔

ابھی گزشتہ چند عشروں کے دوران کینیڈا کے ایک شخص (John de Ruiter) نے بنی نوعِ انسان کے نجات دہندہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے پیروکاروں کے نزدیک اس کا درجہ یسوع مسیح سے بھی زیادہ ہے۔ اس کے دعوے کی جانچ کیسے کی جائے۔ کس بنیاد پہ ہم اس کے دعوے کو جھٹلائیں یا اس کی تصدیق کریں گے۔ کیا اس کا خود کا دعویٰ اور اس کے جانثار پیروکاروں کی تصدیق ہمارے لئے کافی ہونا چاہئے؟

کیا ہمارا حق نہیں ہے کہ اس کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے سے پہلے خوب اچھی طرح سے تصدیق و تسلی کر لیں کہ یہ شخص واقعی ہمارا نجات دہندہ ہے اور کسی آسمانی مقتدر ہستی نے اسے ہمارے لئے بھیجا ہے اور اس کی پیروی میں ہی ہماری بھلائی ہے۔ ہم کیوں اس کے اپنے کہے گئے الفاظ یا اس کے (ممکنہ عقیدت میں اندھے) پیروکاروں کی بات پہ ایمان لے آئیں۔ یا ہم سرے سے اسکی بات سنے بغیر اسکا انکار کر دیں؟ لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ واقعی وہ پیغامبر ہو یا "ریفارمر" ہو اور اللہ نے بنی نوعِ انسان پر رحم کھا کر اسکی صورت میں ایک اور موقع عنایت کیا ہو اور ہم بغیر اسکی بات سنے انکار کر کے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار بیٹھیں۔

ہم ایسا کیوں نہ کریں کہ اسکے دعوے کو پرکھ لیں اور جانچیں کہ اسمیں کتنی صداقت ہے؟ اور جب ایسا کر چکیں تو بالکل اسی معیار پر کہ جس پر اسکو پرکھا تھا، اپنے موجودہ مذہب کے دعوائے صداقت کو بھی پرکھیں۔

اپنی بیوی اور تین بچوں کی موجودگی میں اس نے اپنی دو خوبصورت پیروکار بہنوں قطرینہ اور بینیتا کے ساتھ جنسی روابط قائم کئے رکھے اور ان لڑکیوں کے والدین یہ جان کر خوشی سے پھولے نہیں سمائے کہ "حق" نے ان کی بیٹیوں کو ہمبستری کا شرف بخشا ہے۔ اس کی اپنی بیوی کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے اس کے خدائی دعوے کی تردید کی اور علیحدگی اختیار کرلی۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اس کے بیشتر پیروکار اپنے مسیح کی اس روش کے بارے میں جانتے ہیں پر تنقیدی انداز میں سوچنا ہی گوارا نہیں کرتے۔ کیونکہ جب ہم کسی کو خدا، پیغمبر، مسیح یا برتر تسلیم کر لیتے ہیں تو پھر اس کے گناہ، کمزوریاں یا غلطیاں ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی ہیں۔

جون نامی یہ نجات دہندہ کہتا ہے کہ اس میں اس کی خواہشِ نفسانی کا کوئی عمل دخل نہیں ہے اور یہ کہ اس کا تعلق ان لڑکیوں کے ساتھ روحانیت پر مشتمل ہے۔ میرے خیال میں عقیدت کی عینک اتارنے پر یہ اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں کہ اس "نبی الانبیاء" نے کس چیز کو روحانیت کا نام دے رکھا ہے۔

شروع میں تو اس نے اس تعلق کا سرے سے ہی انکار کر دیا لیکن جب معاملہ سامنے آگیا تو اس نے جو تاویل دی وہ قابلِ داد ہے۔ اس نے کہا کہ پہلے جب میں نے اس تعلق کا انکار کیا تو وہ "شخصی سطح" پر انکار تھا، اور "شخصی سطح" پر میرا اب بھی کوئی افیئر نہیں ہے۔ نہ ہی میں شہوت پرست ہوں۔

اس کے پیروکاروں میں ایک مشہور ماہرِ نفسیات بھی ہے کہ جس کا دعویٰ ہے کہ اس کے تیس سالہ تجربے کی رو سے جان ڈی ریوٹر مکمل طور پر ذہنی صحت مند شخصیت ہے۔ اور مزید کہ:

ایسے پڑھے لکھے اور "باشعور" لوگ کیونکر اس طرح کے فراڈیوں کے ہاتھ بے وقوف بن جاتے ہیں؟ شاید اس لئے کہ لوگ راہنمائی اور ہدایت کی تلاش میں ہیں؟؟؟

(جاری ہے)۔۔۔

قسط نمبر 18

کونسے مذہب کا انتخاب کیا جائے۔

ہم انسان سہل پسند واقع ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا ہو جو ہماری راہنمائی کرے اور بتائے کہ ہمیں کیا کرنا ہے تاکہ ہمیں خود فیصلے کرنے کی کوفت نہ اٹھانی پڑے۔ ہم "نجات" پانے کے لئے لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ ہم جنوں فرشتوں پہ یقین رکھتے ہیں، روحوں کو مانتے ہیں، بھوت پریت، آسیب شیاطین، جادو تعویذ سے ڈرتے ہیں۔ ہم سادھوؤں فقیروں، ملاپنڈت، پیروں پیغمبروں کے پیچھے چلتے ہیں تاکہ ہم سوچنے سمجھنے اور ضمیر کے مطابق زندگی گزارنے کی ذمہ داری سے آزاد ہو جائیں۔

جب ایسے لوگوں کا وجود ہو گا کہ جو پیروکار بننا چاہتے ہیں تو فطری طور پر ایسے لوگ اٹھیں گے جو راہنمائی کا دعویٰ کریں گے۔ جب لوگ بھیڑ بکریوں کی طرح سوچنا شروع کریں گے تو چرواہے کے بہروپ میں بھیڑیے خود بخود پیدا ہو جائیں گے۔ مذہب ایسے ہی تشکیل پاتے ہیں۔ ایک جعلساز اٹھتا ہے اور گروہ بناتا ہے جو اس کے لئے کچھ بھی کرنے کو تیار ہوتا ہے، جب یہ جعلساز مرتا ہے تو احمقوں کا یہ ٹولہ مذہب کا درجہ اختیار کر لیتا ہے اور اس جعلساز کو پیغمبر، سینٹ یا اوتار وغیرہ کے عہدے پہ فائز کر دیا جاتا ہے۔ اس کی موت کے بعد اس کے جانثار عقیدت منداس سے پُر اسرار حکایتیں منسوب کر دیتے ہیں۔ اس کے لیے معجزے اور خرق عادات گھڑ لیتے ہیں اور اس کو نبوت کے ساتویں آسمان پر بٹھا لیتے ہیں، حتیٰ کہ خدا تک بنا لیتے ہیں۔

اس کا ایک واضح ثبوت مسلمانوں کی احادیث ہیں۔ بے شمار احادیث میں نبی کریم ﷺ سے معجزات منسوب کیے گئے ہیں حالانکہ خود قرآن جو مسلمانوں کے نزدیک اللہ کی کتاب ہے اور تب سے اب تک محفوظ شکل میں ہے، معجزات کا انکار کرتا ہے۔

وَمَا مَنَعَنَا أَن نُّرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَن كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ۚ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿سورۃ الاسراء آیت 59﴾

ترجمہ: "اور ہم نے نشانیاں بھیجنی اس لئے موقوف کر دیں کہ پہلے لوگوں نے اسکی تکذیب کی تھی۔ اور ہم نے ثمود کو اونٹنی نبوت (صالح) کی کھلی نشانی دی تو انہوں نے اس پر ظلم کیا۔ اور ہم جو نشانیاں بھیجا کرتے ہیں تو ڈرانے کو۔"

یہ قصے کہانیاں نسل در نسل منتقل ہوتی ہیں اور یہی ان کے اثبات کی دلیل بن جاتی ہے۔

کیا ہم جانتے ہیں کہ حقیقت کو کیسے جانا جائے؟ کیا کوئی ایسا مذہب ہے جو ہمیں حقیقت سے روشناس کرا دے؟ اور سب سے اہم سوال یہ ہے کہ "حقیقت" ہے کیا اور اس سے کیا مراد ہے؟

حقیقت تو ایک ہی ہوتی ہے جس میں تغیر نہیں ہوتا، جو بدلتی نہیں اور جو ہمیشہ ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ اگر ہمارا یقین خدا پر ہے تو پھر ہمارا اس بات پر بھی یقین ہے کہ خدا حقیقتِ کاملہ ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم حقیقتِ کاملہ کا ادراک کر سکتے ہیں؟ کیا قطرے میں سمندر سمویا جا سکتا ہے؟ کیا ایک محدود، لامحدود کا احاطہ کر سکتا ہے؟

میں اپنی محدودیت کا ادراک رکھتا ہوں، مجھے اپنی کم علمی کا بھی پتہ ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ میں نہیں جانتا۔ عین ممکن ہے کہ حقیقت ایک ہو اور لامحدود بھی ہو، لیکن کیا میں اس کا احاطہ کر سکتا ہوں؟ نہیں!

لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں تلاش ہی ترک کر دوں۔ سمجھنے کے عمل میں مجھے سوال بھی اٹھانے پڑیں گے، اور تعصب سے بالاتر ہو کر کھلے ذہن سے تلاش کرنا ہو گا۔ ساتھ ہی مجھے یہ بھی واضح طور پر سمجھ لینا ہو گا کہ حقیقت لامحدود ہے جبکہ میں محدود ہوں، چنانچہ میں کبھی بھی ساری حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا۔ کیونکہ محدود لامحدود کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔

اس وسیع النظری تک پہنچنے کے لئے یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ شخصی عقائد و نظریات پر اس کے ماحول اور تعلیم کی گہری چھاپ ہوتی ہے۔ ہمارے موجودہ عقائد ہمارے گزشتہ تجربات کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ ہر روز ہم نیا کچھ سیکھتے ہیں چنانچہ ہمارے شعور میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہمارے شعور میں اضافے کے ساتھ ہمارے عقائد بھی تبدیل ہوتے ہیں اور عقائد کی یہ تبدیلی بہت آہستگی کے ساتھ لاشعوری طور پر ہوتی ہے۔

یہ جان لینے کے بعد کہ عقائد میں بھی تبدیلی ہر لحہ واقعہ ہوتی رہتی ہے، مجھے اپنے عقائد سے چمٹے رہنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں جانتا ہوں کہ انہوں نے بدلنا ہے، تو میں کیوں دوسروں پہ ان کو مسلط کروں۔ میں کیوں ان کی "حقیقت" تک راہنمائی کروں جبکہ حقیقت تک جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے، یہ بغیر راستے کے ہے۔

حقیقتِ کاملہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کو "دیکھا" جا سکے۔ کیونکہ یہ کوئی "چیز" نہیں ہے۔

حقیقتِ کاملہ کوئی ایسی شئے نہیں کہ جس کو مکمل طور پر "سمجھا" جاسکے۔ کیونکہ یہ لامحدود ہے۔
حقیقتِ کاملہ منزل نہیں ہے اور کوئی ہماری راہنمائی اس تک نہیں کر سکتا کیونکہ حقیقت کوئی "جگہ" نہیں ہے کہ جہاں تک کا سفر طے کیا جائے۔
ہم تو بس اس کو اپنی محدودیت کی حد تک سمجھنے کی کوشش ہی کرسکتے ہیں اور جتنی کوشش کریں گے اتنا ہی حقیقت کے نزدیک تر ہوتے جائیں گے۔۔۔ لیکن ہم حقیتِ کاملہ تک کبھی نہیں پہنچ سکتے۔
حقیقت آشنائی کا طریقہ سائنسی طریقے سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ وہ تھیوری پیش کرتے ہیں لیکن اس پر ایمان نہیں لاتے۔ اس کو بھی مسلسل تشکیک و تجربات کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے۔ جب وہ تھیوری (اگر) غلط ثابت ہو جاتی ہے تو انہیں اس تھیوری کو رد کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوتا۔
گیلیلو نے اس وقت کے عمومی کائناتی نظریئے پہ شک کیا اور مزید تحقیق کی، نتیجے کے طور پر اس نے جانا کہ حقیقت تو موجودہ عقائد سے بالکل مختلف ہے، اگرچہ اس وقت کے بہت سے علماء و فضلاء نے اس سے اختلاف کیا لیکن آج ہم ان علماء کے نام تک نہیں جانتے جبکہ گیلیلو کو بچہ بچہ جانتا ہے۔
ڈارون ایک دوسری مثال ہے، وہ بھی مذہبی شخص تھا، لیکن اس نے بائبل پہ سوال اٹھائے اور بائبل میں پیش کی گئی "پیدائش" کی تھیوری پہ شک کیا۔ آج اس کی تھیوری سائنس کے درجے پر ہے اور ہر آنے والا دن اس پر اثبات کی مہر لگا رہا ہے۔ (بقیہ اگلی قسط میں)

قسط نمبر 19۔ بقیہ حصہ

کونسے مذہب کا انتخاب کیا جائے

جب ہم شک کرتے ہیں، سوال کرتے ہیں ہم نئی چیزیں سیکھتے ہیں۔ اگرچہ ہم حقیقتِ کاملہ کو نہیں پاسکتے (کیونکہ یہ لامحدود ہے اور ہم محدود)، لیکن ہم اس کے نزدیک تر ہوسکتے ہیں۔ حقیقتِ کاملہ کا احاطہ ناممکن ہے، ذہن اس کا

احاطہ نہیں کر سکتا، کتاب بھی نہیں کر سکتی۔۔۔ کوئی کس طرح کہہ سکتا ہے کہ یہ چند (سو/ ہزار) صفحوں کی کتاب حقیقتِ کاملہ کا احاطہ کرتی ہے؟ چاہے وہ قرآن ہی کیوں نہ ہو۔ کیا حقیقت محدود ہے کہ وہ اس کتاب میں سما گئی؟ جب ہم کوئی نئی بات سیکھتے ہیں تو ہم اپنے پرانے نظریات کو رد نہیں کر دیتے، صرف ہمارا ان کو سمجھنے کا انداز بدل جاتا ہے۔ مثلاً ایک فرد قادرِ مطلق کے تصور کا انکار نہیں کرتا، بالکل گیلیلو کے مانند، اس نے زمین کو رد نہیں کیا بلکہ "لوگوں کے زمین کو سمجھنے کو" رد کیا تھا۔ وہ خدا کا انکار نہیں کر رہا، بلکہ لوگوں کے اس کو سمجھنے کا انکار کر رہا ہے۔ مثال کے طور پر وہ خدا کا انکار نہیں کرتا بلکہ لوگوں کے اس کو سمجھنے کا انکار کرتا ہے کہ "ایک ہستی کہیں چھپی بیٹھی ہے اور غیر تعلیم یافتہ لوگوں کے ہاتھ بے تکے اور غیر منطقی پیغام بھیجتی پھر رہی ہے اور اس کا مطالبہ ہے کہ ہماری تخلیق کا مقصد اس کی عبادت (اور پیغمبر کی بلا سوچے سمجھے پیروی) ہے اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں ابدی سزا ہماری منتظر ہے۔۔۔" کیا آپ کو اس میں کسی انسانی چالبازی کی بو نہیں آتی؟ قرآن، بائبل اور دیگر "آسمانی" کتابوں کی ناقابلِ عمل اور عقل سے متصادم تعلیمات، ان مذاہب کے بانیوں کے مشکوک اور قابلِ اعتراض طرزِ زندگی اور پھر ان کے پیروکاروں کی جاہلانہ تاویلیں بالکل اسی طرح جس طرح جان دی ریوٹر کا اپنی خوبصورت پیروکاروں سے جسمانی تعلق کی تاویل۔ جان دی ریوٹر کے ایک پیروکار نے بھی کیا تاویل دی ہے اس کے اس بے شرمی والے فعل کی، ملاحظہ کیجئے: "دوسرے پیغمبر بھی اپنے پیروکاروں کے ساتھ جنسی تعلقات استوار کرتے تھے۔ عین ممکن ہے کہ جنسی عمل ان لوگوں کے لئے کچھ اور معنیٰ رکھتا ہو جو اس عالم مادی سے ذہنی تعلق توڑ چکے ہوں۔ جب آپ حقیقت کو پا لیتے ہیں تو اس قسم کی خواہشات آپ پہ غلبہ نہیں پا سکتیں بلکہ یہ محض نپے تلے مادی وظیفے بن جاتے ہیں جن کا شہوت رانی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔۔۔ جیسے کھانا یا سونا، جو کہ محض ایک جسمانی فعل اور ضرورت ہے، کہ جس میں کوئی ہوس پنہاں نہیں۔۔۔ آپ جان دی ریوٹر کو پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس نے کم و بیش وہی کچھ کہا ہے جو دیگر انبیاء کہہ گئے ہیں۔۔۔ ہو سکتا ہے اس کے ان پیروکاروں کو ایمان کے لئے اپنی ذات سے باہر دوسری ہستی کی ضرورت ہو اور جب تک ان کو اس کی ضرورت ہو وہ ان کو خدا کی طرف سے مہیا کی جا رہی ہو تا آنکہ وہ حقیقت کو اپنے اندر تلاش کر لیں"۔

ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح اندھی عقیدت عقل کو برباد کرتی ہے۔ کارل مارکس نے خوب کہا تھا کہ "مذہب قوموں کی افیون ہے" کس طرح ایک عقیدت مند چیلا اپنے گرو کے گھناونے فعل کو عقلیا رہا ہے اور کس طرح اس کو روحانی رنگ میں پیش کر رہا ہے۔ اس کو یہ نظر نہیں آرہا کہ اس کا گرو اپنی حیوانی خواہشات کو قابو نہیں کر پا رہا اور اپنے پیروکاروں کے اعتماد (اور بیوقوفی) کا فائدہ اٹھا رہا ہے۔ لیکن اس کا یہ عقیدت منداس پہ انگلی اٹھانا تو کجا بلکہ اس کے لئے دلیل پیش کر رہا ہے (شاید خود کو مطمئن کرنے کے لیے؟)۔۔۔ کیوں؟ کیونکہ وہ اپنی عقل کو ایمان کے ہاتھ گروی رکھ چکا ہے۔ اس کے عقیدت مند دعوے کرتے ہیں کہ ڈی ریوٹر مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہے، انہوں نے اس کے چہرے کو تبدیل ہوتے دیکھا ہے، وہ ایک وقت میں ایک سے زیادہ مقامات پہ پایا جاتا ہے وہ ان کے خواب میں آتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ بالکل اسی طرح مسلمان بھی فکری تجزیہ کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو چکے ہیں۔ وہ بھی کثیر الازدواجی کی دلیلیں دیتے ہیں۔ وہ بھی کم عمر نابالغ بچیوں کے نکاح کو عین دینِ فطرت گردانتے ہیں کیونکہ یہ ان کے پیغمبر کی سنت ہے۔ دشمن کو رات کے اندھیرے میں گھات لگا کے بغیر کسی پیشگی وارننگ کے قتل کرنا اور ان کے بچوں کو غلام اور بیویوں کو جنسی تسکین کے سامان کے طور پر رکھ لینے اور انکی خرید و فروخت میں ان کو کوئی برائی نظر نہیں آتی۔ صرف عقائد کی بنیاد پر کسی کو حقارت سے دیکھنا ان کے نزدیک عین ایمان بن جاتا ہے۔ جس حقیقت سے وہ خود واقف نہیں ہوتے اس کے لئے جان تک لے لینا (یا دے دینا) ان کے لئے کارِ ثواب بن جاتا ہے۔ کیا ہمیں اپنا تجزیہ نہیں کرنا چاہئے کہ کہیں ہم بھی جان دی ریوٹر کے چیلے کی طرح برین واش کر دیئے گئے ہوں اور صحیح غلط کی تمیز سے عاری ہو گئے ہوں؟ آخر کیا وجہ ہے کہ ہمیں دوسرے مذاہب کے عقائد تو مضحکہ خیز معلوم ہوتے ہیں لیکن خود اپنے عقائد میں کوئی عجیب چیز نظر نہیں آتی۔

جس بھی مذہب کو عقل و منطق کی کسوٹی پر پرکھا جائے وہ کھوٹا نکلتا ہے۔

کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے "حقیقت" پالی ہے یا یہ کہ وہ "حقیقت" تک راہنمائی کر سکتا ہے۔ صرف احمق یا پھر چالباز لوگ ہی ایسا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ کوئی بھی مذہب حقیقت تک رسائی کا ذریعہ نہیں ہے کیونکہ حقیقت کوئی ایسی چیز ہے ہی نہیں کہ جس تک پہنچا جائے۔ میرا خیال ہے کہ اب انسان کا عقلی ارتقاء اس سطح تک پہنچ چکا ہے

کہ وہ اپنی راہنمائی کے لئے دوسروں کی طرف دیکھنا بند کر دے کیونکہ جب تک بے وقوف بننے والے موجود رہیں گے بے وقوف بنانے والے آتے رہیں گے۔ جب تک پیروکاری کا جذبہ باقی رہے گا، مکار لوگ ان کو گمراہ کرتے رہیں گے۔ جو عقیدہ بھی پیش کیا جائے اس کو پرکھیں، اس کا عقلی جائزہ لیں۔ مذہب کیوں شک کی حوصلہ شکنی کرتا ہے؟ کیونکہ مذہب گھڑنے والے جانتے ہیں کہ یہی وہ اوزار ہے جو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرتا ہے۔ جب آپ یہ فرض کر لیتے ہیں کہ ایمان شک سے بالاتر ہے تو آپ اس پہ شبہ نہیں کرتے۔ جب آپ شبہ نہیں کرتے تو آپ تلاش، تحقیق، جستجو نہیں کرتے اور جب آپ کھوج نہیں لگاتے تو آپ بھٹک جاتے ہیں۔ زندگی کا معنی تلاش کرنا ہے تو ایک مذہب سے دوسرے مذہب اور ایک راہنما سے دوسرے راہنما تک بھٹکنا بے کار ثابت ہوگا۔ اس کے بجائے انسانیت میں تلاش کیجئے، خدمت میں محبت میں۔

مرکزی خیال "کونسے مذہب کا انتخاب کیا جائے؟؟

قسط نمبر 20

اسوہ حسنہ کے چند اوجھل حقائق

بچپن میں ہمیں بتایا گیا تھا کہ پیغمبر اسلام کی ذات میں ہر مسلمان کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے اور اگر کوئی چاہتا ہے کہ جنت کا حقدار اور اللہ کا پیارا بن جائے تو اسے چاہیے کہ وہ پیغمبر اسلام کے ہر بات کی تقلید کرے ایک بچے کے طور پر میری خواہش بھی یہی تھی کہ میں مر کر جہنم کی آگ میں نہ جلو بلکہ اللہ کا قرب کسی طرح مجھے مل جائے

جب میں نے سیرت النبوی کا پہلے پہل مطالعہ شروع کیا تو میری دلچسپی کا سب سے بڑا مرکز محمد صاحب کی ذاتی زندگی رہی۔ وہ کیا کرتے تھے کیا کھاتے تھے کیا پہنتے تھے کس طرح دوسروں سے معاملات کرتے تھے اپنے عزیزوں رشتہ داروں سے ان کا حسن سلوک کیسا تھا ہمسایوں کے ساتھ کیسے رہتے تھے دوستی یاری میں ان کا معیار کیا تھا وغیرہ وغیرہ

جب میں یہ سب تفصیل سے پڑھنے بیٹھتا تو مجھے نبی کی ازدواجی زندگی کے بارہ میں جان کر بہت حیرت ہوئی مجھے پتا چلا کہ نبی اکرم مسلمانو کو تو یہ حکم دیتے تھے کہ وہ صرف چار عورتوں سے بیک وقت شادی کر سکتے ہیں اور وہ بھی ایسی صورت میں جب ان سب کے ساتھ یکساں سلوک کر سکیں لیکن خود انہوں نے درجنوں عورتوں سے شادی کی اور روایات کے اختلاف کے باوجود اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ ان کی ایک وقت میں سات سے گیارہ بیویاں تھیں میری حیرت کی بنیاد یہ تھی کہ نبی اکرم ہمارے لیے بہترین نمونہ ہیں تو اسے مکمل طور پر قرآن کی ہدایات سے ہم آہنگ ہونا چاہیے تھا لیکن ایسا نہیں تھا اس سوال کا جواب مجھے کئی برسوں بعد جاکر ملا لیکن میں نے جن پڑھے لکھے اور علم والے لوگوں سے اس پر بات کی ان میں سے کوئی بھی مجھے قائل نہ کر سکا کسی نے تو مجھے شدید عذاب کی نوید بھی سنائی کہ ایک ایمان والے کے لئے اس قسم کے خیالات کا دل میں پیدا ہونا بھی جہنم کا پروانہ ہوتا ہے

مجھے اپنی جستجو کے دوران نبی اسلام اور ان کی بیویوں کے بارے میں بہت کچھ جاننے کو ملا اور اس کا ذریعہ کوئی اور نہیں بلکہ صرف قرآن اور احادیث تھے مجھے پتہ چلا کے نبی کی پہلی بیوی خدیجہ ان سے عمر میں بڑی تھی اور ان کی زندگی میں نبی نے دوسری شادی نہیں کی لیکن خدیجہ کے مرنے کے بعد گویا بیویاں کی قطار لگ گئی

میرے لیے یہ بات بڑے تعجب کا باعث تھی کہ نبی کے پیروکار جب کسی قافلے یا کسی بستی پر حملہ کرتے تو مردوں کو قتل کر کے ان کی عورتوں کو غلام بنالیتے تھے اور پھر ان سے تاوان لے کر انہیں چھوڑ دیتے یا اپنی بیوی یا باندیاں بنالیتے ایسا ہی ایک واقعہ مجھے بنی مصطلق کی جویریہ کے بارہ میں پڑھنے کو ملا جس نے ایک طرح سے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ بتاتے ہیں کہ یہ خاتون بنی مصطلق کے کسی بڑے سردار کی بیوی اور بڑے مرتبے کی حامل تھی جب مسلمانوں نے ان کے مردوں کو مار کر عورتوں کو غلام بنالیا یا تو ان سے آزادی کے بدلے میں تاوان مانگا جویریہ نے عرض کیا کہ اے نبی میرے پاس تو تاوان کی رقم نہیں جس پر نبی نے فوراً کہا کہ تم اگر مجھ سے شادی کر لو تو میں تمہارے تاوان کی رقم ادا کروں گا اور یوں ان کے حرم میں داخل ہو گئی۔۔۔ صلو علی الحبیب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس قسم کا واقعہ خیبر کی جنگ کے بعد کا بھی ہے جس میں صفیہ نامی ایک خاتون کے شوہر اور خاندان کے دیگر مردوں کو قتل کر دیا گیا کلبی نامی ایک شخص نبی کے پاس آیا اور نبی سے دو کنیزوں کی فرمائش کی نبی نے اسے دو عورتیں دیے

جانے کا حکم دیا لیکن کچھ دیر بعد کسی نے نبی کو آکر بتایا کہ جو عورتیں کلبی کو دی گئی ان میں سے صفیہ ایک غیر معمولی عورت ہے سو نبی نے کلبی کو بلا کر کہا کہ تم صفیہ کی جگہ کوئی اور عورت لے لو پھر نبی نے صفیہ سے شادی رچالی۔

۔۔۔۔اس واقعہ کی تفصیلات سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ نبی نے قرآن میں بیان کردہ عدت کی بھی پروا نہیں کی کہ اگر کسی عورت کا خاوند مر جائے تو چار مہینے دس دن بعد دوسری شادی کی جاتی ہے اور اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور نبی نے اسی رات حجلہ عروسی سجوآیا اور اس رات میں خاتون سے ازدواجی تعلق قائم کر لیا۔

میرے لئے اس واقعہ کا ایک اور ہوش رُبا پہلو یہ بھی تھا کہ جس شخص نے اس کے بھائیوں باپ اور شوہر کو قتل کروا دیا وہ اسی رات اس سے محبت جتوانے میں مشغول ہو گیا اس پر کیا گزری ہو گی۔

کبھی آپ میں سے کسی کا کوئی عزیز موت کے ہاتھوں میں آیا ہو۔تو آپ کے لئے اس کا اندازہ کرنا مشکل نہ ہو گا یاد رہے کہ جس ذات شریف کی یہاں بات ہو رہی ہے ان کا ایک لقب """"رحمۃ اللعالمین"""" بھی ہے

اس طرح کے بے شمار قصے احادیث اور سیرت کی کتابیں بھری پڑی ہے آپ اگر مزید جاننا چاہتے تو یہ کتابیں پڑھ لیں ابھی ایک اور المومنین جن کا ذکر پیغمبر اسلام کی زندگی کے بارے میں بہت اہم ہے

وہ ہے عائشہ بی بی۔عائشہ ابو بکر صاحب کی صاحبزادی تھیں جب نبی اسلام سے ان کا نکاح ہوا تو ان کی عمر 6 سال اور نبی کی عمر اکیاون سال تھی جب ان کی رخصتی ہوئی تو ان کی عمر 9 سال اور پیغمبر اسلام کی عمر 54 سال ہو چکی تھی یقینا آپ کے ارد گرد نو سال کی کوئی ایسی بچی موجود ہو گی آپ کی بہن بیٹی بھتیجی بھانجی رشتہ دار یار آپ اس سے بات کر کے تو دیکھیں آپ کو کس قدر ننھی سی اور معصوم لگے گی۔۔۔

اور یہ میں آپ کو اس زمانے میں کہہ رہا ہوں جب آپ نے ہر کسی کو یہ کہتے سنا ہو گا کہ آج کل کے بچے بہت جلدی جوان ہو جاتے ہیں۔

اگر آپ 30 سال یا چالیس سال پیچھے چلے جائیں تو بہت سارے لوگوں سے سنا ہو گا کہ وہ بچپن میں گڑیوں سے کھیلتے تھے اور ان کو ایسی کسی چیزوں کا بھی پتا نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔۔

ذرا سوچئے اگر 30 یا 40 سال پہلے کے بچوں کی معصومیت کا یہ عالم تھا تو چودہ سو سال پہلے نو سال کے بچے کیسے ہوتے ہوں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ ننھی سی معصوم بچی نبی کی بیوی بنیں اور تاریخ یہ بتاتی ہے کہ سب سے چہیتی بیوی بنی جب نبی کی وفات ہوئی تو اس کی عمر محض 18 سال تھی۔ لیکن چونکہ وہ ام المومنین تھی اس لیے انہیں دوبارہ شادی کی اجازت بھی نہ تھی ایک طرف تو اسلام دعوی کرتا ہے کہ اسے عورتوں کے نفسانی جذبات کا احساس ہے اسی لیے بیواوں کی شادیاں ضروری ہیں۔ لیکن نبی کی ملکیتی فطرت یہ کیوں کر گوارا کرتی کہ ان کی بیویاں ان کے بعد کسی اور سے جنسی تعلق قائم کریں چنانچہ عائشہ کو باقی زندگی بغیر مرد کے گزارنا پڑی کسی نن (راہبہ) سے پوچھ کر دیکھیے گا کہ اس کو زندگی گزارنے میں کس کس طرح کی مشکلات پیش آتی ہیں

ایک بہت مشہور قصہ زینب بنت جحش کا بھی ہے جو نبی کی کزن تھی احادیث کے مطابق ان کی شادی نبی کے گود لیے بیٹے زید سے ہوئی تھی ایک روز نبی زید کے گھر گئے تو زینب کو بے پردگی کی حالت میں دیکھ لیا اور بہت متاثر ہوئے مزید تفصیل کے لیے احادیث اور تاریخ کی کتابوں سے آپ مدد لے سکتے ہیں۔۔۔

قصہ مختصر یہ کہ نبی نے اپنے بیٹے سے طلاق دلوا کر زینب سے بیاہ رچالیا اس معاملے میں اور تو کچھ ہوا سو ہوا ایک بات بہت عجیب ہوئی وہ یہ کہ اسلام میں گود لیے جانے کا تصور ختم کر دیا گیا جو اس سے پہلے عرب کی ایک پرانی روایت تھی جس کے تحت گود لیا گیا بچہ آپ کا حقیقی بچہ تصور کیا جاتا تھا

بہر حال ہم اپنے سوال کی طرف واپس آتے ہیں اگر نبی اسلام کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے تو یہ اصول ان کی شادیوں پر کیوں لاگو نہیں ہوتا کیا وجہ ہے کہ کروڑوں مسلمان جو نبی کے قدموں کی خاک ہو جانے کو اپنی زندگی بھر کی آرزو قرار دیتے ہیں ان کے لیے کردار و عمل کا بہترین نمونہ یعنی پیغمبر اسلام خود اپنے ہی مذہب کے کچھ اصولوں کو روندتا رہا اور کبھی کسی مسلمان نے اس بارے میں سوچا تک نہیں؟؟؟

اس کا جواب مجھے یوں ملا کہ مجھے ایک دوست کے ہمراہ ایک (پہنچے ہوئے) بزرگ کی محفل میں جانے کا اتفاق ہوا محفل میں درجنوں لوگ موجود تھے جنہیں وہ صاحب درس دے رہے تھے کچھ دیر میں جب نماز کا وقت ہوا تو سب

مرید ہیں ایک الگ کمرے میں نماز پڑھنے چلے گئے جبکہ وہ پہنچے ہوئے بزرگ اپنی مسہری پر نیم دراز ہو گئے اور خراٹے لینے لگے محفل سے نکلنے کے بعد میں نے اس دوست سے پوچھا کہ تمہارے پیر صاحب نے نماز کیوں نہ پڑھی تو فرمانے لگے وہ خدا کے نیک بندے ہیں ان کی نمازیں فرشتے ادا کرتے ہیں اور فرشتوں میں باقاعدہ مقابلہ ہوتا ہے کہ آج اس بزرگ کی جگہ نماز کونسا فرشتہ پڑھے گا اس کی اس عجیب منطق پر میں ہنسا تو بہت ان کا مذاق بھی اڑایا لیکن انکی اس حماقت نے مجھے یہ سبق سکھا دیا کہ جب آپ کی آنکھوں پر عقیدت کی پٹی بندھی ہو تو آپ اپنی محبوب شخصیت کا بڑے سے بڑا عیب دیکھنے سے بھی قاصر رہتے ہیں اس لیے اس عقیدت کی شدت کو اندھی عقیدت کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے نبی اسلام کی زندگی کے اس پہلو پر سوچنے کی ضرورت کچھ مسلمانوں کو تو ہوش ہی نہیں کہ انہیں نبی کی کہانی میں یہ بڑے بڑے جھول سرے سے ہی دکھائی نہیں دیتے اور کچھ بیچارے مسلمان تو اپنا عقیدہ کھو دینے کی دہشت میں مبتلا رہتے ہیں کہ نبی کی ذات یا مذہب کے بارہ میں ہلکا سا شک بھی انہیں کفر کی کھائی میں گرا دے گا اور وہ نہ صرف اپنے بال بچوں اور خاندان سے محروم ہو جائیں گے بلکہ ہو سکتا ہے انہیں اس کی قیمت اپنی زندگی دے کر چکانی پڑے۔۔۔۔۔ ذرا سوچیئے۔

۔صرف ایک بار زندگی میں اپنے مذہب کو تنقیدی نگاہ سے بھی پرکھ کر دیکھئیے۔۔ شکریہ

قسط نمبر 21

دیومالائی قصے اور طلسماتی کہانیاں

پینس کرسٹین اینڈرسن کی مشہور کہانی (ایمپیرز نیو کلوذز) یا بادشاہ کا نیا لباس آپ نے پڑھ رکھی ہوگی۔۔ جس میں دو فریب کار جولاہے بادشاہ کو اس بات پر قائل کر لیتے ہیں۔۔۔۔ کہ وہ ایک بے وزن کپڑا تیار کر سکتے ہیں اور ساتھ ہی یہ شرط بھی لگا دیتے ہیں کہ یہ کپڑا صرف عقلمندوں کو دکھائی دے گا بادشاہ کے درباری جائزہ لینے جاتے ہیں اور انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا تو وہ خود کو بے وقوف سمجھتے ہوئے نہ دیکھتے ہوئے بھی کپڑے کی تعریفیں شروع کر دیتے ہیں

لباس تیار ہو کر جب بادشاہ کو پہنایا جاتا ہے تو صاف ظاہر ہے وہ ننگا ہوتا ہے لیکن بادشاہ بھی یہی سمجھتا ہے کہ شاید میں ہی بے وقوف ہوں جسے یہ لباس نظر نہیں آرہا یا دکھائی نہیں دے رہا۔

بہر حال بادشاہ جب نیا لباس پہنے شہر کی سیر کو نکلتا ہے تو لوگ بھی خود کو احمق جان کر نادیدہ لباس تعریفیں شروع کر دیتے ہیں۔ آخر ایک ننھا سا بچہ بادشاہ کی طرف انگلی اٹھا کر اس کے برہنہ ہونے کا پول کھول دیتا ہے کہ بادشاہ تو ننگا ہے۔

مجھے جب جب پہلے پہل اسلام کی تعلیمات کو سمجھنے میں دشواری ہوئی اور ذہن میں رنگ برنگے سوالات پیدا ہونے شروع ہو گئے تو میں نے ایک عالم دین سے رجوع کیا۔ جنہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ قرآن سے ہدایت وہی پا سکتا ہے ہے جو فہم رکھتا ہے تم دل میں شکوک لے کر قرآن پڑھو گے تو تم اس روشنی سے محروم ہو جاؤ گے شرط یہ ہے کہ پہلے اس پر مکمل طور پر ایمان لاؤ اور خود کو ایک نیک اور متقی شخص بنو پھر تمہیں اس کی حکمت دکھائی دے گی۔۔۔ مولانا صاحب کی اس تاکید نے مجھے ایک عجیب سے مخمصے میں ڈال دیا میں تو قرآن پڑھ ہی اس خیال سے رہا تھا کہ اس کی روشنی سے فیض حاصل کر سکوں۔ لیکن معلوم ہوا کہ میں بھی ایمپیرز نیو کلوذز کی طرح احمق قرار پا گیا ہوں۔۔۔ مجھے لگا کے میرے ارد گرد بہت سارے سیانے لوگ موجود ہیں جن کو میں عقلمند سمجھتا ہوں شاید اسی خوف سے قرآن کی سچائی اور حقانیت کی قسمیں کھاتے پھرتے ہیں۔ کہ کہیں ان کو بھی گنہگار یا کم فہم نہ سمجھا جائے۔ گویا قرآن نے بھی میری رہنمائی نہ کی یہ مجھے بہت بعد میں پتہ چلا کہ قرآن کے تضادات اور زبان و بیان کی غلطیوں پر بھی لوگ تحریرات کی تحریرات لکھ چکے ہیں یہ تحریری صاف ظاہر ہے پاکستان جیسے ملک میں تو دستیاب نہ ہو سکتی تھی سو میری زندگی کے کئی سال اس عالم میں گزرے کہ میں خود کو کم عقل اور کم فہم قرار دیتا رہا قرآن کی حقانیت کر شک کرنے کی جرات نہ کی لیکن چند برس کے بعد قرآن و حدیث کے لگاتار مطالعے نے یہ گتھی آخر سلجھا ہی دی۔ جب میں کسی مسلمان کو پورے خشوع و خضوع سے قرآن پڑھتے دیکھتا ہوں تو یقین جانیے مجھے ترس آنے لگتا ہے کاش تم جس عبارت کو اس قدر عقیدت سے تلاوت کیے جا رہے ہو اس کا مفہوم بھی سمجھ پاؤ کوئی شخص نہایت عمدہ قرات کے ساتھ ایسی آیت کی تلاوت کر رہا ہو۔۔

جس میں اللہ تعالیٰ حوروں کے جسموں کی تعریف میں زمین و آسمان ایک کر رہا ہو یا کسی ایسی آیت جس میں اللہ اپنے چاہنے والوں کو حکم دے رہا ہو کہ غیر مسلم جہاں کہیں ملے اس کو وہی غرق کر دو اور ان کے پور پور کو توڑ دو۔ پھر افسوس بھی ہوتا ہے اور حیرت بھی کہ عقیدہ انسان کو کس پستی تک لے جا سکتا ہے بات قرآن کی ہو رہی تھی تو وہ باتیں جو مجھے قرآن و حدیث میں ملی اور جنہیں پڑھ کر میرا یہ احساس قوی ہوتا گیا۔ کہ یہ کسی خدا کا کلام نہیں ایک سیاسی لیڈر کی طاقت اور اقتدار کے حصول کے لیے گھڑے ہوئے جملے ہیں۔ وہیں ایسی آیات سے بھی تعارف ہوا جو پیغمبر اسلام کی ذاتی سہولت کے لیے حضرت جبرائیل صاحب فوراً لے کر حاضر ہو جایا کرتے تھے اور اندھے مقلد بنا سوچ سمجھے عقیدت سے بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔

ایسا واقعہ حضرت عائشہ کا گلوبند کھو جانے کا ہے حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کا قافلہ کہیں جا رہا تھا کہ صحرا میں کچھ دیر کو رکا حضرت عائشہ رفع حاجت کے لئے باہر گئی تو اپنا ہار کھو آئیں۔۔ خیمے میں واپس آکر جب ہار کی گمشدگی کا پتا چلا تو وہ ضد کر لی۔۔ کہ ہار تلاش کیے بغیر قافلہ آگے نہ جائے۔۔ نبی جو عائشہ سے خصوصی محبت رکھتے تھے مجھے مومنین سے ہار تلاش کرنے کو کہا تلاش جاری تھی کہ رات ہو گئی قافلے والے بے چین ہو گئے اور انہیں آگے بڑھنا تھا ہار کی تلاش کی وجہ سے وہ صحرا کے بیچوں بیچ پھنس گئے۔ عائشہ بی بی کے والد اپنی بیٹی کو سمجھانے خیمے میں گئے تو دیکھا کہ پیغمبر اسلام عائشہ کی ران پر سر دھرے سو رہے ہیں۔۔ باپ نے بیٹی کو ڈانٹا کہ تمہاری ضد کی وجہ سے ہم بیچ صحرا کے رک گئے ہیں۔ چند ہی لمحوں میں فجر کا وقت ہو جائے گا اور یہاں دور دور تک پانی کا نام و نشان نہیں لوگ وضو کیسے کریں گے احادیث ہم کو یہ بتلاتی ہیں کہ نبی اسلام آوازیں سن کر نیند سے بیدار ہو گئے اور اس کیفیت میں چلے گئے جو وحی نازل ہوتے وقت ان پر طاری ہوتی تھی اور چند لمحوں بعد وہ آیت بیان فرما دی جس میں کہا گیا تھا کہ اے ایمان والو اگر تم سفر میں ہو یا بیمار ہو وضو کی ضرورت ہو اور پانی میسر نہ ہو تو صاف مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔

لو جی مسئلہ حل ہو گیا یعنی اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جسے رہتی دنیا تک کے لئے سرچشمہ ہدایت بننا تھا اس کی آیات اس طرح کے مواقع پر نبی اسلام کی ضرورت اور خواہش کے عین مطابق نازل ہو جاتیں۔۔۔ اللہ بھی خوش رسول بھی خوش اور مومنین اور مومنات بھی خوش۔۔۔ اور پھر آیات کے اس طرح نزول کی بہت سی مثالیں قرآن میں

موجود ہیں اور احادیث میں ان کی شان نزول کسی کی بھی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں اور حدیثوں اور قرآن میں ایسی باتوں کی پہچان کے لیے متقی اور پرہیز گار ہونے کی شرط بھی نہیں صرف عقل استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

ایسی ہی روشن مثال ہمیں سورت بقرہ میں ملتی ہے جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ مسلمانوں نے (غالبا محرم) کسی مقدس مہینے میں جس میں جنگ وجدل عرب رواج کے مطابق منع ہوا کرتا تھا قریش کے ایک قافلے پر حملہ کر کے قتل وغارت اور لوٹ مار کی تو مومنین نے اس پر سوال اٹھایا کہ اس مہینے میں ایسا کرنا حرام نہیں تو دیکھئے جو حضرت جبرائیل نے کس طرح فورن نبی کی مشکل آسان کر دی اے پیغمبر لوگ تم سے عزت والے مہینوں میں لڑائی کرنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ ان میں لڑنا اتنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس سے کفر کرنا اور مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ میں جانے سے بند کرنا اور اہل مسجد کو اس میں سے نکال دینا جو یہ کفار کرتے ہیں اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ گناہ ہے اور فتنہ انگیزی خونریزی سے بھی بڑھ کر ہے اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر مقدور رکھیں تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں۔ اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر کافر ہو جائے گا اور کافر ہی مرے گا تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہو جائیں گے۔۔ اور یہی لوگ دوزخ میں جانے والے ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے (بقرہ 217)۔

اس طرح کی بے شمار مثالیں قرآن میں موجود ہیں حضرت عائشہ کے فراق میں مبتلا پیغمبر اسلام کے لیے صلح کا بہانہ گھڑنا ہو تو خدا کی گواہی حاضر۔۔۔ اپنے سابقہ بہو کو اپنے لئے حلال قرار دینا ہو تو جبرائیل مطلوبہ آیت سمیت دست بستہ حاضر۔ اپنی بیویوں کی خواہش کے خلاف لونڈیوں سے ہمبستری کا جواز ڈھونڈنا ہو تو قرآن کی آیت تیار۔ لوگوں کو اپنے گھر سے دور رکھنا مقصود ہو کہ چند گھڑیاں پیار اور محبت کی نئ نویلی دلہن کے ساتھ گزاری جائیں تو سورہ احزاب مدد کو آن پہنچے۔ اگر آپ اگلی بار کسی عالم سے ملیں تو ان سے اس کی وضاحت ضرور پوچھئے گا اگر وہ آپ کو قائل نہ کر سکے تو کہہ دیں گے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے جو شے یا شخص تمہیں شک میں ڈالے اسے فورا چھوڑ دو اگر تم اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو۔۔ میرے بھائی یہ اکیسویں صدی ھے۔۔ صرف مان کر نہیں بلکہ جان کر جیو۔ (جاری ہے)

قسط نمبر 22 ●

کیا علی باب علم تھے؟

میرے وہ دوست جو پچھلے کچھ ہفتوں سے میں نے مذہب کیوں چھوڑا کی اقساط پڑھتے آرہے ہیں۔اس بات سے بخوبی واقف ہیں کے ان مضامین کو فیس بک پر پوسٹ کرنے کے نتیجے میں مجھے اپنے مسلمان دوستوں کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا رہتا ہے یہ مخالفت عام طور پر گالی گلوچ تشدد کی دھمکیوں اور کچھ صورتوں میں پرائیویٹ میسیجز کی صورت میں بداخلاقی اور بدکلامی کی شکل بھی اختیار کرتی ہے. کچھ دن پہلے ایک مسلمان دوست نے میرے نوٹس پر بڑے مہذب انداز میں تبصرے کرنے شروع کر دیے جو عموما مسلمان دوست نہیں کیا کرتے پہلے انہوں نے ایک پرائیویٹ میسج بھیجا کہ میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں مجھے ایسے درجنوں میسج روزانہ ملتے ہیں۔۔۔پوری طرح پھنسے ہوئے مسلمان دوست اپنی بے چارگی کا رونا روتے ہیں کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی مسلمان ہونے کا ڈھونگ کرنے پر مجبور ہیں سو میں نے حامی بھر لی اور کہا جو پوچھنا چاہیں پوچھیں میں حاضر ہوں ان صاحب نے بتایا کہ وہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے خیال میں مجھے اسلام ترک کرنے سے پہلے فقہ جعفریہ کا مطالعہ بھی کرنا چاہیے تھا۔

میں نے عرض کیا کہ میں شیعہ مذہب بھی پڑھ چکا ہوں لیکن وہ پھر بھی امید پر رہے کہ وہ مجھے قائل کرسکتے ہیں انہوں نے کامنٹس میں مجھے بار بار مجھ سے بحث کی اور میرے ہم خیال دوستوں سے بھی...

وہ مجھے خدا کے وجود پر قائل کرنے کی کوشش کر رہے تھے انہوں نے تمام مذہبی لوگوں کی طرح بار بار دائروں میں گھومتی باتیں کر کے میں قائل کرنے کی کوشش کی انہیں بار بار کہا کہ بات دلیل سے کریں لیکن وہ اپنے طریقے پر قائم رہے اور ایک وقت ایسا آگیا۔ کہ میرے دوست جو مجھے اس قسم کے بیکار بحث سے پرہیز کا مشورہ دیتے رہتے ہیں خفا ہوگئے یے اور یہ صاحب بھی تلخ دانی پر آگئے۔ آج یہ ہوا کہ ان صاحب کا میسج آیا کہ میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں میں نے کہا نوٹس کے کمنٹس میں اپنا سوال لکھ دیں۔

لیکن انہوں نے ایک سوال پرسنل میسج میں لکھ بھیجا تو مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد آ گیا سوچا اگلے موڑ کا موضوع اسی کو بنا لیا جائے یہ سوال میری جستجو کے دوران بھی مجھے پیش آ چکا ہے آج پھر سامنے ہے تو وہ فرماتے ہیں حضرت علی علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ کون سے جانور بچے دیتے ہیں اور کون سے جانور انڈے دیتے ہیں تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جن کے کان باہر ہوتے ہیں وہ بچے دیتے ہیں اور جن کے کار اندر ہوتے ہیں۔ وہ انڈے دیتے ہیں مجھے بتائیں کہ آپ لوگ سائنس کی بات کرتے ہیں اس وقت تو سائنس نہیں تھی تو حضرت علی علیہ السلام کو کیسے پتہ چلا آج تک یہی بات ہے اور یہی سچ ہے سائنس آپ کی اس بات کو مانتی ہے جو حضرت علی علیہ السلام نے چودہ سو سال پہلے کہہ تھی تو یہ ان کو کیوں کیسے پتہ چلا حضرت علی علیہ السلام وہ عظیم ہستی ہے جس کو اللہ نے بتایا جواب ضرور دیجیے گا آئیں بائیں شائیں مت ماریئے گا۔ شاید میں اس وقت دوسری یا تیسری جماعت میں پڑھتا تھا جب میں نے اسلامیات کی کتاب میں پڑھا کے پیغمبر اسلام نے خود کو علم کا شہر اور علی کو دروازہ قرار دیا ہے۔ ایک چھوٹے سے بچے کے لیے اس طرح کے استعارے سمجھنا خاصا دشوار ہوتا ہے اس لیے میں نے گھر پہنچ کر پہلے امی سے دریافت کیا کہ علم کے شہر کا دروازہ ہونے کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے استعاروں کی باریکیاں میں پڑے بغیر مجھے سادہ الفاظ میں سمجھانے کی کوشش کی انہوں نے مجھے یہی کہا کے حضرت علی دنیا کے سب سے بڑے عالم گزرے ہیں انھوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کو دنیا کے تمام علوم سے مالا مال کر دیا تھا اب ان جیسا کوئی صاحب علم پیدا نہیں ہو گا. میں نے اپنی والدہ کی یہ بات اپنے پلے باندھ لی اور حضرت علی کو ایک بہت بڑا عالم تصور کر لیا اور اسی اعتقاد کے ساتھ جوان ہوا جب میں ٹین ایجر تھا تو مجھے شوق پیدا ہوا کہ میں گھر میں ایک فش ٹینک بناوں تو میں نے فش ٹینک بنوایا اور اس کے لیے خصوصی طور پر اسلام آباد جا کر رنگ برنگی مچھلیاں خرید کر لایا ایک دو روز بعد سکول سے واپسی پر میں خوشی خوشی اپنے مچھلیوں کو دیکھنے بیٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جس ٹینک میں میں نے دو دن پہلے آٹھ مچھلیاں رکھی تھی وہاں کوئی دس پندرہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی موجود ہیں یا خدا یہ بچے کہاں سے آ گئے سوچا کہ جا کر پتہ کروں کہ مچھلیوں کے انڈے کتنے دن سینتے جاتے ہیں۔۔۔

بس پھر کیا ہوا اگلی بس سے اسلام آباد جا پہنچا کے تجسس کے مارے برا حال تھا جب معلومات لے کر ان سے باہر نکلا تو سر میں گویا سیٹیاں سی بج رہی تھی پتہ چلا کے جو مچھلیاں میں لے کر گیا تھا وہ انڈے نہیں بچے دیتی ہیں یا خدا یہ کیسے ہو سکتا ہے مچھلیوں کے کان تو باہر نہیں ہوتے میری والدہ نے بڑی محنت سے حضرت علی کی علمیت کا بت جو میرے دل میں کھڑا کیا تھا اوندھے منہ گر گیا۔ اس وقت تک میں مذہب کے ابتدائی مراحل میں تھا میں اپنی جستجو کے بالکل ابتدائی مراحل میں۔۔ کبھی کچھ سوچتا تھا اور کبھی کچھ۔۔۔۔ اور بعد میں جب تحقیق اور جستجو کی ایسی ایسی حیران کن باتیں سننے میں آئی کہ حیرت کا ٹھکانہ نہ رہا۔۔ مثلا یہ کہ ایسے جاندار بھی ہیں جو انڈے بھی دے سکتے ہیں بچے بھی مثلا کئی جانور ایسے ہوتے ہیں جو مادہ بھی ہوتے ہیں اور بیک وقت نر بھی۔۔۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنی جنس بھی بدل سکتے ہیں حضرت علی کے بارہ میں اس تاثر کو مسلمان ایمان کی طرح عزیز رکھتے ہیں لیکن کبھی یہ گستاخی کرنے کا سوچتے بھی نہیں کہ جا کر پتہ ہی کر لیں یہ تو ایک ایسی بات ہے جو اتفاق سے مجھے پتہ چل گئی لیکن اگر ایسا نہ بھی ہوا ہوتا تو میں اس ضرور اس کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ایسی باتیں باب علم کو معلوم ہوتیں تو وہ ضرور بتاتے۔

مجھے افسوس ہے کہ آپ کے دینی عقائد کو ٹھیس پہنچا رہا ہوں لیکن کیا کروں یہ سچ ہے حضرت علی کا یہ دعوی جو آپ کے بقول اللہ کے وجود کا ثبوت ہے بالکل غلط ہے۔۔ حضرت علی کے بارے میں پیغمبر اسلام کا یہ فرمان کے میں علم کا شہر اور علی اس کا دروازہ ہے بالکل اسی طرح بوگس ہے جیسے ان کے دیگر دعوے تھے بات حضرت علی کی ہو رہی تھی تو جاتے جاتے ان کا ایک اور فرمان آپ کی خدمت میں پیش کرتا چلوں۔

یہ فرمان پڑھ کر میرا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور میں سوچتا تھا کہ اگر میں اس زمانے میں ہوتا تو شاید اسلام آنے کے بعد زیادہ دن زندہ رہتا حضرت علی اپنی کتاب نہج البلاغہ میں جو اہل تشیع کے نزدیک قرآن جیسا مقام رکھتی ہے فرماتے ہیں اگر کوئی عورت تمھیں مشورہ دے تو وہ چاہے جتنا بھی اچھا ہو اسے ہرگز نہ مانو کیونکہ اگر تم نے آج اس کا اچھا مشورہ مان لیا تو کل وہ برا مشورہ دے کر اصرار کرے گی کہ اب بھی اسے مانو۔۔ عورتوں کے بارے میں ایسے توہین آمیز خیالات نبیوں اور ان کے عزیزوں کو مبارک ہوں میں ایسے عقیدے سے دور ہی رہنا مناسب خیال کرتا ہوں۔ بالکل اسی طرح جس طرح پیغمبر اسلام نے سورہ لہب لکھواتے وقت اپنی چچی ام جمیل اور اپنے چچے ابو

لہب (جس کا اصل نام عبد العزیٰ تھا) کے خلاف ایسے توہین آمیز الفاظ کہے جو رہتی دنیا تک عالم اسلام کے لئے حرف آخر ہیں۔ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ کیا گالیوں کے حروف بھی دس نیکیوں کا باعث بن سکتے ہیں۔

پیارے دوستو اور مذہبی جنونیت میں لت پت معصوم مسلمان بہن بھائیو۔۔

ذرا سوچئے کیونکہ سوچنا جرم نہیں۔

قسط نمبر 23

راجپال اور علم دین کی کہانی

اس نوٹ کو کچھ روانی سے لکھنا آپ میری بڑبڑاہٹ مت سمجھ کر پڑھیے گا۔ اس تحریر میں کوئی ربط تلاش کرنے یا کوئی معنی نکالنے کی کوشش بیکار ہو گی۔

مجھے ٹھیک سے یاد تو نہیں لیکن میری عمر دس بارہ برس کے قریب عمر ہی ہو گی جب مجھے پہلی بار پتہ چلا کہ اگر کوئی مسلمان اپنا مذہب چھوڑ دے تو اسے قتل کر دیئے جانے کا حکم ہے میرے لیے یہ خیال ہی حیرت کا باعث تھا۔ کہ کوئی مسلمان اپنا مذہب ترک بھی کر سکتا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص واحد خدا اور اس کے سچے دین کو چھوڑ جائے اور شیطان کی شیطانی پر یقین کر لے۔ میری حیرت اپنی جگہ موجود تھی۔ لیکن پھر بھی ذہن اس بات کو قبول کرنے کو تیار نہ ہوتا تھا کہ کبھی کوئی اسلام کو ترک بھی کر سکتا ہے جس جگہ میری پیدائش ہوئی اور جہاں میں نے اپنی زندگی کا ابتدائی حصہ گزارا وہاں کسی غیر مسلم کا گزر تک نہ تھا بلکہ مجھے یاد ہے میں نے شاید یورپ آنے پر پہلی بار کوئی سکھ یا ہندو دیکھا تھا یہودی تو ایک دور کی بات تھی۔

ایسے میں یہ خیال کہ کوئی اسلام چھوڑ بھی سکتا ہے میرے لئے ہضم کرنا مشکل تھا سو اس سزا کی شدت نے مجھے اس وقت کچھ زیادہ پریشان نہ کیا گویا میرے لیے کسی ایسے آدمی کا سر قلم کر دینا جو مذہب چھوڑ دے۔ یا تبدیل کر لے۔ اس وقت قابل قبول بات تھی۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے جب پہلی بار مجھے رنگیلا رسول (کتاب) راجپال اور علم دین کی کہانی سننے کو ملی تو مجھے نہ تو اب میں کوئی دلچسپی محسوس ہوئی نہ راجپال کے مرنے پر کسی قسم کا افسوس ہوا لیکن علم دین کی خوش قسمتی پر رشک کا جذبہ مجھے اب بھی یاد ہے کہتے ہیں کہ کسی شخص نے پیغمبر اسلام کی جنسی زندگی کے واقعات پر مبنی ایک کتاب رنگیلا رسول کے نام سے لکھی جسے لاہور کے ایک پبلشر راجپال نے شائع کیا مسلمانوں نے اس کتاب کی اشاعت پر بہت واویلا کیا اور معاملہ عدالت تک جا پہنچا راجپال نے عدالت کے سامنے مصنف کی شناخت ظاہر کرنے سے معذرت کر دی۔ لیکن دفاع میں یہ کہا کہ اس کتاب میں لکھے گئے تمام واقعات خود مسلمانوں کی لکھی ہوئی تاریخ اسلام سے نقل کئے گئے ہیں مصنف نے اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں لکھا جج نے اس دفاع کو قبول کرتے ہوئے راجپال کو بری کر دیا۔ لیکن ایک نیم خواندہ نوجوان علم دین نے جب اس بارے میں سنا تو برصغیر کے عام مسلمانوں کی طرح اس کا خون کھول اٹھا اور اس نے راجپال کی دکان پر جا کر اسے چاقو کے وار سے قتل کر دیا علم دین کو بعد میں پھانسی کی سزا سنائی گئی جس پر اس نے اپیل کی اور بانی پاکستان محمد علی جناح اس کے وکیل صفائی کے طور پر 20 ہزار چار ہزار روپیہ (شائد پچیس ہزار) سکہ رائج الوقت وصول کر کے پیش ہوئے جناح صاحب نے اس کی صفائی میں عدالت کو بتایا کہ اس نے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچنے پر طیش میں آکر ایسا کر دیا لہذا اس کے جرم کو اشتعال میں آکر جرم کا درجہ دیتے ہوئے اس کی سزائے موت کو عمر قید میں بدل دیا جائے

عدالت نے یہ موقف تسلیم نہ کیا اور علم دین کو بالآخر پھانسی دیدی گئی جس زمانے میں میں نے علم دین کی کہانی پڑی تو مجھے بھی اس کی قسمت پر بہت رشک آیا کہ اس نوجوان کو خدا نے ایک ایسا موقع فراہم کیا کہ وہ اللہ کے نبی کے گستاخ کو ٹھکانے لگا کر فوری جنت کا حقدار ہو گیا میری یہ کیفیت یقیناً اس تربیت کا نتیجہ تھی جو بچپن میں مجھے دی گئی تھی لیکن بعد میں جب سوچنے سمجھنے کے قابل ہوا تو احساس ہوا کہ کسی کو اس کے خیالات کی بنیاد پر قتل کر دینا ایک غیر انسانی کام ہے۔ اگر کسی نے اللہ یا اللہ کے رسول کی شان میں گستاخی کی ہے تو اللہ خود بھی اس سے سزا دے سکتا ہے ایسا کیوں ہے کہ اسلامی تاریخ میں کسی بھی گستاخی پر کافر کو اللہ نے سزا نہیں دی بلکہ ہمیشہ کسی جنونی مسلمان کے ہاتھوں اسے قتل کروایا۔ جو خدا انسان میں روح پھونکتا اور اسے زندگی دیتا ہے وہ اپنے گستاخوں اور اپنے محبوب کے

دشمنوں کی زندگی ختم کیوں نہیں کر سکتا۔۔۔ کیا وجہ ہے کہ اللہ کو آج تک ایسے معاملے میں اپنے بندوں کے تعاون کی ضرورت ہی پیش آتی ہے ؟؟؟ جب میں سکول میں پڑھتا تھا تو میرا خیال تھا کہ پیغمبر اسلام سے بہتر انسان دنیا نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ آئندہ دیکھے گی سکول کی کتابوں میں اس بڑھیا کا قصہ موجود تھا جو پیغمبر اسلام پر کوڑا پھینکا کرتی تھی۔۔۔ جب ایک روز اس نے کوڑا نہیں پھینکا تو نبی اسلام اس کی خیریت کا پتہ کرنے اس کے گھر چلے گئے اور وہ اسلام لے آئیں .کتابوں میں یہ قصہ بھی درج ہے کہ ایک یتیم بچہ عید کے روز راہ میں کھڑا تھا کہ پیغمبر اسلام اسے گھر لے آئے اسے کپڑے پہنائے اسے کھانا کھلایا اور کہا کہ آج سے محمد تمہارا باپ اور خدیجہ تمہاری ماں ہے۔

ایسی ہستی سے کون پیار نہ کرے گا جو اس قدر شفیق اور رحمدل ہو جسے غریبوں اور لاچاروں کا اس قدر احساس ہو کتاب میں یہ بھی لکھا تھا کہ جب رسول پر طائف والوں نے پتھر برسائے اور لہولہان کر دیا تو اللہ نے پیشکش کی کے اے محمد اگر تم کہو تو میں ان لوگوں کو کچل کر ہلاک کر دیتا ہوں لیکن نبی اسلام نے انکار کر دیا۔

یہ پیغمبر اسلام کا ایک چہرہ تھا جسے دیکھ کر میں بھی ان کا دیوانہ تھا اور تمنا کرتا تھا کہ خدا کسی روز مجھے بھی اسلام کی راہ میں آزمائے لیکن جب ہوش کی آنکھیں کھلیں تو پتہ چلا کہ نبی کی ذات کا ایک اور پہلو بھی تھا جس کا ذکر درسی کتابوں میں نہیں لیکن خود مسلمانوں کی تحریر کردہ اسلامی تاریخ کی کتابوں میں ہمیشہ سے موجود ہے یہ ایک ایسے نبی کی داستان ہے جو جب تک کمزور اور اکیلا تھا لوگوں کے ساتھ نرمی اخلاق اور محبت سے پیش آتا تھا اور ان کی تلخ باتوں کا جواب بھی نرمی سے دیتا ہے کوئی بدتمیزی کرے تو اسے دعا دیتا ہے لیکن یہی نبی جب دنیاوی طاقت حاصل کر لیتا ہے تو اپنے ساتھیوں کو ہدایت کرتا ہے کہ اگر کوئی رسول اللہ سے بدتمیزی کرے تو اس کی زبان کھینچ لی جائے۔

اپنے پیروکاروں کو ہدایت کرتا ہے کہ تم مسلمان ہو ہی نہیں سکتے اگر تم میری خاطر اپنے ماں باپ بہن بھائی آل اولاد کو چھوڑنے پر تیار نہ ہو جاؤ یہ نبی دو آدمیوں کو جنہوں نے ایک مسلمان کو قتل کر کے ان کا اونٹ چرا لیا تھا ہاتھ اور پاؤں کٹوا کر شدید گرمی میں صحرا کی ریت پر بلک بلک کر مرنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے ان لوگوں کی آنکھوں میں گرم لوہے کی سلاخیں پھیر کر ان کو اندھا کر دیا گیا۔۔ تپتی ریت پر تڑپ تڑپ کر پانی مانگتے رہے پر کسی نے پانی نہ دیا اور مر گئے۔ یہ نبی یہودیوں کے ایک سردار کعب بن اشرف کے بارے میں اپنے ساتھیوں کو حکم دیتا ہے کہ تم میں سے

کون ہے جو اس کا سر کاٹ کر لائے اور نبی کو خوش کر دے۔۔یہی نبی ایک قبیلے کے مردوں کو ذبح کر کے ان کی سردار کی بیوی سے نکاح کر لیتا ہے اور اسی رات خود اپنے مذہب کے احکامات کے بر عکس اس سے ہمبستری کرتا ہے مجھے پتہ چلا ہے کہ پیغمبر اسلام کے حکم پر اسماء بنت مروان کا قتل اس حال میں ہوا کہ وہ اپنے پانچ بچوں کے ساتھ سو رہی تھی اور اس کا ایک شیر خوار بچہ اس کی چھاتی پر لیٹا ہوا تھا۔اسما بنت مروان کو اس کے پانچ چھوٹے بچوں کی موجودگی میں رسول اللہ کے حکم پر ذبح کر دیا گیا اس کا قصور کیا تھا؟؟ اس کا قصور یہ تھا کہ اس نے ابو افک نامی ایک شاعر کے قتل پر (جسے اسی الزام میں قتل کر دیا گیا تھا کہ وہ رسول خدا کے خلاف نظمیں لکھتا ہے) ایک نظم لکھی تھی اس نظم میں اسماء بنت مروان نے مدینے کے لوگوں کو لعنت ملامت کی تھی کہ وہ اپنے قبیلے سے باہر کے آدمی کی سرداری قبول کر رہے ہیں۔۔ایسی بے شمار داستان سیرت نبوی کی کتابوں میں درج ہیں جو خود مسلمانوں کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی ہیں۔۔

بقیہ حصہ کل پیش کروں گا۔۔۔جاری ھے۔

قسط نمبر 24

مذہب بدلنے پر قتل کیوں؟

جب میں سوچنے سمجھنے کے قابل ہوا تو میرے دل میں نبی کے ان کاموں کے بارے میں ناپسندیدگی کے جذبات پیدا ہوئے میں نے سوچا کہ اگر ایک ایسا پیغمبر جسے خدا کل عالم کے لئے رحمت کر بھیجتا ہے..لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کر سکتا ہے تو خدا کے دوسرے چاہنے والے کیسے ہوں گے۔۔

بات کہیں سے کہیں نکل گئی ذکر ہو رہا تھا اسلام ترک کرنے والوں کیلئے موت کی سزا کا نبی اسلام نے جا بجا وضاحت سے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان ہو کر اسلام ترک کر دے اسے قتل کر دو تاریخ میں ہمیں ہزاروں مثالیں اسے ملتی ہیں جہاں لوگوں کو اس جرم میں قتل کر دیا گیا..کہ وہ اسلام سے پھر گئے تھے میں نے اس سزا کے حوالے سے

مسلمانوں کی اکثریت کو متفق پایا گویا گویا اسلام اپنے آپ کو سوچنے کی اجازت نہیں ..۔ احادیث اور تاریخ کی کتابوں میں بعض حوالہ جات ایسے بھی ملتے ہیں کہ جس میں رسول پاک نے اپنے ہاتھوں سے لوگوں کو سنگسار کیا۔۔

اگر آپ سوچیں گے تو سوال کریں گے اور سوال کریں گے تو مرتد ٹھہریں گے اور کوئی نہ کوئی مسلمان آپ کو جنت کا ٹکٹ سمجھتے ہوئے آپ کی گردن اڑا دے گا میں جب اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو حسب معمول کسی کے پاس اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہ تھا...

ایک جواب البتہ ایسا تھا جو آپ کے ساتھ شئیر کرنا چاہوں گا ایک عالم دین نے فرمایا کہ اسلام چھوڑنے کی صورت میں قتل کر دیئے جانے کے حکم کے پس منظر میں اللہ تبارک و تعالی کی حکمت یہ ہے کہ مسلمان ایک فوج کی طرح ہیں جیسے فوجی کو فوج سے بھاگ جانے کی صورت میں سخت کاروائی کی جاتی ہے اسی طرح ملت اسلامیہ کو چھوڑنے والا بھی غدار سمجھا جاتا ہے اور غدار کی سزا ہمیشہ موت ہوتی ہے۔ جن صاحب نے یہ تاویل پیش کی وہ پاکستان کے ایک جانے پہچانے عالم ہیں ان کے جواب پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے

کہ اسلام دراصل ایک فوج کا نام ہے جسے خدا نے دنیا میں خدا کا بول بالا کرنے کے لئے بھیجا ہے.. یہ فوج محنت کر کے افرادی قوت اور طاقت جمع کرتی ہے تا کہ جب اس قابل ہو تو دنیا کو بزور طاقت اسلام کے دائرے میں لے آئے اسلام کو اس بات کی ضرورت کیوں ہے کیا مسلمانوں کو اپنے مذہب کی حقانیت پر اعتبار نہیں اگر کوئی شخص اسلام کو ترک کر دے گا تو اس کے رسول کے کروڑوں چاہنے والوں کو کیا فرق پڑے گا پھر یہ کہ اگر کسی نے اپنی عقل و فہم کے مطابق یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کے اسلام کسی کی طبیعت سے لگا کر نہیں کھاتا۔ اس کا رجحان کسی اور مذہب کی طرف ہے یا وہ تمام مذاہب کو ایک جیسا سمجھتا ہے وہ خدا یا مذہب کے لیے کیا خطرہ پیدا کر سکتا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ مذہب کو اور بالخصوص اسلام کو یہ ڈر ہے کہ وہ لوگ جو اس کی گرفت سے نکل جاتے ہیں انھیں دیکھ دیکھ کر دوسرے لوگوں کو بھی سوچنے اور فکر کرنے کی تحریک ملے گی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اسلام کی نظر میں مذہب چھوڑنے والوں کو قتل کر دینا اسلیے ضروری ہے کہ انکے اپنے ہم مذہبیوں کو ایسا کوئی خیال دل میں لانے سے بھی باز رکھا جائے۔ انہیں ایک خوف کے تحت مجبور رکھا جائے کہ وہ ہمیشہ اسی جماعت کا حصہ بنے رہیں۔۔ چاہے وہ دل سے اسلام کی حقانیت کے

قائل ہو یا نہ ہو لیکن منافقوں کی طرح نماز۔ وروزہ کرتے رہیں۔ ؟؟۔ اور یہی ظاہر کرتے پھریں کے وہ سچے مسلمان ہیں جبکہ ان کے دل میں کچھ اور ہو۔ میرے دل میں یہ بھی خیال پیدا ہوا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ بھی لوگوں کے ذہنوں اور دلوں کو ایک آہنی گرفت میں قابو رکھنے کا ایک ہتھکنڈہ ہو۔۔

ان تمام سوالوں کی روشنی میں ہی میں نے نتیجہ نکالا۔۔ کہ لوگوں کو بزور طاقت مذہب بدلنے سے روکنے کی کوشش کرنا ویسا ہی رویہ ہے جیسا اہل قریش نے پیغمبر اسلام کی دعوت کے جواب میں اختیار کیا تھا اور اس رویے کی بنیاد سب کو معلوم ہے قریش کو ڈر تھا کہ لوگ ان کے بنائے ہوئے مذاہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کرنے لگے تو لوگوں پر ان کا کنٹرول خطرے میں پڑ جائے گا۔ جبکہ آج اسلام اور اس کی وساطت سے ملاؤں اور مذہبی لیڈروں کا لوگوں پر کنٹرول قائم ہے وہ کبھی یہ نہیں چاہیں گے کے لوگ اسلام چھوڑ جائیں۔۔۔ مذہب بدلنے پر کسی کو قتل کرنا ایک گھناؤنا فعل ہے جس کی آج کی مہذب دنیا میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں اسی طرح کسی کو اس بنیاد پر قتل کرنا یا نقصان پہنچانا کہ اس کے خیالات اپنے خیالات سے مختلف ہیں یہ بھی ایک جاہلانہ فعل ہے۔

مسلمان دن رات یہ ڈنڈورہ بھی پیٹتے ہیں کہ اسلام کا مطلب سلامتی ہے اور یہ امن کا مذہب ہے۔ لیکن اپنے متشدد رویوں پر غور کرنے کو کوئی تیار نہیں۔۔ کوئی آدمی احادیث کی کتابوں میں درج قصے لکھ کر انہیں (ایک بہت بری قوالٹی کی) فلم کی شکل دے دیتا ہے تو نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کا شغر تک آگ لگ جاتی ہے۔۔ بے گناہ غیر مسلموں کو امریکا کے کسی احمق فلمساز کی حرکت کی سزا زندہ جلا کر اور گلا کاٹ کر دی جاتی ہے کیوں ؟؟؟

پہلی بات تو یہ کہ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ دوسرے کی زبان کو بزور طاقت روکے اور اگر یہ حق ہوتا تو بھی امریکہ میں رہنے والے کسی احمق شخص کے کام کے طور پر لیبیا میں امریکی سفیر کو اس قدر درندگی سے موت کے گھاٹ اتارنا صرف کسی جاہلوں کے ٹولے کا کام ہو سکتا ہے۔

اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک نادیدہ خدا کے نام پر قتل وغارت کا لائسنس کسی بھی مذہب کو آج کے زمانے میں مل سکتا ہے تو دوبارہ سوچئے مسلمانوں کے خلاف جس نفرت کو آپ اسلاموفوبیا سے تعبیر کرتے ہیں وہ آپ کا اپنا کیا دھرا ہے۔۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت ایک پر امن زندگی چاہتی ہے۔ لیکن جو مسلمان ہمیں

دنیا بھر کے ٹیلیویژن چینلز کی خبروں میں لوگوں کو قتل کرتے عمارتوں کو آگ لگاتے۔۔۔اور لوٹ مار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔دنیا کے نزدیک اسلام کا چہرہ وہی ہے دنیا مسلمانوں کو اسی تعارف سے پہچانتی ہے اگر ماڈریٹ مسلمانوں کو اپنے امیج کا کچھ خیال ہے تو مذہب میں اجتہاد کی تحریک کو فروغ دیں۔۔۔اور ایسے ظالمانہ قوانین اور احمقانہ احکامات جو آج کے زمانے میں بالکل بھی قابل قبول نہیں۔۔اسلام سے نکالنے کے لیے کوشش کریں ورنہ اسلام کا مستقبل بہت روشن نہیں ہو گا۔

آخری بات۔۔ذرا سوچئے کیونکہ سوچنا جرم نہیں۔۔

قسط نمبر 25

ناسخ و منسوخ بوکھلاہٹ کا نتیجہ

جب سے یہ اقساط لکھنی شروع کی ہیں ان کا ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ بہت سے ہم خیال دوستوں سے ملاقات ہو گئی اور ان میں سے کچھ تو ایسے تھے جو وسوسوں اور پریشانیوں کی منزل سے گزر کر اپنا جواب پا چکے ہیں لیکن کچھ دوست ایسے ہیں جنہیں اپنے سوالوں کے جوابات کی تلاش پر میرے انباکس میں روزانہ چھ سات پیغامات ایسے ضرور آتے ہیں جن میں کچھ سوالوں کے جواب مانگے جاتے ہیں کچھ میں جوابات کی توفیق کی خواہش ہوتی ہے کچھ ایسے ہیں جو میرے ذہن میں بھی کبھی نہیں آئے. آج ایسے ہی ایک سوال پر بات کرنا چاہتا ہوں جو ایک دوست نے بہت دن پہلے بھیجا تھا لیکن مجھے اس کا جواب دینے کا وقت نہ مل سکا لیکن ایک بار اس کی وضاحت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ نہ میں کوئی فلسفی ہوں نہ کوئی تاریخ دان نہ مذہبی عالم ہوں۔اور نہ کوئی سائنسدان ہوں۔میں بھی آپ سب دوستوں کی طرح ایک عام سا مسلمان ہوا کرتا تھا جو دل کی گہرائیوں سے اپنے مذہب کی عزت کرتا تھا اور دل میں یہ خواہش رکھتا تھا کہ دنیا میں مسلمان ایک باعزت مقام پا جائیں میں نے کبھی نسیم حجازی جیسے اسلامی ہیروز کے خواب تو نہیں دیکھے لیکن علامہ اقبال کے اشعار از قسم۔۔۔

متاع بے بہا ہے درد و سوز آرزو مندی۔۔۔ مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی۔۔ پڑھ کر انسپائر بھی ہوتا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ اقبال کی اسی غزل کا شعر جو مجھے سب سے زیادہ مرغوب تھا میری افتاد طبع کے زیادہ قریب تھا۔ تیرے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا۔ یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی۔ اسی کی وجہ یقیناً یہی رہی ہوگی کے میرا ذہن کبھی غیر مناسب پابندیوں کو پسند نہ کرتا تھا خیر ان جملوں کو تمہید سمجھئے اب مقصد کی طرف آتا ہوں.

میرے دوست نے پوچھا کہ اسلامی احکامات جن میں نماز روزہ حج اور اس کے ساتھ رنگ برنگ دعائیں ممنوعات وضو نماز کے ایک ان پڑھ آدمی کیسے گھڑ سکتا ہے۔ وہ پوچھتے ہیں کہ میرے نزدیک اس کی کیا توجیہ ہے۔۔ ان میں سب سے مرکزی بات پیغمبر اسلام کا ان پڑھ ہونا ہے اسلامی کتب کی بیشتر روایات اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ حضرت محمد ایک امی یعنی ان پڑھ تھے جب ان کی پہلی وحی نازل ہوئی تو جبرائیل نے فرمایا اقراء یعنی پڑھ جس کے جواب میں پیغمبر اسلام نے کہا کہ مجھے پڑھنا نہیں آتا۔۔ فرشتے نے کئی مرتبہ اسی بات پر اصرار کیا وغیرہ وغیرہ۔۔۔ اس سے پہلے کہ ہم آگے بڑھیں۔ ایک سوال یہی پیدا ہو جاتا ہے جس کی طرف اشارہ ضروری ہے اور اس نے مجھے بھی مدتوں چکروں میں ڈالے رکھا وہ یہ کہ اللہ تعالی نے پیغمبر اسلام کی خاطر دنیا تخلیق کی انہیں نیک و پاک بنایا تاکہ انہیں آخری نبی کا درجہ دیا جاسکے۔۔۔ اور انہیں اپنا محبوب ٹھہرایا تو کیا وجہ ہے کہ جبرائیل کو اتنا بھی بتا کر نہیں بھیجا کہ محمد صاحب پڑھ نہیں سکتے جبرائیل یہ بھی تو کہہ سکتے تھے کہ میرے پیچھے پیچھے دہراؤ لیکن انہوں نے اصرار کیا کہ محمد صاحب پڑھیں (کیوں)؟؟؟

کیا اللہ کو معلوم نہیں تھا کہ محمد ان پڑھ ہیں یا اللہ کو پتہ تو تھا لیکن جبرائیل کو پتہ نہیں تھا اللہ کی ذات کی طرف اتنی بنیادی قسم کی سہل پسندی یا غفلت کسی بھی مسلمان کے لیے ایک خوفناک سوال کی حیثیت ہوتی ہے اور میرے لیے بھی تھی آخر کو یہ آیات اللہ کی آخری اور مکمل کتاب کا حصہ بننے والی تھیں۔ پھر ایک انپڑھ نبی کو یوں مخاطب کرنا کیا معنی؟؟ بہر حال آگے بڑھتے ہیں ایک بات جو نوٹ کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ مذہب اسلام ایک دن میں نازل نہیں ہوا بلکہ قرآن کے نزول کا عرصہ کوئی 23 برس کا بنتا ہے جس میں وقتاً فوقتاً آیات آتی رہی۔

اسی طرح دیگر احکامات اسلام بھی ایک طویل عرصہ میں رفتہ رفتہ سامنے آئے تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے احکامات فوری طور کے پیش نظر جاری کیے گئے۔ اور میں کسی پچھلی قسط میں تیمم کی آیت کا واقعہ بھی بیان کر چکا ہوں زنا کے جرم میں چار افراد کی گواہی کی آیت بھی اسی طرح وقتی ضروریات کی ایک اہم مثال ہے تاریخ میں آتا ہے۔

کہ جب پیغمبر اسلام مدینہ ہجرت کی تو انہیں عاشور کے روزے کا پتہ چلا جو یہودیوں کا ایک رواج تھا اور انہوں نے اپنے پیروکاروں کو بھی اس کی تقلید میں یوم عاشور کا روزہ رکھنے کا حکم جاری فرمادیا جو بعد میں پہلی وحی کے کوئی 16 سال بعد رمضان کے روزے آنے کے بعد منسوخ کر دیا شراب کی ممانعت کا حکم ہو یا متعہ (عارضی شادی) کا۔۔

اسلام کے احکامات ایک طویل عرصے کے دوران وقفے وقفے سے نازل ہوتے رہے صاف ظاہر ہے کہ ان تمام عرصے میں پیغمبر اسلام کے پاس نئے احکامات تجویز کرنے اور نئے قوانین وضع کرنے کے لیے بہت وقت ہوا کرتا تھا ان کی زندگی کا محور اپنے مذہب کی اشاعت اور تبلیغ تھا اسی لیے ان کی زندگی کا زیادہ تر حصہ اسی مذہب میں نت نئے احکامات داخل کرنے اور قوانین بنانے میں گزرا۔

ذرا ایک امی شخص کی طرف سے اتنے تفصیلی احکامات اور باریکیاں حیرت کی بات صرف اسی صورت میں ہو سکتی تھی اگر یہ سب کچھ ایک ہی دن میں تیار ہو جاتا۔ لیکن یہ سب وقفے وقفے سے نازل ہوا۔۔ پھر کچھ احکامات ایسے بھی ہیں جو نبی کی وفات کے بعد مزید ترامیم سے گزرے مثلا نبی کی زندگی میں زکوۃ اکٹھی کرنے کا کوئی انتظام موجود نہیں تھا یہ قانون حضرت ابو بکر صدیق نے جاری کیا۔ اسی طرح آپ نے سنا ہو گا کہ حضرت عمر نے فجر کی نماز کی اذان میں (الصلوۃ خیر من النوم) کے الفاظ شامل کیے تراویح کی نماز شروع کی۔ اور متعہ کی شادی کو حرام قرار دیا۔ حضرت عثمان نے پہلی بار قرآن کو تحریری صورت میں جمع کر کے شائع کیا وغیرہ وغیرہ۔۔۔

اسلامی تاریخ کے بغور مطالعے سے آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ اسلام ابتدائی طور پر مکہ اور ارد گرد کے لوگوں کے لیے آیا تھا قرآن میں اس بات کا باقاعدہ اشارہ موجود ہے۔ اسلام کو جو کامیابی حاصل ہوئی اس کی توقع خود پیغمبر اسلام کو بھی نہ تھی۔ پیغمبر اسلام کے بعد حضرت عائشہ اور حضرت علی کے درمیان ہونے والی جنگ جمل کا ہونا بھی

اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اسلام پیغمبر کی وفات کے بعد بھی تبدیلیاں اور اختلاف رائے سے گزرتا رہا حضرت محمد نے اسے جس حالت میں چھوڑا تھا وہ کوئی ٹھوس اور مکمل حالت نہیں تھی۔

کچھ مسلمانوں کے خیال میں حضرت محمد ان پڑھ نہیں تھے ان کے اس دعوے کی سچائی کا ایک اشارہ ایک مشہور حدیث میں بھی موجود ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پیغمبر اسلام نے بستر مرگ پر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے ایک کاغذ اور قلم لا دو میں تمہیں ایسی وصیت لکھ دوں کہ تم بعد میں گمراہ نہ ہو جاؤ۔ لیکن حضرت عمر نے کہا پیغمبر کو کو ہذیان ہو گیا ہے ہے۔ ہمیں کسی وصیت کی ضرورت نہیں ہمیں قرآن ہی کافی ہے حقیقت کچھ بھی ہو۔۔۔

محمد ان پڑھ نہ بھی ہوتے تو 23 سال کے عرصہ میں اسلامی عبادات کا طریقہ اور ان سے متعلقہ احکامات کا ترتیب دے لینا کوئی ایسی بڑی بات بھی نہیں کہ اس پر حیران ہوا جائے۔۔ وقت کے ساتھ ساتھ حسب ضرورت احکامات گھڑ لئے جاتے تھے جس کی ایک بڑی مثال یوم عاشور کا روزہ اور بعد ازاں اس کی تنسیخ بھی ہے۔۔ جس کی ایک مثال بیت المقدس سے کعبہ کی طرف منہ پھیر لینا اور بیت المقدس کی تنسیخ بھی ہے۔ لیکن اس سے جڑی ہوئی ایک دلچسپ کہانی اسلام اور یہودیت کے باہمی تعلقات کی ہے۔ جو اگلی قسط پر بات ہو گی۔ پیارے دوستو ذرا سوچو۔ بن دیکھے زہر نہ پیجئیے۔ بس تحقیق کیجئیے

قسط نمبر 26

قبلہ کی غلطی اور یہودیوں کا قتلِ عام

جب محمد بن عبد اللہ نے پیغمبر ہونے کا دعوی کیا تو عرب کے لوگ پہلے سے ہی ایک پیغمبر کے آنے کے منتظر تھے اس پیغمبر کا نام احمد بتایا جاتا تھا (جو مسلمانوں کے دعوے کے مطابق محمد کا ہم معنی لفظ ہے) لیکن اس سوال کا جواب کوئی نہیں کہ جس خدا نے نبی کے آنے کا وعدہ کیا تھا اس نے محمد کا ہم معنی لفظ کیوں استعمال کیا؟؟

سیدھا سیدھا محمد کیوں نہ کہا لیکن یہ کہیں نہیں بتایا جاتا کہ اس نبی کے آنے کا تذکرہ یہودیوں یا عیسائیوں کی کس کتاب میں تھا۔ خیر جب پیغمبر اسلام نے تبلیغ شروع کی تو انہوں نے فلسطین کو اپنا قبلہ قرار دیا اور نماز بھی ہیکل

سلیمانی کی طرف منہ کر کے ادا کی جاتی تھی جب میں نے اسلام میں گہری دلچسپی لینا شروع کی اور اس مذہب کے سچا یا جھوٹا ہونے کے بارے میں تحقیق کا آغاز کیا تو مجھے اس بات نے شدید رنجش میں مبتلا کیا کہ خود مکہ میں ہوتے ہوئے جہاں خانہ کعبہ حضرت محمد کے گھر کے پچھواڑے میں تھا۔ مسلمان یروشلم کی طرف منہ کر کے نماز کیوں پڑھتے تھے۔

اگر حضرت محمد کو تخلیق کائنات سے پہلے ہی تخلیق کر کے آخری نبی کا درجہ دے دیا گیا تھا تو یقیناً دین اسلام بھی اسی وقت تخلیق کیا گیا ہو گا پھر کیا وجہ تھی کہ نبوت کے پہلے بارہ تیرا سال مسلمان کعبہ کو نظر انداز کر کے یروشلم کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے اللہ تعالی نے قرآن میں اس کی جو وضاحت بیان فرمائی ہے اسے نرم سے نرم الفاظ میں بھی گول مول ہی کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس کا مفہوم کچھ ایسا ہے کہ خدا کی جو مرضی چاہے کرے۔ پیغمبر اسلام جب مدینہ آئے تو انہوں نے مقامی آبادی کے ساتھ مل کر ایک طرح کی چھوٹی سی ریاست قائم کر لی اور تمام مقامی قبائل سے ایک معاہدہ کیا جس کے مطابق سب ایک دوسرے کی جان و مال کے محافظ تھے اس معاہدے میں یہودیوں کو بھی امت کا حصہ قرار دیا گیا تھا۔

جب مدینہ میں مسلمانوں کے قدم جم گئے اور غزوات کے نتیجہ میں ان کے پاس مال و دولت اور فوجی طاقت کی فراوانی ہو گئی تو رفتہ رفتہ مدینہ کے یہودیوں کو نکالا جانا شروع کر دیا گیا مدینہ میں اس وقت یہودیوں کے تین قبائل تھے۔ بنو قینقاع۔ بنو نظیر اور بنو قریظہ۔۔۔۔۔ مدینہ آمد کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں بنو قینقاع اور بنو نظیر کو مسلمانوں نے مختلف الزامات لگا کر مدینہ سے نکال دیا اور ان کی زمین اور جائیداد پر قبضہ کر لیا۔

جنگ خندق کے بعد بنو قریظہ کی باری تھی جن پر الزام لگایا گیا کہ انہوں نے قریش کی درپردہ مدد کی ہے۔۔ حالانکہ اس کا کوئی ثبوت ہمیں تاریخ کی کتابوں میں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتا۔

مختصراً یہ کہ خندق کی جنگ کے فوراً بعد مسلمانوں نے 25 روز تک بنو قریضہ کے گھروں کا محاصرہ کیا اور جب بنو قریظہ نے خود کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا تو اس بدنصیب قبیلے کے 600 سے لیکر 900 تک مردوں اور ایک عورت کو مدینہ کے بازار میں ذبح کر دیا گیا وجہ یہ بتائی گئی کہ انہوں نے قریش سے ساز باز کی تھی۔ سوچنے کی بات ہے اگر

بنو قریضہ نے باقی قریش سے سازباز کی تھی تو جن لیڈروں نے سازباز کی ان کو سزا دیا جانا کافی ہوتا۔ لیکن 600 سے لے کر 900 لوگوں کا سرے بازار قتل کرنا اور ذبح کرنا کیوں ؟؟۔ ابن اسحاق کے مطابق بنو قریظہ کے وہ تمام لڑکے جن کے زیر ناف بال آنا شروع ہو گئے تھے اس قتل عام کی خوراک بنے۔

میں نے ان واقعات کو پڑھ کر جو کچھ اخذ کیا وہ یہی تھا کہ جب پیغمبر اسلام نے نبوت کا دعوی کیا تو ان کا خیال تھا کہ جزیرہ نما عرب کے عیسائی اور یہودی انہیں ابراہیمی سلسلے کا نیا نبی مان کر ان کی بیعت کر لیں گے اور وہ بیٹھے بٹھائے ایک بڑی امت کے سربراہ بن جائیں گے لیکن جب ان مذاہب کے لوگوں نے مزاحمت کی اور سوال وجواب کیے۔ تو پیغمبر اسلام نے اپنا راستہ الگ کر کے اپنے مذہب کو ایک نئی پہچان دینے کا فیصلہ کیا۔

اس وقت تک مسلمانوں کی قوت اتنی کمزور تھی کہ وہ کسی کو قتل کرنا تو درکنار بیچارے چھپ چھپ کر وقت گزارتے تھے۔۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت کے پہلے 13 سال انہوں نے یروشلم کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جو عیسائیوں اور یہودیوں دونوں کے لیے مقدس سرزمین تھی۔ لیکن جب دیکھا کہ یہ لوگ ان کی طرف مائل نہ ہوں گے تو اپنا راستہ الگ کر لیا اور انہیں اچانک یاد آ گیا کہ ان کے اپنے شہر مکہ میں بھی اللہ کا بنا بنایا گھر موجود ہے۔ آپ اگر اس سوال پر سوچیں تو کسی نتیجہ پر پہنچیں گے ؟؟ اگر خانہ کعبہ جس کی طرف ہم آج اگر پاؤں بھی پساریں تو گناہگار ٹھہریں گے مگر مکہ محمد صاحب کی نظروں کے سامنے موجود رہا لیکن انہوں نے اسے دنیا کا مقدس ترین مقام قرار نہیں دیا بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں کو پھانسنے کی کوشش میں اپنا قبلہ یروشلم ہی بنائے رکھا اور یروشلم کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے دوران ان کی پشت کعبہ کی طرف ہوتی رہی۔۔ آخر جب مایوسی ہو گئی تو ایک روز ظہر کی نماز کے درمیان سجدے کا رخ یروشلم سے موڑ کر مکہ کی طرف کر لیا۔

کیا دنیا کا مکمل ترین مذہب بھیجنے والا خدا قبلے جیسی مرکزی حثیت کی عمارت بدلے گا۔ کیا اللہ کو معلوم تھا کہ تیرا سال بعد میں انہیں یروشلم کی بجائے مکہ کی طرف منہ کرنے کو کہوں گا کیوں ؟؟؟ ایسی کیا مجبوری تھی کیا اس کے بعد یروشلم قبلہ بننے کے قابل نہیں رہا تھا کیا اس میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی تھی یا خدا نے کعبہ میں کوئی نئی خوبی دریافت کر لی تھی۔

ذرا سوچیئے کیونکہ سوچنا جرم نہیں۔

بن دیکھے زہر نہ پیجیے۔ ذرا تحقیق کیجیے

قسط نمبر 27

کیا عیسائی اور یہودی سور ہوتے تھے؟

میرے والدین نے مجھے پہلی بار بتایا کہ جس بندر کو ہم چڑیا گھر میں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں وہ کبھی یہودی یا عیسائی رہے ہوں میں ان کی یہ بات سن کر حیران رہ گیا۔ تفصیل پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ قرآن میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالی نے ماضی میں نافرمان قوموں کو بندر اور سور بنا دیا تھا.. یہاں ایک اور دلچسپ بات کا ذکر کرتا چلوں کہ میری والدہ لفظ سور کو کبھی استعمال نہیں کرتی تھی اس کے لئے انہوں نے پنجابی کا ایک لفظ (باہرلا) مخصوص کر رکھا تھا جس کے لغوی معنی باہر والا ہیں اس کی وجہ وہ یہ بتاتی تھیں کہ سور اس قدر غلیظ جانور ہے کہ محض اس کا نام لے لینے سے زبان چالیس روز تک ناپاک رہتی ہیں کیوں ناپاک رہتی ہے اگر اتنا ہی ناپاک ہے تو اللہ نے اسے بنایا کیوں تھا۔ کیا یہودیوں اور عیسائیوں کو بندر اور سور بنانے سے پہلے بندر اور سور نامی جانور نہیں ہوتے تھے۔ اور یہاں چڑیا گھر میں کوئی بیس مختلف قسم کے بندر ہیں ان میں سے کون سا بندر پہلے کا عیسائی یا یہودی ہو سکتا ہے۔ اس پر میری والدہ خاموش رہتی تھی۔ وہ یہ تو بتاتی تھی کہ ان کی نافرمانی ہفتے کے دن مچھلیاں پکڑنا تھا جبکہ اللہ نے ہفتے کے دن کو مقدس قرار دیا تھا اور اس دن مچھلیاں پکڑنا منع کیا تھا لیکن یہ سوال ان کی سمجھ سے باہر تھا کہ اگر اللہ نے یہودیوں کو بتایا تھا کہ ہفتہ کا دن مقدس ہے تو عیسائیوں کو اتوار اور مسلمانوں کو جمعہ کے بارے میں یہی بات کیوں کہی کیا پیغمبروں کے ساتھ ساتھ اللہ کے بنائے ہوئے مقدس دن بھی بدل جاتے ہیں۔ ایسی ہی نہ سمجھ آنے والی کہانیوں سے اسلام بھرا پڑا ھے۔ یہ شوق ہمیشہ دل میں موجزن رہتا تھا کہ ایک اچھے انسان کی تعریف کا مصداق بنوں۔ اور اچھے آدمی کی جامع تعریف کی تلاش میں میں نے بہت جتن کئے۔ کوشش کرتا تھا کہ لوگوں سے نیکی سے پیش آؤں اور

ضرور تمندوں کی مدد کروں۔ اور برے کاموں سے پرہیز کروں لیکن مذہب کا گورکھ دھندا ہمیشہ کی طرح گرہوں میں الجھاتا رہا۔

بہر حال یہ جاننے کے بعد اللہ نے عیسائیوں اور یہودیوں کو بندر اور سور بنا دیا میں نے ایک اور عجیب حرکت شروع کر دی سوروں تک رسائی تو ممکن نہ تھی۔ لیکن بندر نچانے والا کوئی آدمی دکھائی دیتا تو اس کا پیچھا کرتے کرتے اس کا بندر کا مسلسل مشاہدہ کرتا رہتا کہ شاید یہ بندر کوئی ایسی حرکت کر دے جس سے پتہ چل سکے کہ اس کا نام کبھی سلامت مسیح مائیکل یا پیٹر ہوا کرتا تھا۔ جب میں ٹین ایج میں تھا تو مجھے کچھ دوستوں کی صحبت میں شکار کا شوق ہو گیا اور ہم نے سوروں کا شکار کھیلنا شروع کر دیا مجھے یاد ہے کہ ایک تاریک رات میں ہم نے پہلی بار سور شکار کیا تو ہم میں سے کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ جا کر غریب کو دیکھ ہی لیں لگتا تھا شاید اس کے قریب جاتے ہی ہم گندگی اور گناہ میں لتھڑ جائیں گے۔ ہماری ٹولی کے ایک بہادر لڑکے نے ہمت کر کے قریب جا کر اس بے زبان کی دم کاٹ لی جب واپس آیا تو ہر کوئی اسے چھری پلید کرنے پر لعنت ملامت کرتا رہا لیکن اس نے بتایا کہ محکمہ زراعت کے دفتر جا کر اگر شکار کیے گئے سور کی دم پیش کی جائے تو انعام ملتا ہے اور انعام کی رقم سے ایسی کئی چھریاں خریدی جا سکتی ہیں۔

قرآن اور احادیث ایسی داستانوں سے کھچا کھچ لدا ہوا ہے۔ بس ان پر کچھ غور کرنے کی ضرورت ھے

عبداللہ گوندل کا ایک لنک پیش خدمت ھے۔ آپ استفادہ کر سکتے ہیں۔ قرآن اور اسکی کہانیاں

https://youtu.be/JGSTArbhMGM

بن دیکھے زہر نہ پیجیے۔ بس تحقیق کیجئیے

(جاری ہے)

قسط نمبر 28

بے رحم اور ظالم مذہبی لوگ

ہمارے خاندان کے ایک بزرگ بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے اور دینی معاملات میں بڑے سخت گیر تھے اس زمانے میں حج کرنا بھی ایک بڑا کارنامہ سمجھا جاتا تھا لیکن ان موصوف نے میری پیدائش سے بھی پہلے بحری جہاز کے ذریعے عرب جاکر اور کچھ راستہ پیدل چل کر حج کیا تھا اس لئے ان کی کہی ہوئی ہر بات حرف آخر ہوا کرتی تھی۔

ایک بار میں ان بزرگ کے گھر گیا انہیں باغبانی کا بہت شوق تھا اور انہوں نے اپنے گھر میں رنگ رنگ کے درخت اور پھول رکھے تھے میں گیٹ سے داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں موصوف اپنے بر آمدے سے اتر رہے ہیں باغ میں ایک بکری کہیں سے گھس آئی۔ بکری کیا چھوٹا سا میمنہ تھا ان بزرگ کی آنکھوں میں خون گویا اترا ہوا تھا انہوں نے اس میمنے کو پچھلی ٹانگوں سے پکڑا اور دھوبی کی طرح اپنے سر سے اوپر لے جاکر تین چار بار فرش پر پٹخا میں اس وقت دس بارہ سال کا تھا بیچارا میمنہ پٹخے جانے پر شدید زخمی ہو گیا۔۔وہ جس انداز میں بلبلایا اور چیخا وہ بیان سے باہر ہے۔

میں تھوڑی دیر کے لئے بالکل سن ہو کر رہ گیا کیا انہوں نے میمنے کو بار بار پٹخنے کے بعد چھوڑ دیا وہ بیچارا ہڑ بڑایا اور لنگڑاتا لنگڑاتا گیٹ سے باہر نکل گیا۔ میں خاموشی سے ان کے پاس سے گزر کر اندر چلا گیا ان بزرگ نے مجھے جیسے دیکھا تک نہیں لیکن میں نے جن آنکھوں سے چہرے کی طرف دیکھا تو خوف کے مارے کہ کانپ اٹھا کہ ان کے منہ سے گویا جاگ نکل رہی تھی اور لگتا تھا کہ انہیں میمنے کو زندہ چھوڑ دینے پر افسوس ہو رہا ہے۔ کئی دنوں تک یہ واقعہ میرے حواس پر چھایا رہا مجھے خواب میں بھی اس بے زبان جانور کی چیخیں سنائی دیتی اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا کہ ایک نیک اور اللہ والا آدمی کس طرح سے ایک بے زبان جانور کو اتنی اذیت پہنچا سکتا ہے جس کا قصور صرف اتنا تھا کہ گیٹ کھلا پا کر خوراک کی تلاش میں میں ان کی پراپرٹی میں داخل ہو گیا۔۔

آج بھی جب کوئی مسلمان دوست مجھے یہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہے کہ اللہ کے ماننے والوں کے دل نرم اور سخی ہوتے ہیں تو مجھے بے اختیار وہ منظر یاد آنے لگتا ہے مسلمان اتنے سخت دل کیوں ہوتے ہیں یہ سوال مجھے اکثر پریشان کرتا رہتا ہے مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے تو ہمارے ماں باپ نے کبھی عید قربان کے موقع پر اس قاتلانہ و آشیانہ منظر پر دور رکھنے کی کوشش نہیں کی جس میں کسی بے زبان جانور کو بعض صورتوں میں دس بیس لوگ مل کر لٹا لیتے

ہیں اور اس کا گلا تیز چھری سے کاٹتے ہیں اس عمل میں جو خون بہتا ہے اور جس اذیت سے جانور اپنی جان سے جاتا ہے اس وحشیانہ پن کا انداز مجھے اس وقت ہوا۔۔

جب میں نے ترقی یافتہ ملکوں کا سفر کیا اور دیکھا کہ وہاں بچوں کو کس طرح اس قسم کی درندگی سے بچا کر رکھا جاتا ہے۔

چند برس پہلے پاکستانی شہر سیالکوٹ میں دو نوجوان بھائیوں پر ایک ہجوم کے حملے کی تصویریں دیکھی ہونگی جہاں ان بچوں کو وحشیوں کے ایک ٹولے نے پتھر اینٹیں ڈنڈے اور نہ جانے کن کن چیزوں سے پیٹ کر کئی گھنٹوں میں تشدد سے موت کی نیند سلا دیا۔ اور پھر ان لاشوں کو بجلی کے ایک کھمبے سے الٹا لٹکا دیا اسی عشرے کے دوران سندھ میں ہونے والے اس واقعے کے فوٹیج دیکھی ہوگی جہاں ایک نیم پاگل شخص کو رسول اسلام اور اللہ کی کتاب کی محبت میں اسی طرح اذیتیں دے دے کر سر عام قتل کر دیا گیا اور اس کی لاش کو آگ لگا دی گئی۔۔

مشال خان والا واقعہ اپریل 2017 کا کون اس کو نہیں جانتا۔

ایک بہت بڑے ہجوم نے اس کو کو ہمیشہ کے لئے مار مار کر لہو لہان کر کے ہمیشہ کیلئے ابدی نیند سلا دیا گیا ان لوگوں کے دلوں میں کوئی رحم نہیں آتا۔ کیا یہ کسی کو یوں سسک سسک کر مرتا دیکھ کر لذت محسوس کرتے ہیں۔۔

یہ دیکھ کر میرا ذہن بے اختیار بنو قریظہ کے 600 سے 900 افراد کی طرف جاتا ہے جنہیں مدینہ کے کسی بازار میں سر عام کاٹ کر ہلاک کر دیا گیا۔

ایسے واقعات سے برصغیر اور ایشیاء کی تاریخ بھری پڑی ھے۔ اکثر معصوم لوگ ہی ان درندہ صفت لوگوں کا حربہ ثابت ہوئے۔

ایک بار عقیدت اور روحانیت سے نکل تاریخ کو دیکھیں۔ کہ مذاہب نے ہم انسانوں کو تقسیم در تقسیم کر دیا۔ اور آخری پیغام

بن دیکھے زہر نہ پیجیے۔ تحقیق کیجیے۔

قسط نمبر 29

ایک بڑی قرآنی غلطی۔ مریم ہارون کی بہن

جب پیغمبر اسلام نے مدینہ گئے تو انہیں پتہ چلا کہ یہودی یوم عاشور کو روزہ رکھتے ہیں اس سے ہمیں یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ وہ اس سے پہلے یہودیوں سے زیادہ واقف نہیں تھے پیغمبر اسلام نے جب یہ سنا تو انہوں نے کہا کہ موسی ہمارا بھی برگزیدہ پیغمبر ہے ایک جگہ یہ بھی کہا۔۔ کہ مجھ کو موسی پر فضیلت نہ دو اور یوں انہوں نے مسلمانوں کو بھی یوم عاشور کا روزہ رکھنے کا حکم دے دیا بعد میں جب رمضان کے روزے رکھنے کا حکم آیا تو عاشور کا روزہ ترک کر دیا گیا لیکن یہ کہانی پڑھ کر میرے ذہن میں جو خیال آیا وہ کچھ تو پچھلی اقساط میں بیان کر چکا ہوں۔ کہ پیغمبر اسلام یہودیوں اور عیسائیوں کو متاثر کر کے اپنی امت میں شامل کرنا چاہتے تھے اور ان کی طرف سے مایوس ہونے کے بعد ہی اسلام کی راہیں صحیح معنوں میں الگ ہوئیں۔

دوسرا خیال جو میرے ذہن میں آیا وہ یہ تھا کہ اس وقت تک کی پیغبر کی زندگی کو بغور پڑھا جائے تو پتہ چلتا ہے اسلام کا ابتدائی زمانہ عیسائیت کی ان کہانیوں سے متاثر تھا جو پیغمبر اسلام نے ادھر ادھر سن رکھی تھی۔ اس حوالے سے ایک اہم نام ورقہ بن نوفل کا ہے جو حضرت خدیجہ کا کزن تھا اور اسلامی روایات کے مطابق جب پیغمبر اسلام پر وحی نازل ہوئی تو حضرت خدیجہ انہیں ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئی تھی ورقہ بن نوفل پچھلی آسمانی کتابوں کو پڑھ چکا تھا اور ان میں موجود کہانیوں سے بھی واقف تھا۔ کچھ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ورقہ بن نوفل ہی اصل میں قرآن کا مصنف تھا یا کم از کم اس نے پیغمبر اسلام کی آیات کی تیاری میں مدد کی تھی میری گفتگو چونکہ صرف اسلامی کتب تاریخ حدیث اور سیرت النبی تک محدود ہے لہذا میں اس بحث میں نہیں پڑوں گا۔ کہ پیغمبر اسلام نے قرآن کی بنیاد اولڈ اور نیو ٹیسٹیمنٹ میں موجود ان کہانیوں کی بنیاد پر رکھی اس ضمن میں ایک نہایت دلچسپ کہانی نظر بن حارث کی بھی ہے (جو قسط نمبر 12 میں پیش کر چکا ہوں)

جو لوگ اسلامی تاریخ سے واقف ہیں۔ انہوں نے یقینا یہ نام اور اس سے منسلک کہانیاں سن رکھی ہونگی اور ان کہانیوں کو مستعار لینے سے جو غلطیاں ہوئیں۔ ان میں سے ایک قرآن کی سورہ مریم کی آیت 28 میں نمایاں ہوتی

ہے جس میں حضرت مریم کو ہارون کی بہن کہہ کر پکارا گیا ہے۔۔۔ نجران کے عیسائیوں نے یہ آیت سنی تو اس کی بنیاد پر اعتراض اٹھایا کہ مریم ہارون کی بہن نہیں تھی کیونکہ ہارون کا زمانہ مریم کی پیدائش سے کم از کم بارہ سو سال پہلے کا ہے تاہم رسول نے بعد میں اس غلطی کی جو توجیہ پیش کی وہ حدیث کی صورت میں ملتی ہے جو میں نیچے نقل کر رہا ہوں
مغیرہ ابن شعیب نے بیان کیا جب میں نجران گیا تو انہوں (نجران کے عیسائیوں) نے مجھ سے پوچھا کہ تم قرآن میں ہارون کی بہن مریم پڑھتے ہو جبکہ موسی کا زمانہ تو عیسی سے بہت پہلے کا ہے جب واپس آکر نبی پاک کی خدمت میں پیش ہوا تو ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا پرانے زمانے کے لوگ آپس میں اپنے لوگوں کو پہلے سے گزرے ہوئے نیک اور برگزیدہ لوگوں اور نبیوں کے ناموں سے پکارا کرتے تھے صحیح مسلم حدیث نمبر 5236

اگر اس کہانی پر غور کیا جائے تو اندازہ ہو گا کہ پیغمبر اسلام نے کس خوبصورتی سے اپنی اس غلطی پر پردہ ڈالا۔ اگر آپ سورہ مریم آیت 28 پڑھیں تو آپ کو صاف دکھائی دے گا کہ اس میں مریم کو ہارون کی بہن قرار دیا گیا ہے لیکن بعد میں غلطی پکڑے جانے پر پیغمبر اسلام نے کمال خوبی سے اسے جھٹلا دیا۔

یہ وہ حقائق ہیں کہ اگر آپ پسماندہ مذہبی معاشرے میں کسی کو سنانے نکلو تو پھر خلقت شہر کے پتھر آپ کا مقدر بن جائیں گے اور تھوڑا سا منہ کھولنا بھی سزا کو دعوت دینے کے مترادف ہو گا۔۔

شاید اسی موقع پر میاں محمد بخش نے کہا تھا۔۔

خاصاں دی گل عاماں اگے نئیں مناسب کرنی۔

مٹھی کھیر پکا محمد کتیاں اگے دھرنی۔

اور بلھے شاہ نے فرمایا۔۔۔

بلھیا کھا کباب پی شراب تے ہیٹھ بال ہڈاں دی اگ۔

چوری کرتے بھن گھر رب دا اس ٹھگاں دے ٹھگ نوں ٹھگ۔۔

بن دیکھے زہر نہ پیجیے۔ تحقیق کیجئیے۔

قسط نمبر 30

مذاہب کے بے بنیاد سائنسی دعوے

آپ نے اکثر مسلمانوں کو الیکٹرانک اور سوشل میڈیا پر دعویٰ جات کے انبار لگاتے دیکھا ہو گا۔ کہ کافر اور غیر مسلم مسلمانوں کے سامنے بے بس ہیں۔۔ اور جیت تو ہمیشہ مسلمانوں کی ہوتی رہی ہے اور ہوتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔۔

مسلمان اور علماء قرآن میں سائنسی کرشمات و معجزات بتاتے نہیں تھکتے۔

مثال کے طور پر ان کے پیش کیے گئے قرآن میں موجود سائنسی حقائق میں سے ایک پر نظر ڈال لیجیے فرماتے ہیں .

اور آسمانوں میں جو پہاڑ ہیں۔ (خدا) ان سے اولے نازل کرتا ہے۔ (نور 43)

ترجمہ ڈاکٹر اسرار احمد۔۔ اور آسمان کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ہم اس کو توسیع دینے والے ہیں (ذاریات 47)

نہ تو کوئی آسمان ھے۔ نہ ان میں اولوں کے پہاڑ۔ جب آسمان ہی نہیں تو ان میں پہاڑوں کا کیا کام۔

نا تو اللہ کے کوئی ہاتھ موجود ہیں اور نہ کوئی آسمان جیسی ٹھوس چیز جس کو بنانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

آسمان تو بس ایک (illusion) نظر کا دھوکا ہے جو پرانے وقت کے لوگوں کو ایک نیلے رنگ کی چھت کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ مسلمان بڑے شوق سے دعوی کرتے ہیں کہ قرآن سائنس کی نہیں بلکہ نشانیوں کی کتاب ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر مسلمان دن رات اس میں سے سائنس نکالنے کی کوششوں میں کیوں ہلکان ہو رہے ہیں۔ قرآن کی ہر وہ آیت جس میں ان لوگوں کو کوئی جدید سائنسی دریافت نظر آ جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ چودہ سو سال سے موجود ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ پہلے آپ سائنس کی طرف سے کسی دریافت کا انتظار کرتے ہیں اور پھر قرآن میں سے اس کا ثبوت نکال کر لاتے ہیں کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ جن چیزوں کا جواب سائنس کے پاس نہیں وہ پہلے قرآن میں سے حتمیت کے ساتھ نکال کر کفار کے منہ بند کر دیئے جائیں؟ مثلا سائنس کو درپیش بڑے سوالات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کیا کائنات میں کسی اور سیارے پر بھی زندگی کا وجود ہے؟ سائنس ابھی تک اس کا حتمی جواب تلاش نہیں کر پائی کیا قرآن میں یہ حقیقت چودہ سو سال سے موجود ہے؟

اگر موجود ہے تو پھر سب کو بتائیے یہ نہ ہو کل کو سائنسدان کسی اور سیارے پر زندگی دریافت کر لیں یا یہ پتہ کر لیں کہ کسی اور سیارے پر زندگی کا کوئی وجود نہیں تو آپ قرآن کی کوئی گول مول آیت نکال کر لے آئیں کہ دیکھا ہمارے قرآن نے چودہ سو سال پہلے ہی بتا دیا تھا۔

بھائی لوگو یہ سب بتانے کا کیا فائدہ جو دریافت کے بعد سامنے آئے۔ کائنات کی وسعت کو کائنات کا پھیلنا قرار دے دینا آسان ہے کیونکہ آپ نے معانی کھینچ تان کر فٹ کیے ہیں۔ لیکن جو سائنسی معلومات قرآن میں صاف اور واضح لفظوں میں لکھی ہیں کچھ ان کا بھی خیال کریں مثلاً یہ کہ چاند کائنات کے عین درمیان میں ہے یا یہ کہ دنیا گول نہیں کیونکہ ذولقرنین چلتے چلتے دنیا کے کنارے تک جا پہنچے تھے یا یہ کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے یہ پتہ صرف خدا کو ہے۔

کورونا وائرس سے کئی ملین لوگ متاثر ہو گئے۔ جبکہ مرنے والے بھی ملینز میں پہنچ گئے۔ دعوے کرنے والے بے بس خدا اپنے اڈے بند کروا بیٹھے۔ لوگ سمجھ گئے ہیں۔ کہ صرف انسان ہی انسان کی مدد کر سکتا ھے۔

بس کریں بھائی صاحبان آپ قرآن کو اللہ کا کلام سمجھتے ہیں تو سمجھتے رہیں جھوٹے دعووں سے اپنے مذہب اور اپنی کتاب کا مذاق نہ بنوائیں۔۔۔ یہی کہہ دینا کافی ہونا چاہیے جس طرح کے سائنسی حقائق آپ قرآن میں سے تلاش کر کر کے لاتے ہیں اس سے ملتی جلتی پیشین گوئیاں ناسٹراڈیمس کے چاہنے والے ہر بڑے واقعے کے بعد اس کی کتاب میں سے بھی نکال لاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے ناسٹراڈیمس بھی نبی ہو.

اسی طرح کی پیشگوئیاں تو مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید اور ہمنوا بھی ڈھونڈ کر لے آتے ہیں۔۔

اب تو بنام احمد عیسی نبوت کا دعویدار بھی ہر طرف سے اپنی سچائی بیان کر رہا ھے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہندوؤں کو سکھوں اور عیسائیوں کو مسلمانوں اور یہودیوں کو غرض کے ہر مذہب و ملت کے ماننے والوں کو تمام پیشگوئیاں اپنی ہی کتابوں میں نظر آتی ہیں۔۔

سوچیئے سوچنا جرم نہیں

بن دیکھے زہر نہ پیجئیے۔ کچھ تحقیق کیجئیے

قسط نمبر 31 ●

50 مشہور قرآنی تضادات (پہلا حصہ)

عام طور پر لوگ احادیث کو ضعیف کمزور۔ جھوٹی۔ غلط موضوع وغیرہ کہہ کر جان چھڑا لیتے ہیں۔ اور پھر سمجھتے ہیں کہ قرآن کسی اللہ کی کتاب اور تضادات اور غلطیوں سے پاک ھے۔ □♂□🙆♂□

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔ (نساء 82)

1۔ قسمیں کھانے والے ذلیل کی بات نہ ماننا (قلم 10)

اللہ نے خود بار بار قسمیں کھائیں (شمس 1 تا 7)

2۔ اگر تمہیں قرآن کے آسمانی کتاب ہونے پر شک ہے تو یہودیوں اور مسیح کے ماننے والوں سے پوچھ لو (یونس 94)

یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں (البقرہ 3)

3۔ جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے اسکا دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا

(آل عمران 85) مسلمان یہودی صابی عیسائی جو بھی اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو اسے آخرت میں بے خوف ہو گا اور کوئی رنج و غم نہ ہو گا (البقرہ 62) 5.69*

4۔ مشرق اور مغرب (البقرہ 142) دو مشرق اور دو مغرب (الرحمن 17) مشرقوں اور مغربوں (المعارج 40)

5۔ جو تجھے برائی پہنچے اللہ کی طرف سے آتی ہے (نساء 79) جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے (نساء 80)

6۔ تم وہی کچھ چاہ سکتے ہو جو اللہ چاہے (التکویر 29)

اب جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر کرے (کہف 29)

7۔ رب کے ہاں ایک دن ہزار سال کے برابر ہے (حج 47)

ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہے (المعارج 4)

8۔ نبی دنیا کیلئے رحمت تھے (انبیاء 107) نبی گناہ گار تھے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں (غافر 55) (47۔19) (48۔2)

9۔پہلے مسلمان محمد تھے(تحریم12)ابراہیم اور اسکی اولاد تھی(بقرہ132)عیسی اور اسکے حواری تھے(ال عمران52)

10۔اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے(نحل49)

اور جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو زمین و آسمان میں سے کچھ نہیں دے سکتے(نحل73)

11۔اور ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں(توبہ29)رسول کے ذمہ تو صاف صاف پہنچا دینا ہی ہے(تغابن64)

12۔نبی اور مومنوں کے شایان شان نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے دعائے مغفرت کریں(توبہ113)

ابراہیم نے اپنے(مشرک)باپ کیلئے دعائے مغفرت کی(توبہ114

13۔کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھ سے ان کے لیے چوپائے پیدا کیے(یسین73)

جب اللہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے(یسین82)

14۔اے نبی کہہ دو مجھے اللہ ہی کافی ہے(توبہ129)

اے لوگو نبی کی مدد کرو(آل عمران81)

15۔عمران کی بیٹی(عیسی کی ماں)کو مریم کہا گیا(تحریم12)موسی ہارون کا بھائی(اعراف142)

(1400پرانے)ہارون کی بہن بنا دیا اللہ نے(مریم28)

16۔اور چاند کو(مصنوعی روشنی والا)نور بنایا(نوح16)اللہ زمین و آسمان کا نور ہے(نور35)

17۔اللہ زندگی اور موت دیتا ہے(اعراف58)

فرعونی جو تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے(بقرہ49)

18۔اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں کل جاندار اور فرشتے(نحل49)

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا(بقرہ34)

19۔اللہ ہی کی بادشاہی ہے آسمان اور زمین میں(آل عمران189)

کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے(بقرہ245)

20۔ایک مسلمان مومن 10 کافروں پر بھاری ہے

(انفال65)ایک مسلمان مومن دو کافروں پر بھاری ہے(انفال66)

21۔جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان سے در گزر کرو(جاثیہ14)جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان سے جنگ کرو(توبہ29)

22۔قرآن عربوں کے لیے ہے(فصلت44)زخرف3)یوسف2)

قرآن ساری دنیا کے لیے ھے(نساء174)

قرآن انسانوں اور جنوں کیلیے ہے(رحمن33)

23۔محمد سے پہلے کوئی (نبی) ڈرانے والا نہیں آیا(سبا44)

ہر ایک امت کے لئے ایک رسول آیا (یونس47)

24۔قوم عاد کو ایک دن میں تباہ کیا(قمر19)

قوم عاد کو کئی دنوں میں تباہ کیا(فصلت16)

25۔وہی (ایک) اللہ ھے جو پروردگار ہے(غافر62)

اللہ بہترین ہے زیادہ خالقوں میں سے(مومنون14)

26۔اللہ شرک ہرگز معاف نہیں کرے گا(نساء48۔نسا116)قوم موسی نے بچھڑے کو پوجا معاف کر دیا(نساء153)

27۔فرعون کے بدن کو دریا میں غرق ہونے سے بچایا(یونس92)فرعون اور اسکے ساتھیوں کو غرق کر دیا گیا(اسراء103)

28۔تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے آباؤاجداد نہیں ڈرائے گئے(یسین6)اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ڈرانے والا بھیجتے(فرقان25)کوئی امت نہیں گذری جس میں ڈرانے والا نہ آیا ہو(فاطر24)

29۔ یہ روشن واضع کتاب کی آیات ہیں (قصص 2) کچھ آیات محکم اور کچھ متشابہات ہیں (العمران 7)

30۔ جھوٹ بولنے والے پر اللہ نے لعنت کی (ال العمران 61) (نور 7) (مریم کو اللہ نے خود جھوٹ بولنے کا کہا) کہ تو کھا اور پی کوئی نظر آئے تو کہہ دے کہ میں نے روزہ رکھا ھے (مریم 26)

31۔ اللہ آسمان میں ہے (ملک 16) اللہ عرش پر ھے (طہ 5) (ہونس 3) اسکا عرش پانی پر تھا (ھود 7) اللہ ہر جگہ ھے (بقرہ 115) اللہ شہ رگ سے بھی قریب ھے (ق 16)

32۔۔ غیب پر ایمان لانے کا کہا (بقرہ 3)

غور و فکر کرنے کا کہا (بقرہ 266)

33۔ قیامت والے دن ایک صور پھونکا جایئگا (الحاقہ 13)

اس وقت دو صور پھونکے جائینگے (نازعات 7)

34۔ قیامت والے دن پہاڑ روئی کی طرح ہو جائیں گے (معارج 9) پہاڑ چلائے (مٹ) جائیں گے سراب کی طرح ہو جانگے (نبا 20)

35۔ روز قیامت کفار نہیں بول سکیں گے (نمل 85)

ان کے ہاتھ بولیں گے (یسین 65)

36۔ اللہ ہدایت کے بعد گمراہ نہیں کرتا (توبہ 115)

جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دیتا (رعد 33)

37۔ اور کوئی اس (اللہ) جیسا نہیں (اخلاص 4)

اللہ کی آنکھیں ہیں (طہ 20) اللہ کے ہاتھ ہیں (مائدہ 64) ص 75

38۔ اللہ رحیم و مہربان ھے (فاتحہ 3) جنھوں نے آیتوں کو جھٹلایا انہیں آگ میں ڈالے گا۔ اور نئی چمڑی دے گا (نساء 56)

39۔ اللہ ڈائریکٹ بات نہیں کرتا بلکہ وحی سے کرتا ہے یا پردے کے پیچھے سے (شوری 51) آدم سے بات کی (بقرہ 36) موسی سے ہمکلام ہوا (نساء 164)

40۔ تیرا رب ظلم سے بستیوں کو تباہ نہیں کرتا

(انعام 131) پھر ہم بستیوں کو تباہ کر کے برباد کر دیتے ہیں (اسراء 16)

41۔ مریم سے ایک فرشتے نے کلام کیا (مریم 16-19) مریم سے کئی فرشتوں نے کلام کیا (آل عمران 42 اور 45)

42۔ قوم ثمود کو ہولناک آواز کے عزاب سے تباہ کیا گیا (ھود 67) قوم ثمود کو زلزلے کے عزاب سے تباہ کیا گیا (الاعراف 78)

قوم ثمود کو بجلی کے عزاب سے تباہ گیا (الزاریات 44)

43۔ زمین بنائے جانے کا ذکر پہلے آیا (البقرہ 29) حم سجدہ 9 تا 12۔ آسمان کا ذکر پہلے آیا (نازعات 27-30)

44۔ استطاعت رکھتے ہوئے بھی روزہ چھوڑا جا سکتا ہے فدیہ دے کر (بقرہ 184) استطاعت رکھتے ہوئے روزہ نہیں چھوڑا جا سکتا چھوڑے روزے بعد میں رکھنے ہونگے (بقرہ 185)

45۔ زمین اور آسمان چھے دن میں بنائے گئے (الاعراف آیت 54) زمین اور آسمان آٹھ دن میں بنائے گئے (فصلت 9-12)

46۔ اور جو مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو ان بیویوں کو چار مہینے دس دن تک اپنے نفس کو روکنا چاہیے (بقرہ 234) جو لوگ مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو بیویوں کو سال بھر کے لیے گھروں سے نہیں نکلنا چاہیے (بقرہ 240)

47۔ بدکار عورت کو گھر میں بند کر دو موت تک (النساء 15) بدکار عورت کو سو کوڑے مارو (النور آیت 2)

48۔ بیشک نبی اچھے اخلاق والے ہیں (القلم آیت 4)

اور نبی نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا جب ایک نابینا آیا (عبس 1-2) نبی کو نہیں چاہیے کہ قیدی بنائے جب تک زمین میں خوب خونریزی نہ کر لے (انفال 67)

49۔دین میں کوئی جبر نہیں (البقرہ 256) تمہارے لیے تمہارا دین (کافرون 6) ان سے لڑو جو سچا دین قبول نہیں کرتے (توبہ 29) انکی گرنوں پر ضرب لگاو اور پور پور توڑو (انفال 12)

50۔میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اسلیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں (الذاریات 56) اللہ بے نیاز ھے (اخلاص 2) جو لوٹ کر لاو پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا (انفال 41)

اپنے جوابات صرف اسلامی حوالہ جات کیساتھ عنایت فرمائیں۔تضادات سے بھرپور کتاب صرف انسان ہی کی من گھڑت ہو سکتی ہے۔

آیتوں کا مکمل متن پیش نہیں کیا گیا۔اختصار کے لیے صرف اختلافی باتیں بیان کی ہیں۔شکریہ

آخری پیغام۔

بن دیکھے زہر نہ پیجیے۔کچھ تحقیق کر لیجیے۔🙋‍♂️ جاری ھے۔۔۔۔

قسط نمبر 32

مزید 50 قرآنی تضادات (حصہ دوم)

ان لوگوں کے نام جو احادیث کو ضعیف کمزور۔جھوٹی۔غلط موضوع وغیرہ کہہ کر جان چھڑا لیتے ہیں۔اور پھر سمجھتے ہیں کہ قرآن کسی اللہ کی کتاب اور تضادات اور غلطیوں سے پاک ھے۔

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔(النساء آیت 82)

51۔بدر میں ایک ہزار فرشتوں نے مدد کی (انفال آیت 9)

بدر میں تین ہزار فرشتوں نے مدد کی (آل عمران 124)

52۔اللہ گمراہ کرتا ھے (جاثیہ 23) شیطان گمراہ کرتا ہے

(القصص 15) انسان خود کو گمراہ کرتا ہے (ق 27) قرآن گمراہ کرتا ہے (بقرہ 26)

53۔ بیشک اللہ سب گناہ بخش دے گا(الزمر آیت 53)

اللہ شرک نہیں بخشے گا(نساء آیت 116)

54۔ کوئی رب کی باتوں کو بدل نہیں سکتا(الانعام115)

ہم کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کے برابر لاتے ہیں(بقرہ106)

55۔ ابلیس فرشتہ تھا(البقرہ آیت 34)جن تھا(کہف50)

56۔ انسان پانی سے بنایا گیا(فرقان54)مٹی سے بنایا(انعام2)گارے سے(حجر26)زمین سے سبزے کی طرح اگایا(نوح16)جمے ہوئے خون سے پیدا کیا(علق2)کسی بھی چیز سے نہیں بنایا(مریم67)

57۔ شراب شیطانی کام ہے(مائدہ90)(بقرہ219)جنت میں شراب کی نہریں(محمد15)انکو مہر لگی ہوئی شراب پلائی جائیگی(مطففین25)شراب کا ذکر اللہ کی نعمتوں کے ساتھ کیا گیا(نحل67)

58۔ بیویوں میں انصاف کر سکو تو دو تین چار نکاح کرو(النساء3)تم ہرگز بیویوں میں انصاف نہیں کر سکتے(النساء129)

59۔ روز آخرت والے دن اللہ کچھ لوگوں سے کلام نہیں کرے گا(ال عمران77)سب سے سوال کیا جائے گا(الحجر 92)

60۔ مصیبت اللہ کی طرف سے آتی ہے(تغابن11)

مصیبت خود انسان کیوجہ سے آتی ہے(شوری 30)

61۔ قران متقین کے لیے ہدایت ہے(بقرہ2)

قران سب کے لیے ہدایت ہے(انعام91)

62۔ جادوگر موسی پر ایمان نہ لائے(یونس83)

جادوگر موسی پر ایمان لے آئے(اعراف117-120)

63۔ ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنادیا ہے جو ایمان نہیں لاتے (اعراف 27) لوگوں نے خود شیطانوں کو اپنا دوست بنایا (الاعراف 30)

64۔ ایمان والوں رسول سے سرگوشی سے پہلے صدقہ دے لیا کرو (مجادلہ 12) رسول سے سرگوشی سے پہلے صدقہ نہ کرو اللہ معاف کرنے والا ہے (مجادلہ 13)

65۔ آسمان اور زمین علیحدہ تھے (فصلت 11)

آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے (الانبیاء 30)

66۔ اللہ کے سوا کوئی مددگار دوست نہیں (عنکبوت 22) فرشتے دنیا میں بھی آپکے دوست ہیں آخرت میں بھی (فصلت 31)

67۔ بنی اسرائیل بچھڑے کو پوجنے پر نادم ہوئے (الاعراف 149) نادم نہیں ہوئے بلکہ اسی پر جمے رہے (طہٰ آیت 91)

68۔ روز آخرت کے دن برے لوگوں کو اعمال نامہ پیٹھ پیچھے دیا جائے گا (الانشقاق 10) بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا (الحاقۃ 25)

69۔ عیسی وفات پا گئے (آل عمران 55)

عیسی کی موت مشتبہ بنادی گئ (نساء 157)

70۔ انسان کے لیے دو زندگیاں اور تین بار موت ہے (البقرہ 28) دو بار موت اور دو بار زندگی ہے (غافر 11)

71۔ زمین و آسمان کو کہا کہ بن جاؤ تو وہ بن گئے (فصلت 11) زمین و آسمان پہلے ہی تھے ہم نے علیحدہ کر دیے (ابرہیم 30)

72۔ اللہ نے زمین و آسمان کو 6 دنوں میں پیدا کیا پھر سورج چاند ستارے مسخر کیے۔ (اعراف 7)

زمین و آسمان کو (فوری بنادیا) کہا ہو جا تو ہو گئے (بقرہ 117)

73۔ اور ہم نے مجرم لوگوں کو نبی کا دشمن بنادیا (فرقان 31) اللہ ہی ہدایت دیتا ھے (فرقان 31)

74۔ موسیٰ نے جادو کی ترغیب کی (طہٰ 69) جادو شر ہے (فلق 4)

75۔ انسان اور جن جہنم میں جائیں گے (جانور نہیں) (اعراف 179) انسانوں اور جانوروں کی بڑی تعداد جہنم جائیگی (حج 18)

76۔ قیامت کے دن لوگ قبروں سے زندہ کیے جائیں گے (حج 7) جو اللہ کے راہ میں مارے گئے وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق دیے جارہے ہیں (نساء 169)

77۔ اس دن کوئی کسی کی سفارش نہیں کرے گا (2۔123) 2۔47 سوائے اس کے جس کو اللہ نے اجازت دی ہو (طہٰ 109)

78۔ جنت کے چوڑائی آسمانوں اور زمین کی ہے (ال عمران 133) جنت کی چوڑائی (ایک) آسمان اور زمین جیسی ہے (حدید 21)

79۔ جنت میں مرد اپنی بیویوں کے ساتھ ہوں گے (زخرف 43) بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ بیاہ ہونگے (طور 20)

80۔ سب (مسلمان) جہنم سے گزر کر جائیں گے (مریم 71)

مومن مسلمان سیدھا جنت جائیں گے (محمد 47)

81۔ کافر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے (نبا 23) سوائے یہ کہ اللہ کچھ اور چاہے (انعام 128) (ہود 107)

82۔ اللہ کے سوا جو پوجا جائے وہ (یسوع مسیح) جہنم میں جائیگا (انبیاء 21) مسیح ابن مریم دنیا و آخرت میں اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہے (ال عمران 45)

83۔ جہنم میں کھانا خاردار سوکھی گھاس ہوگی (غاشیہ 88) صرف زخموں کا پیپ ہوگا (حاقہ 36) ان کا کھانا ایسی ٹہنیاں ہونگی جو شیطانوں کے سر کی مانند ہو (صافات 65)

84۔ اللہ نے آدم نوح ابراہیم اور عمران کے گھرانے کو سب جہانوں پر فضیلت دی (ال عمران 33) بنی اسرائیل کو تمام جہانوں پر فضیلت دی (بقرہ 47) سب کو ایک نر اور مادہ سے پیدا کیا اور شناخت کے لیے قبیلے بنائے (حجرات 49)

85۔ روز قیامت ہر کوئی اپنا بوجھ اٹھائے گا (انعام 164) (فاطر 35) اپنا بوجھ اور جن کو گمراہ کیا کچھ ان کا بوجھ (نحل 25) اپنے علاوہ اور بہت سے بوجھ اٹھائیں گے (عنکبوت 13)

86۔ کوئی اللہ کی مرضی کے بغیر ایمان نہیں لا سکتا (یونس 100)

تم میں سے جو چاہے سیدھا چلے (التکویر 28)

87۔ ہماری تقدیر پیدائش سے پہلے ایک کتاب میں لکھی (حدید 22)

لیلۃ القدر میں اس کا نزول ہوا (الدخان 3)

88۔ موت کا (ایک) فرشتہ جان لیتا ہے (سجدہ 11)

زیادہ فرشتے لیتے ہیں (محمد 27) اللہ جان لیتا ھے (زمر 42)

ہمارے رسول جان قبض کرتے ہیں (انعام 61)

89۔ ماں صرف وہی ھے جو آپکو جنم دے (مجادلہ 2)

نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں (احزاب 6)

90۔ یہودیوں اور عیسائیوں کا (غیر حلال) کھانا حلال ہے (مائدہ 5) صرف وہی کھاو جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو (انعام 118)

91۔ حرمت والے چار مہینے ہیں (توبہ 36) ایک مہینہ ہے (مائدہ 2)

92۔ اللہ مرتدوں کو سخت سزا دے گا (غاشیہ 23۔24)

انکی پرواہ نہیں کرے گا (الممتحنہ 6)

93۔کافروں کے سب اعمال ضائع ہیں اور وہ جہنمی ہیں(توبہ 17) جس نے ایک نیکی بھی کی وہ اسکے اعمال دیکھے گا(99۔7)

94۔رسول اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا سوائے وحی کے(نجم 3.4)شیطان رسول کے آرزو میں اپنی آرزو ڈال دیتا ہے(حج 52)

95۔شیطان نے آدم اور حوا کو بہکایا(اعراف 20)

شیطان نیک بندوں کو نہیں بہکاتا(ص 83)

96۔جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان سے لڑو(توبہ 29)

ان سے درگذر کرو(جاثیہ 14)

97۔مشرک ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو(لقمان 15)مشرک باپوں اور بھائیوں سے دوستی نہ رکھو(توبہ 23)

98۔تم عیسائیوں کو دوستی کے قریب پاوگے(مائدہ 82)

تم عیسائیوں سے دوستی نہ رکھو(مائدہ 51)

99۔ہمارا اور تمہارا(غیر مسلم کا)ایک ہی معبود ہے(عنکبوت 46)

میرا اپنا معبود ہے اور تمہارا اپنا معبود ہے(کافرون 4۔3)

100۔اللہ صرف مردوں میں سے نبی بھیجتا ھے

(یوسف 109)فرشتوں اور لوگوں میں سے بھی(حج 75)

ہم زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو آیات جھٹلانے والوں سے کلام کرے گا(نمل 82)زمین بھی کلام کرے گی جو ہم اسے وحی بھیجیں گے(زلزلہ 5) جس کے پاس جس جس تضاد کا جواب ھے۔۔جواب دینا مت بھولے۔

شکریہ۔تضادات سے بھرپور کتاب صرف انسان ہی کی من گھڑت ہو سکتی ہے۔

آیتوں کا مکمل متن پیش نہیں کیا گیا اختصار کے لیے صرف اختلافی باتیں بیان کی ہیں۔

بن دیکھے زہر نہ پیجئیے۔ تحقیق کیجئیے (جاری ھے)

قسط نمبر 33

قرآن واحادیث کے چند مزید تضادات

یہ صرف ان جذبات اور اندھا دھند عقیدت کا رد عمل ھے جو بچپن سے آپکے ذہن میں پروگرامنگ کر دی گئی ھے۔ کہ یہ کسی اللہ کا کلام ھے۔۔ایسی کوئی بات نہیں ذرا سوچئیے گا۔۔

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت اختلاف پاتے۔(نساء82)

قرآن کا آپس میں ٹکراو۔

101۔اللہ مرتد کو سخت سزا دے گا(غاشیہ 23۔24)

کوئی مرتد ہو جائے تو اللہ بے نیاز ہے بزرگی والا(ممتحنہ 6)

102۔نبی پر کوئی معجزہ نہیں اتارا جاتا(عنکبوت 50)

ہم نے عیسی پر کھلے معجزات اتارے(بقرہ 253)

103۔ابراہیم مشرکوں میں سے نہ تھا(بقرہ 135)

ابراہیم نے ستارے کو رب کہا(انعام 76)

104۔اور ہم نے نوح کی اولاد کو زندہ بچا لیا(صافات 77)

ایک لہر میں ڈوبنے والوں میں شامل ہو گیا(ھود 43)

105۔یونس نبی کو کھلے میدان میں پھینک دیا گیا(صافات 145)

اللہ کا فضل نہ ہوتا تو کھلے میدان میں پھینکا جاتا(قلم 49)

106۔اللہ نے مرد وعورت کو ایک دوسرے کے ہم جنس بنایا۔(ال عمران 195)مرد عورتوں پر نگران ہیں(نساء34)

107۔محمد پر وحی روح القدس سے آتی تھی(نحل102)

جبرائیل قرآن کو لیکر نازل ہوا(بقرہ97)

108۔اور ہم نے قرآن کو لیلتہ القدر میں نازل کیا(قدر 1)(دخان 3)

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اترا(بقرہ185)

ہم نے قرآن کو آہستہ آہستہ نازل کیا(اسرا106)

109۔اللہ ایک ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں(غافر62)

اللہ کے سوا اور بھی معبود ہیں(یونس28)

مشرک معبودوں لات منات اور عزی کا ذکر(نجم20'19)

110۔ماں کے دودھ چھڑانے کی مدت 30ماہ ہے(احقاف15)

ماں کے دودھ چھڑانے کی مدت 2سال ہے(لقمان14)

111۔وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ایک مکھی پیدا نہ کر سکیں(حج 73)میں(عیسی)مٹی سے پرندے کی مورت بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں تو پرندہ بن جاتا ھے(العمران49)

112۔رسول اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا سوائے وحی کے(نجم3.4)شیطان رسول کے آرزو میں اپنی آرزو ڈال دیتا ہے(حج52)

قرآن اور احادیث کا ٹکراو۔

113۔ہم نے ہی اس قرآن کو اتارہ ہم ہی حفاظت کرنے والے ہیں(حجر9)رجم اور بڑے آدمی کو دودھ پلانے کی آیات کاغذ پر لکھی تھیں۔رسول کی وفات پر ایک بکری وہ کاغذ کھا گئی(ابن ماجہ1944)

114۔ حیض والی عورتوں کے قریب مت جاو(بقرہ222) جب(عائشہ) حیضہ ہوتی رسول تہبند باندھنے کا حکم دیتے پھر آپ مباشرت کرتے(مسلم679-680)

115۔ جو دین سے پھرے اسے اللہ پوچھے گا(نساء137)

رسول نے کہا جو دین بدلے قتل کر دو(بخاری6922)

احادیث کا آپس میں ٹکراو۔۔

116۔ وضو میں اعضاء کو ایک بار دھونا چاہیے

(بخاری157) دو بار دھونا چاہیے(بخاری158) تین بار دھونا چاہیے(بخاری159-160)

117۔ فتنہ دجال کیلیے سورہ کہف کی پہلی دس آیات(مسلم1883)

سورہ کہف کی آخری آیات(مسلم1884)

118۔ دجال دائیں آنکھ سے کانا ہو گا(S.M7005)

دجال بائیں آنکھ سے کانا ہو گا(S.M7010)

119۔ رسول نے کھڑے ہو کر پینے کو ناپسند فرمایا(S.M5017) خود کھڑے ہو کر پیا(m5023)

120۔ رسول دس سال مکہ رہے(bu5900)

تیرہ سال مکہ رہے پھر ہجرت کی(bu3902)

پندرہ سال مکہ میں قیام کیا(mu5809)

121۔ اکیلے نماز سے باجماعت نماز ستائیس گنا افضل ہے(bu645) پچیس گنا افضل ہے(bu646)

122۔ قرآن کو ان چار لوگوں نے جمع کیا۔ اوبیؓ بن کعب۔ معاذ بن جبل۔ زید بن ثابت، اور ابو زید(bu5003)

قرآن کو ان چار کو گوں نے جمع کیا۔ ابو درداء۔ معاذ بن جبل۔ زید بن ثابت، اور ابو زید(bu5004)

123۔ اللہ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا(bu7380)

رسول نے اللہ کو دل کے ساتھ دیکھا(mu343)

124۔عصر سے غروب آفتاب تک عبادت منع ہے(bu586'588)

رسول نے بعد عصر دو رکعت نماز کبھی نہ چھوڑی(bu592)

125۔رسول کی عمر ساٹھ سال تھی(بخاری5900)

تریسٹھ سال تھی(بخاری3902۔3903)

نوٹ؛-

اختصار کے طور پر متن بیان کیا گیا ھے۔۔اور انگلش حروف کے حوالہ جات انگلش کتب سے ہیں۔شکریہ

ہنستے رہیں۔مسکراتے رہیں۔

سیکھتے رہیں اور سکھاتے رہیں۔۔

جاری ھے۔۔۔۔۔۔

قسط نمبر 34

قرآن واحادیث کی گالیاں

کیا آپ بھی یہ برداشت کرسکتے ہیں کوئی آپکو یا اللہ اور رسول کو انہی الفاظ سے بلائے۔اگر نہیں تو پھر ذرا سوچیئے۔ کیونکہ مذہبی عقیدت اور مذہبی نشہ انسان کو اس قدر اندھا کر دیتا ہے۔کہ واضح طور پر گالی گلوچ دیکھ کر بھی انسان کو اپنی آنکھوں پر اعتبار نہیں آتا۔

یہ (قرآن)لوگوں کے لیے بیان صریح اور پرہیز گاروں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے[آلعمران138]

قرآن کے بیانات غیر مسلم لوگوں کے لیے۔۔

مختلف طریقوں سے غیر مسلم پر لعنت۔

30بار[بقرہ88'89'159'161'162۔العمران61'87]

بہرے'گونگے'اندھے[بقرہ18۔171.انعام39.اسراء97]

(غیر مسلم) ذلیل بندر رہیں[بقرہ65۔اعراف166]

جاہل لوگ[اعراف138]انکی مثال اس کتے جیسی ھے جو سختی کرنے پر زبان لٹکائے ہانپتا ھے[اعراف176]

جانوروں جیسے اور بدترین[اعراف179. فرقان44]

کافروں کی اکثریت جاہلوں پر مشتمل ھے[انعام111]

بیشک جھوٹے ہیں[انعام28۔ نحل39]

(یہودیوں) کی مثال اس گدھے جیسی ھے۔اور بھی بری مثال جنھوں نے ہماری آیات جھٹلائی[جمعہ5]

کچھ کو بندر اور سور بنا دیا۔ شیطان کے بندے۔ درجہ کے لحاظ سے بدتر۔ بھکے ہوئے[مائدہ60]

جانوروں میں بدترین وہ بہرے گونگے (انسان) ہیں[انفال22]سب جانداروں میں سے بدترین[انفال55]

کافر سب مخلوق سے بدترین ہیں (بینہ6) خبیث / ناپاک[آلعمران179]بے وقار کمینے چغلخور[قلم11]۔

بدمزاج۔ بدذات بدنسل، حرامی، کان کٹا[قلم13]۔

انکا نامہ اعمال انکی پیٹھ پیچھے دیا جائے گا۔ تو وہ موت کو پکاریں گے[انشقاق10]۔ پرلے درجے کا جھوٹا[شعراء222]

ابولہب کے ہاتھ ٹوٹیں۔ شعلہ زن آگ میں جائے۔ اور اسکی بیوی کے گلے میں مونجھ کی رسی ہو[مسد]

دیہاتی منافق ہیں[توبہ101]ظالم، جاہل[احزاب72]

ائے جاہلو[زمر64]بیشک گندے ہیں[توبہ95]

بکواس کرتے ہیں[مائدہ64]اور جنگلی گدھے ہیں[مدثر50]دھوکے باز ہیں[لقمان33۔ فاطر5]

اللہ گندگی (ناپاکی) مسلط کرتا ھے ان پر جو ایمان نہیں لاتے[انعام124]

{رسول عربی کے الفاظ}

مختلف طریقوں سے لعنت بھیجی۔[بخاری436'437'797'3453'4559]

عورت نحوست ہے[بخاری2858'5093'1330'1390]

لونڈی سے زنا کے بعد بچہ ولد الزنا[حرامی] کہلائے گا[مشکوت المصابیح3087]

عمرو ابن ہشام کا نام بگاڑ کر ابوجہل کہا[مسند احمد 2680'3605'3633] مسیلمہ حبیب کا نام بگاڑ کر مسیلمہ کذاب کہا [بخاری 3620'4374] ملک شام کے علاوہ اقامت اختیار کرنے والوں کو بدترین لوگ کہا۔ بندر اور سور سے تشبیہ دی [ابوداود 2482۔ مسند احمد 5305]

زیادہ خرچ کرنے والے کو شیطان کے بھائی کہا

[ابن ماجہ 3605] مالدار کو شیطان کا بھائی کہا۔ کنوارے کر بدترین اور کنوارہ مرنے والے کو گھٹیا ترین کہا[مسند احمد 20481] رحمت اللعالمین بسترِ مرگ پر پڑے یہود و نصاریٰ پر لعنتیں بھیجتے رہے [ابن سعد ج2۔240]

اس قرآن کو جب ہم عقیدت اور ایمان کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ تو بہت پیارا لگتا ھے لیکن جب ہم اسکو کچھ تنقیدی نظر سے دیکھیں۔ تو حقیقت بالکل کچھ اور ہی نظر آتی ھے۔۔

اکیسویں صدی کے اس جدید دور میں جہاں دنیا اخلاقیات ادب اور شعور کی کئی منزلیں طے کر چکی ھے۔ تعلیم و ادب کے نت نئے مروجہ اصول انسانی تحفظ اور معاشرتی اقدار کو یقینی بنانے کے لیے قوانین کی زبردست ترتیب پر عمل درآمدگی نے جس طرح ترقی یافتہ دنیا میں بلا تفریق انسانی معاشروں کو منظم بنا کر زندگیوں میں آسانیاں پیدا کیں۔۔ اور ہر شخص کو ارتقائے شعور میں ایک اعلیٰ مقام پر قائم کرنے کے ساتھ دوسروں کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے نت نئے بدلتے قوانین کو دنیا سے آراستہ کیا۔

اور پرانے علوم کو تاریخ بنا دیا۔ تواریخ کے ان باسی اور بدبوردار علم کی جگہ سائنس اور فلسفہ وغیرہ نے لی۔ اخلاقیات کے نئے پیمانے وضع کیے گئے۔۔

میں یہاں جرمنی کی مثال دیتا ہوں کہ گالی گلوچ پر 4000 یوروز [تقریبا 7 لاکھ روپے] تک جرمانے عائد کر دیے گئے

https://www.bussgeldkatalog.org/beleidigung-im/...

یہ اوپر لنک ھے آپ تصدیق کر سکتے ہیں۔۔

(اگر رسول اللہ جرمنی میں تشریف لاتے۔ تو گالیوں کی وجہ سے جیل کی سلاخوں میں کئی بار بند ہوتے)

سیکولرازم 'لبرل ازم' سوشلزم اور کمیونزم جیسے زندگی گزارنے کے نئے سسٹم دریافت کئے گئے۔۔

تو وہیں پر مذہبی دنیا کسی بھی طرح سے اپنے قدیم علوم پر نظر ثانی کرنے پر آمادہ نہیں۔ خصوصا وہ لوگ جو تعلیمی میدان میں بہت پیچھے ہونے کے ساتھ ساتھ ایک فرسودہ معاشرے کا حصہ ہوتے ہیں۔ اپنی اصلاح کرنے میں ہمیشہ مذہبی بنیاد کے ہاتھوں بے بس ہوتے ہیں۔۔

اس قسط میں ہم اسلام کے خدا [اللہ] اور رسول کے کچھ ایسے حقائق آپ کے سامنے رکھیں گے۔۔ جنہیں عام طور پر آپ سے اوجھل رکھنے کی کوشش کی جاتی ھے۔ یا ان سے جان چھڑانے کے لیے مختلف استعارات تشریحات اور تفسیرات کا سہارہ لیا جاتا ھے۔ تاکہ حقیقی مفہوم کسی حد تک تبدیل کیا جاسکے۔ اور اپنے دین کا (کوئی بھی جھوٹ بول کر) تحفظ کیا جائے۔ ذرا سوچئیے۔ اس تعلیم یافتہ دور میں جہاں ایسے الفاظ کے ساتھ اخلاقیات کو پارہ پارہ کر دیا جائے۔ تہذہب اور انسانیت کا جنازہ نکال دیا جائے۔ اور تربیت کے بجائے تضحیک کی جائے۔ اور پھر یہ کہا جائے کہ یہ کسی اللہ کا کلام ھے۔ تو پھر فیصلہ آپکو کرنا ہوگا۔ کہ کوئی مذہبی تعلیم کسی بھی انسان کو کتے بندر سور جنگلی گدھے سے تشبیہ دے اور کسی پر لعنتیں بھیجنا جاہل گندے بدمزاج جھوٹے خبیث (وغیرہ) کہنا عام سی بات ہو۔ تو پھر دال میں کچھ کالا نہیں بلکہ ساری دال ہی کالی ھے۔

کیا اتنی گالیاں خدایا اور رسول کو بھی دی جاسکتی ہیں۔ اس وقت تو آپ کو بلاسفیمی یاد آجاتی ہے۔ کتنی مضحکہ خیز بات ہے۔ کہ قرآنی گالی گلوچ کو مقدس سمجھنے والے لوگ ہمیں یہ کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب پر تنقید نہ کی جائے۔

"شرم تم کو مگر نہیں آتی "

جس خدا نے انسانوں کی بھی توہین کی ہو (بینہ 6) اور جانوروں کی بھی (انعام 145)

وہ کبھی بھی تربیت و اصلاح نہیں کر سکتا۔

ان رسولوں کی کتابیں طاق میں رکھ دو فراز

نفرتوں کے یہ صحیفے عمر بھر دیکھے گا کون۔

ذرا سوچئیے۔ کیونکہ۔۔۔

.Your religion is by birth not by choice

قسط نمبر 35

بائبل کی توہین انسانیت

قرآن کی طرح بائبل بھی اخلاقیات سیکھانے میں دعوی جات کے ڈھیر لگاتی ہے۔ لیکن خود دیکھئے اور تجزیہ کیجئے آپ کو بائبل میں تو یہ گالیاں، توہین، بدگوئی اور گالی گلوچ نظر آجائے گی لیکن قرآن میں لکھا ہونے کے باوجود آپ اس کا جواز پیش کریں گے۔ کیوں؟؟ ذرا سوچیئے

جیسا کہ بائبل میں لکھا ھے۔۔

کوئی گندی بات تُمہارے مُنہ سے نہ نکلے[افسیوں 4۔29] لیکِن اَب تُم بھی اِن سب کو یعنی غصّہ اور قہر اور بدخواہی اور بدگوئی اور مُنہ سے گالی بکنا چھوڑ دو[کلسیوں 3۔8]

پرانا عہد نامہ ● انکار کرنے والوں کیلیے اخلاقیات

اُسکی مانند ہے جو کتے کو کان سے پکڑ تا ہے۔[امثال 26۔17] اے چرواہو[یرمیاہ 25۔34]

جو اپنی زبان سے پانی چپڑ چپڑ کر کے کتے کی طرح پیۓ اس کو الگ رکھ[قضاۃ 7۔5]

اسرئیل کے پراگندہ لوگو[یعسیاہ 56۔8]

اے دشتی حیوانو تم سب کے سب کھانے کو آو! ہاں اے جنگل کے سب درندو[یعسیاہ 56۔9]

لیکن تم لوگ تو جھوٹی باتوں کے گھڑنے والے ہو۔ تم سب کے سب نکمے طبیب ہو[ایوب 13۔4]

لیکن تم لوگ تو جھوٹی باتوں کے گھڑنے والے ہو۔ تم سب کے سب نکمے طبیب ہو[ایوب 16۔2]

اُسکے نگہبان اندھے ہیں۔ وہ جاہل ہیں۔ وہ سب گونگے کتے ہیں جو بھونک نہیں سکتے[یعسیاہ 56۔10]۔ اور وہ لالچی کتے ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے۔ وہ نادان چرواہے ہیں[یعسیاہ 56۔11]

اے جادوگرنی کے بیٹو! تم کیس پر ٹھٹھا مارتے ہو؟ تم کس پر منہ پھاڑتے اور زبان نکالتے ہو؟ کیا تم باغی اولاد اور دغا باز نسل نہیں ہو[یعسیاہ 57۔3]

ریچھوں مانند غراتے ہیں اور کبوتروں کی طرح کڑھتے ہیں [یعسیاہ59۔11]۔ خبیث گروہ [گنتی14۔27۔ سو تو اب آکر ان لوگوں پر لعنت کر [گنتی22۔6]۔ اور میری خاطر ان لوگوں پر لعنت کر [گنتی22۔17]۔ دشمن یہی خبیث ہامان ہے [آستر7۔6]

نیا عہدنامہ ● انکار کرنے والوں کیلیے اخلاقیات

حرمکار یاناپاک یالالچی۔[افسیوں5۔5]

وہ گُستاخ اور خُودرائی ہیں۔[2پطرس2۔10]

چور اور ڈاکو (کہا)۔[یوحنا10۔1]

لیکِن یہ لوگ بے عقل جانوروں کی مانِند ہیں جو پکڑنے جانے اور ہلاک ہونے کے لِئے حَیوانِ مُطلَق پَیدا ہُوئے ہیں۔[2پطرس2۔12]۔ وہ لعنت کی اُولاد ہیں۔[2پطرس2۔14]۔ وہ اندھے کنویں ہیں۔[2پطرس2۔17]۔

مگر یہ عام لوگ جو شَریعَت سے واقِف نہِیں لعنتی ہیں۔[یوحنا7۔49]

اُن پر یہ سَچّی مِثل صادِق آتی ہے کہ کُتّا اپنی قَے کی طرف رُجُوع کرتا ہے اور نہلائی ہُوئی سُوَرنی دلدل میں لوٹنے کی طرف[2پطرس2۔22]

اے بنی یہوداہ اور اے بنی اسرائیل تُم دُوسری قوموں میں لعنت تھے[زکریاہ8۔13]

جو کوئی اُن سب باتوں کے کرنے پر قائِم نہِیں رہتا جو شَریعَت کی کِتاب میں لِکھّی ہیں وہ لعنتی ہے۔[گلتیوں3۔10]

اُنکو کوردِل بناکر تیری لعنت اُن پر ہو۔[نوحہ3۔65]

قہر سے اُنکو رگید اور روی زمین سے نیست و نابود کر دے۔[نوحہ3۔66]

اور ہم نے ان کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت تھی اور نور تھا، (مائدہ46)

بعض مسلمان بڑے شوق سے یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ کتابیں اس لیے قابل قبول نہیں کہ ان میں تحریف کی جاچکی ہے۔ لیکن قرآن تو کہہ رہا ہے کہ وہ تو سراسر ہدایت اور نور تھا۔ حقیقت میں تو اسلام کے تمام انبیاء کا کوئی تاریخی

وجود نہیں۔ یہ سب قصے کہانیاں ہیں۔ حضرت محمد کا وجود بھی بہت مشتبہ اور مشکوک ہے۔ کیوں کہ اس دور میں کہیں بھی تاریخ میں نبی محمد کا ذکر نہیں ملتا۔

بہر حال آج سے دو ہزار سال قبل لوگوں کے لئے ہدایت اور نور تو شاید ہو سکتا تھا لیکن اس دور میں جس میں دنیا علوم وفنون کی کئی منازل طے کر چکی ہے۔ ایسے پرانے علوم بلکل تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔ ان پرانی روایات کو جب ہم یہ سنتے ہیں کہ یہ ضابطہ حیات ہے۔ تو اس ترقی یافتہ دور میں طرح طرح کے سوالات ذہن کو الجھاتے ہیں۔

مثلا

1۔ جن نبیوں پر یہ کلام نازل ہوا ان کے وجود کا ثبوت کیا ہے؟

2۔ ان کی وفات کے کتنی صدیوں بعد تاریخ میں ان کا نام آیا؟

3۔ آرکیالوجسٹ اس بارے میں کیا ثبوت اکٹھے کر پائے ہیں؟

4۔ یہ کلام کس کس نے اور کہاں کہاں لکھا۔ کاغذ کی ایجاد کب ہوئی یا کیسے کیسے محفوظ کیا گیا؟

5۔ کیا کوئی خدا یا خداوند کاغذ کو آدم کے وقت تیار نہیں کروا سکتا تھا تا کہ سب صحائف محفوظ رہتے۔

6۔ کیا خدا یہ طاقت نہیں رکھتا تھا کہ میموری کارڈ اور پی ڈی ایف جیسے سسٹم اس وقت کسی کو سمجھا دیتا۔ تا کہ ہر کلام سے پوری دنیا مستقبل میں استفادہ بھی حاصل کر سکتی۔

ان سب صحائف کو کس نے ترتیب دیا؟ آیات اور باب کیسے تشکیل دیے؟ خود دیے یا خدا کی مرضی سے دیے؟ کیا کوئی ثبوت ہے؟ اس طرح کے سینکڑوں سوالات کا سامنا جب ان کتابوں کے ماننے والے نہیں کر پاتے۔ اور کوئی ثبوت نہیں دے سکتے تو خود بخود ایسے کلام اور ایسی کتابوں پر شک ہونے لگتا ہے۔

اور پھر اصل کہانی سامنے آتی ھے۔ کہ کیا اس کی تعلیم ہر دور کے لئے قابل عمل ہے۔ معاشرتی اور تہذیبی اصولوں سے دنیا کو منور کرتی ہے یا نہیں۔

آیئے اسلام کے باقی پرانے انبیاء کے صحائف اور کتابوں میں اخلاقیات کا معیار دیکھتے ہیں۔

اور پھر کچھ سوچ وبچار کرتے ہیں کہ کیاواقعی یہ اس قابل ہیں۔ کہ ان کو ضابطہ حیات بنایا جائے۔ کیا یہ انسانوں کو تقسیم تو نہیں کر رہے ہیں نفرت کے انبار تو نہیں لگا رہے۔ کیا یہ کلام مقدس اور پاک کے الفاظ استعمال کر کے ہم کو حقائق سے دور تو نہیں رکھا گیا۔۔

کتاب مقدس (بائبل) کے وہ الفاظ جو ہم معاشرتی زندگی میں کسی دوسرے انسان کے لئے استعمال نہیں کر سکتے۔ تو کیا اس دھرتی کے خالق یامالک کو یہ کلمات زیب دیتے ہیں۔

جاری ھے۔۔۔

قسط نمبر 36

ایک پنجابی نبی کی اخلاقیات

اس قسط میں ہم اسلام کے دعوی کے ایک اور نبی مرزاغلام احمد قادیانی جن کے فالورز کی تعداد لاکھوں پر محیط ہے۔200 ملین ممبرز کی دعویدار یہ جماعت حقیقت میں 2 ملین بھی نہیں ہے۔ اگر کوئی بھی احمدی اس کو ثابت کرنا چاہتاہے تو میدان میں آئے اور ثبوت دے۔ کیونکہ صرف مرزاطاہر احمد صاحب نے زندگی کے آخری چھ سالوں میں 180 ملین کے قریب افراد کو جماعت میں داخل کیا۔ اور صرف 2001 میں 8 کروڑ 10 لاکھ سے زائد نئے لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ پھر انٹرنیٹ عام ہو گیا۔ اور بیعتوں کے دھندے میں کافی کمی آگئی ھے۔ 2020 میں ایک لاکھ بارہ ہزار کے قریب احمدی ہوئے۔ ثبوت کے طور پر لنک یہ ہے۔

https://youtu.be/IdJc5X1WexI۔ ترقی یافتہ تمام ممالک میں جو لوگ اس فرقہ میں داخل ہوئے ان کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے۔ جبکہ آزاد خیال لوگ تو نہ ہونے کے برابر ہیں۔

مرزاصاحب نے گالم گلوچ کے جو نمونے اپنی کتب میں درج فرمائے ہیں۔ وہ قرآن اور بائبل کی بہترین عکاسی کرتے ہیں۔ اور مسلمان قرآن اور رسول کی گالم گلوچ چھوڑ کر مرزاصاحب کی گالیاں پیش کر کے منافقت کا خوب فرض نبھاتے ہیں۔

۔یہ مثال یہاں صادق آتی ہے کہ۔

دوسروں کی آنکھ میں تنکا تو نظر آجاتا ہے لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔□□□

آیئے آپ کی خدمت میں مرزا صاحب کی کتب سے کچھ حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔۔

مرزا صاحب اپنی مدح سرائی میں فرماتے ہیں۔

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو۔

کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاو انکسار[درثمین]

کسی کو گالی مت دو خواہ وہ گالی دیتا ہو[ج19۔11]گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں[ج17۔426]

مرزا صاحب انکار کرنے والوں سے ●●

ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر اور انکی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں[روحانی خزائن14۔53]

جو ہماری فتح کا قائل نہیں صاف سمجھا جائے گا کہ اسے ولد الحرام بننے کا شوق ھے اور حلال زادہ نہیں[روحانی خزائن9۔31]۔اور تو خنزیر کی طرح حملہ کرتا ھے اور گدھوں کی طرح آواز کرتا ھے[12.235روحانی خزائن]۔ تونے بدکار عورت کی طرح رقص کیا مجھے فاسق ٹھہرایا تو خود بہت بڑا فاسق ھے[ج12۔235]۔اےئ بدذات فرقہ مولویان[ج11۔21] یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھارہے ہیں[ج11۔309]۔بعض جاہل اور سجادہ نشین اور مولیت کا شتر مرغ[ج11۔302]اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو اے نسل بدکاراں[ج22۔446]۔کنجریوں کی اولاد جن پر اللہ نے مہر لگادی ھے(مجھے)قبول نہیں کرتے [ج5۔548](مرزا صاحب کے بیٹے مرزا فضل احمد نے بھی قبول نہیں کیا تھا۔مرزا صاحب خود ہی پھنس گئے) اےئ بدقسمت بدگمانو۔مردار خور مولویو۔اندھیرے کے کیڑو۔اےئ اندھو۔اےئ بدذات۔اےئ خبیث۔

اےئ جانورو۔اےئ لادوٹٹو۔الو۔اندھے پادریو۔اےئ بدبخت مفتریو۔اےئ بدبخت قوم۔اکڑباز۔[روحانی خزائن]

لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں مومن لعان نہیں ہوتا۔[ج 3۔456] دس لعنتیں بھیجیں[مکتوبات ج 1۔341۔353] ایک ہزار لعنتیں نمبر وار لکھ کر بھیجیں۔[ج 3۔158 تا 162]۔ دس لاکھ لعنتیں دس لاکھ جوتے۔[ج 11۔329]

مرزا صاحب کو عام زندگی میں ہسٹیریا(پاگل پن) مراق (مالیخولیا)(سیرت المھدی جلد دوم 340) دماغی دورے(مرگی)(سیرت المھدی جلد اول 26) بھی پڑتے تھے۔ بعض دفعہ تو ساری ساری رات مائی فجو، منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین (سیرت المہدی حصہ سوم 725) کا ساتھ بھی مل جاتا۔ کبھی کبھی تو ایک لڑکی زینب بھی عشاء سے فجر تک خدمت کرنے کو مل جاتی۔(سیرت المہدی جلد سوم 789) اور کبھی تو 57 سال کی عمر میں کم عمر (انڈر ایج محمدی بیگم) بھی خواب میں ننگی نظر آجاتی(تذکرہ طبع چہارم 160) 53 سال کی عمر میں کم عمر اور گیارہ بارہ سالہ معصوم محمدی بیگم پر استخارہ کرکے شادی کی کوشش کرتے رہے(مجموعہ اشتہارات ج 1 ص 96) مرزا صاحب کبھی غلام حسین کے کمسن بچے پر تھپڑوں کی بارش بھی کر دیتے(ذکر حبیب 66) تو کبھی بیماری میں اپنے اوپر نیچے کیچڑ رکھ کر صحتمند ہو جاتے۔ اور انکا شافی خدا بھی معدے کے درد میں ریت اور پانی بدن پر ملنے کو کہہ دیتا(سیرت المھدی جلد اول 203) تو کبھی کوئی نا محرم عورت حضور کے پاس ننگی بھی نہا لیتی(ذکر حبیب 38) تو کبھی کبھار آپ ٹانک وائن بھی استعمال کر لیتے(خطوط امام بنام غلام ص 5) اور افیون والی ادویات بھی استعمال کر لیتے۔ حضور نے تو تھیٹر کو بھی رونق بخشی(ذکر حبیب 18) حضور اپنے والد کی پنشن لے کر گھر سے فرار بھی ہو جاتے۔ اور کسی رئیس زادے کی دعا کی سفارش پر ایک لاکھ روپیہ بھی مانگ لیتے۔(سیرت المہدی جلد اول 257)

لیکن ان باتوں سے نبیوں کی عزت میں کچھ بھی فرق نہیں پڑتا۔۔ وہ تو مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ یہ تو ان کے اصول اور اعلیٰ اخلاق ہوتے ہیں۔ ہمارے لئے تو یہ گناہِ عظیم ہوتا ہے۔

اگر وہ کسی کی ماں بہن کو گالیاں بھی دیں۔ مہینوں بھر نا محرم یا جوان لڑکیوں کے ساتھ راتیں گزاریں۔ نابالغ لڑکیوں کو خواب میں ننگی دیکھیں۔ یا کم سن بچوں پر تھپڑوں کی بارش بھی کر دیں۔ وہ پھر بھی مامور من اللہ ہی رہیں گے۔ یہ نہ ہو کچھ بھی غلط سوچ کر ہمیں ایمان سے ہاتھ دھونا پڑے۔

انکی ہر بات خندہ پیشانی سے قبول کرنی چاہیے۔ اور بالکل بھی چوں چاں نہیں کرنی چاہیے۔ اور ان کے خلاف کوئی تنقیدی خیال یا تنقیدی سوچ ہمارے ایمان پر حاوی نہ ہو۔ کیوں کہ ہم تو ان کے خادم اور غلام ہیں۔ اور غلامی ہی ہمارا مقدر ہے۔ بہر حال آگے بڑھتے ہیں۔

ایک نئی گالی متعارف۔۔

حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتب میں یہ گالی درج فرما کر سلطان القلم۔ اور نبی اللہ کے ٹائٹل پر مہر ثبت کر دی۔ جو قرآن اور ان کے عاشق صادق محمد مصطفی کے قول و فعل کی عکاسی کرتی ہے۔

اے لادو ٹوو (روحانی خزائن 18.261) یہ روحانی خزائن کے الفاظ آپ اپنی فیملی میں بیٹھے ہیں تو اونچی آواز میں نہیں پڑھ سکتے۔ اگر آپ تنہائی میں بیٹھے ہیں تو آپ اونچی آواز سے بولیں تو یقیناً ہنسی آئے گی۔

یہ سپیشل حوالہ اس لیے دیا ہے کہ صرف اندھی تقلید نہیں۔ کچھ تنقید کرنا بھی سیکھیں۔

جاری ھے۔۔ کچھ سوچیئے۔ کیونکہ

آپکا مذہب پیدائشی ہے انتخابی نہیں۔

قسط نمبر 37

کیا قرآن قابل اطاعت ھے؟

کیا واقعی قرآن اس قابل ھے کہ اسکی اطاعت کی جائے۔ آیئے دیکھتے ہیں۔

(قرآن قتل و غارت کے لحاظ سے

انکو جہاں دیکھو قتل کر دو (بقرہ 191)

انکو قتل کرو تا کہ فتنہ باقی نہ رہے (بقرہ 193)

قتل کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے (بقرہ 216)

اور اللہ کی راہ میں قتل کرو (بقرہ 244)

اللہ کی راہ میں قتل کرنے پر اجر عظیم (نساء74)

مومن لوگ اللہ کی راہ میں قتل کریں (نساء76)

اۓ (نبی) خدا کہ راہ میں قتل کرو۔ اور مومنوں کو ترغیب دو (نساء84)۔ انہیں پکڑو اور قتل کرو جہاں پاو خبر دار! ان میں سے کسی کو اپنا رفیق اور مدد گار نہ سمجھ بیٹھنا (نساء89)۔ جو اللہ رسول کی مخالفت کرے انہیں قتل کریں سولی چڑھائیں مخالف سمت ہاتھ پاؤں کاٹیں یا جلاوطن کریں (مائدہ33)۔ ان کے سر مار کر اڑادو اور ان کا پور پور مار (کر توڑ) دو۔ یہ سزا اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ اور رسول کی مخالفت کی (انفال 12.13)۔ تم نے نہیں بلکہ اللہ نے قتل کیا (انفال17)۔ اتنی جنگ (قتل وغارت) کرو کہ کوئی غلط عقیدہ نہ رہے (انفال39) کافروں کے لیے گھوڑے اور ہتھیار تیار رکھو (انفال60)۔ مومنین کو قتل کی ترغیب دو (انفال65)۔ اۓ نبی زمین پر خوب خونریزی کر (انفال67) مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کردو اور پکڑ لو اور گھیر لو اور گھات میں رہو (توبہ 5)۔ اسلام کو برا کہیں تو انہیں قتل کردو (توبہ12)۔ قتل کرو اللہ تمہارے ہاتھوں سے انہیں عذاب دے گا اور ذلیل کرے گا (توبہ14)۔ مومنو اپنے باپ دادوں اور بھائیوں سے دوستی نہ کرو اگر وہ کفر پسند کریں (توبہ 23)۔ اپنے باپ بیٹے بھائی بیویاں عزیزواقارب، مال، کاروبار اور مکانات جہاد سے ہرگز عزیز نہ سمجھو (توبہ24)۔ جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہ لائے اور نہ اسلام قبول کرے ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں (توبہ29)۔ مشرکین کو قتل کرو جیسا وہ تم کو کریں (توبہ36)۔ اے نبی کافروں اور منافقین سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو (توبہ73)۔ کافروں کی گردنیں مارو اور اچھی طرح خون ریزی کر چکو تو انہیں گرفتار کر لو۔ پھر احسان رکھ کر یا فدیہ لے کر چھوڑ دو یہی اللہ کا حکم ہے (محمد4)۔ ان سے لڑتے رہو کہ وہ اسلام قبول کر لیں (فتح16)۔ اے نبی! کافروں، منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو (تحریم9)۔ اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو اللہ کی راہ میں صفیں بنا کر قتال کرتے ہیں (صف4) باقی معاملات میں @@ مومنو۔ اہل کتاب اور دوسرے کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ جو انکو دوست بنائے گا انہی میں سے ہو گا۔ (العمران 28. نساء144. مائدہ51۔ مائدہ57۔ ممتحنہ 13)۔ انکو صلح کی طرف مت بلاؤ تم ہی غالب ہو گے (محمد35)۔ کھجوروں اور انگوروں سے شراب بناؤ اور پاک رزق (نحل67)۔ شراب اور جوئے میں

زیادہ نقصان ھے اور کچھ فائدہ بھی (بقرہ219)۔ شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں (شعراء224)۔ اللہ سوال وجواب سے منع کرتا ہے کیونکہ کچھ لوگوں نے پوچھے اور وہ منکر ہو گئے (مائدہ102)۔ ابراہیم نے بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور (جھوٹ بول کر) کہا کہ بڑے بت سے پوچھ لو (انبیاء63)۔ اللہ نے مریم سے کہا کہ تو کھا پی اور کوئی پوچھے تو (جھوٹ بول کر) کہہ دے کہ میں نے اللہ کیلیے روزہ رکھا ہے (مریم26)۔ کافروں کے شر سے بچاؤ مقصود ہو تو (جھوٹ بول کر) دوستی جائز ہے (العمران28)۔ جبر کی صورت میں ایمان کے بعد (جھوٹ بول کر بھی) کفر کا اقرار جائز ھے (نحل106)۔

کافروں سے لوٹ مار میں پانچواں حصہ اللہ اور رسول کے نام پہ دو (انفال41)

رسول معصوم نہیں گناہگار تھے (غافر55. محمد19)

حضرت لوط نے اپنی بیٹیاں اپنی (ہم جنس پرست) قوم کو پیش کیں (ھود78)۔ اللہ نے سب کو گمراہ کیا ہے (نحل93)۔ رسول دوسروں کی نسل کی پیداوار ہیں (انعام133)۔ دیہاتی منافق ہیں (توبہ101)۔ خضر علیہ سلام نے ایک بے گناہ لڑکے کو مار ڈالا (کہف74)۔ رسول اللہ نے اپنے (منہ بولے) بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا(احزاب37)

رسول اللہ نے اپنے چچا اور چچی کو گالیاں دیں (مسد)

قرآن اور عورت

مرد عورتوں پر افسر ہیں (بقرہ228) جو لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرے تو اللہ مجبور کرنے کے بعد بخشنے والا مہربان ھے (نور33) لونڈیاں (غلام عورتیں) بنا نکاح کے حلال ہیں (احزاب50) مردوں کو اختیار ھے جسے چاہے الگ رکھیں جسے چاہے ساتھ رکھیں۔ جسے چاہے الگ کر کے پاس بلالیں کوئی مضائقہ نہیں (احزاب51) لونڈیوں کی عام اجازت ھے (احزاب52) لونڈیوں سے پردہ نہ کرو (احزاب55) لونڈیوں سے (بغیر نکاح) مباشرت میں حرج نہیں (مومنون6۔ معارج30) کمسن بچیوں سے شادی کی اجازت۔ جنکو ابھی تک حیض نہیں آیا (طلاق4) مرد عورت کو سیکس کرنے پر سو سو کوڑے لگاو اور ترس نہ کھاو (نور2) بیک وقت چار بیویوں اور مزید لونڈیوں کی

اجازت(نساء3)۔عورتیں نافرمانی کریں تو انکے بستر الگ کرو اور انکی چھترول کرو(نساء34)بدکردار عورتوں کو گھروں میں بند کردو یہاں تک کہ موت آجائے(نساء15)

مال دیکر کسی عورت سے سیکس کرنے پر باہم رضامند ہو جاؤ تو اس پر کوئی گناہ نہیں(نساء24)

طلاق کے بعد عورت کے لیے حلالہ(خواہ وہ بے قصور ہو)ضروری ھے(بقرہ230)عورت کی آدھی گواہی ہے(بقرہ282)بیٹیوں کا تیسرا جبکہ بیوی کا آٹھواں حصہ(نساء11)عورتیں تمہاری کھیتی ہیں۔کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ(بقرہ223)

قسط نمبر 38
جنت کی فلمی دنیا

اس قسط میں ہم جنت کے قرآنی مفروضہ کو دیکھیں گے۔جس سے عام مسلمان کو کچھ حسین خواب دیکھائے گئے ہیں۔کہتے ہیں کہ حکیم لقمان کے پاس عقل آئی تو انہوں نے پوچھا۔" تو کون ہے اور کہاں رہتی ہے؟؟" عقل نے کہا" میں عقل ہوں اور انسان کے سر میں رہتی ہوں۔

پھر لالچ آیا،اس سے بھی پوچھا،" تو کون ہے اور کہاں رہتا ہے"۔جواب دیا،میں لالچ ہوں اور انسان کے سر میں رہتا ہوں"۔لقمان نے کہا،اس جگہ تو عقل رہتی ہے۔تو لالچ نے جواب دیا۔" جب میں آتا ہوں تو عقل چلی جاتی ہے،

ننگی حوروں اور شراب و کباب کے لالچ سے انسان عقل کا استعمال چھوڑ دیتا ہے۔اور حقائق سے ہمیشہ لاتعلق رہتا ھے

جنت کیا ھے۔

اہل جنت اس روز موج مستی میں ہونگے(یس55)

نیک اونچے تختوں پر نظارہ کررہے ہوں گے۔ان کو مہر لگی خالص شراب پلائی جائے گی۔ جس میں تسنیم ملے پانی کی آمیزش ہو گی۔ایک چشمے سے مقرب پیئں گے (مطففین 23)

نیک بندے ایسی شراب نوش کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہو گی۔یہ ایک چشمہ ہے جس سے وہ پیئں گے اور چھوٹی چھوٹی نہریں نکالیں گے (انسان 5)۔اور جنت میں ریشمی لباس عطا کرے گا۔جہاں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے جہاں نا دھوپ ہو گی نہ سردی کی شدت۔ میووں کے جھکے گچھے لٹک رہے ہوں گے۔چاندی کے برتن اور شیشے کے نہایت شفاف گلاس لیے گھوم رہے ہوں گے۔ان کو وہاں ایسی شراب پلائی جائے گی جس میں سونٹھ کی آمیزش ہو گی۔اس چشمے کا نام سلسبیل ہے۔اس کے اردگرد نوعمر لڑکے گردش کررہے ہوں گے ان کو دیکھ کر ایسا لگے گا جیسے بکھرے ہوئے موتی۔ان کے اوپر باریک ریشم کا سبز لباس اور دبیز ریشم کے کپڑے ہوں گے،اور انہیں چاندی کے کنگنوں سے آراستہ کیا جائے گا،اور ان کا پروردگار خود انہیں نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا(انسان 12.21)

اور متقیوں کیلیے باغات انگور اور ہم عمر نوجوان لڑکیاں اور انکے چھلکتے ہوئے پیالے (نبا 31)

سونے کی تاروں سے بنے تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے انکے آمنے سامنے۔نوجوان لڑکے جو ان کے گرد چکر لگائیں گے۔شراب کے جگ اور پیالوں کے ساتھ اور ساغر بہتی شراب کے ساتھ۔اور میوے اور پرندوں کا گوشت جیسا وہ چاہیں گے۔اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۔جیسے تہہ کئے ہوئے موتی (واقعہ 15۔23)۔اور ہم نے ان حوروں کو اونچے اونچے فرشوں میں پیدا کیا۔اور کنواریاں بنایا۔اور خوبصورت اور ہم عمر بنایا (واقعہ 34)

وہ آمنے سامنے بچھے ہوئے تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور ہم خوبصورت آنکھوں والی حوریں اُن سے بیاہ دیں گے (طور 20)

وہاں وہ جام شراب پر چھینا جھپٹی کررہے ہوں گے جس میں نہ کوئی بے ہودگی ہو گی،اور نہ کوئی گناہ۔خوبصورت چھپے ہوئے موتیوں کی طرح خوبصورت جوان لڑکے وہاں خدمت کیلیے گھوم رہے ہوگے (طور 23.24)۔وہ تمہارے

گناہ بخش دے گا اور تم کو باغہائے جنت جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات میں جو بہشت ہائے جاودانی میں (تیار) ہیں داخل کرے گا (صف 12)

(ان سے کہا جائے گا) کہ تم اور تمہاری بیویاں عزت کے ساتھ بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اُن کے آگے سونے کے تھال اور ساغر گردش کرائے جائیں گے اور ہر من بھاتی اور نگاہوں کو لذت دینے والی چیز وہاں موجود ہو گی (زخرف 70)

اس دن اہل جنت کا ٹھکانا بہتر ہو گا اور آرام گاہ بھی۔ جب آسمان بادلوں سے پھٹ جائے گا اور فرشتے بکثرت نازل کیا جائیں گے (فرقان 24)

شراب کے چشموں سے ساغر انکو بھر کے پلائے جائیں گے۔ چمکتی ہوئی شراب جو پینے والوں کے لیے لذت ہو گی۔ جس سے نہ درد سر ہو گا نہ عقل خراب ہو گی۔ ان کے پاس نگاہیں بچانے والی اور بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی۔ ایسی نازک جیسے انڈے کے چھلکے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی (صافات 45-49)۔ وہاں لغویات نہیں سنیں گے۔ چشمے رواں ہوں گے اونچی اونچی نشستیں ہونگی۔ سامنے رکھے ہوئے پیالے۔ اور قطار میں لگائے ہوئے گداز تکیے۔ اور بچھے ہوئے قالین (غاشیہ 11)

آدم اور اس کی بیوی نے جنت میں پھل کھایا اور ننگے ہو گئے۔ پھر جنت میں اپنے اوپر پتے توڑ توڑ کر چپکانے لگے (اعراف 22)

جنت میں ان کے ہر خواہش پوری ہو گی (فرقان 16)

مومن مرد و عورتیں ایسے باغ دے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان سدا بہار باغوں میں اور پاکیزہ قیام گاہوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ (توبہ 72)

مومنوں کو خوشخبری ہیں ایسے باغات کے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہاں پر پھل اور پاکیزہ بیویاں ہوں گی (بقرہ 25)

پرہیزگاروں کے لئے جس میں پانی، دودھ، شراب اور شہد کی نہریں اور ہر قسم کے میوے (محمد 15)

ان باغوں میں شرمیلی نگاہوں والیاں ہو نگی۔ جن کو نہ توپہلے کسی انسان نے چھوا ہو گا۔نہ کسی جن نے۔وہ ایسی ہو نگی جیسے یاقوت اور مرجان۔ان باغات کے علاوہ نہایت سبز دوباغ اور ہیں۔ جن میں دو چشمے ابل رہے ہیں۔جہاں میوے کھجوریں اور انار ہیں۔اور نہایت بہترین اور خوبصورت عورتیں ہیں۔اور حوریں خیموں میں رکھی ہوئی(رحمان 56-72)

قسط نمبر 39

جہنم کا خوف وہراس

اس قسط میں کچھ جہنم کے بارے میں بات ہو گی۔

جہنم کا خوف وہراس اور مذہبی نشہ انسان کو کبھی بھی سچائی سے آشنا نہیں کرتا۔

قرآنی خدا جسے تمام عالموں کارب کہاہے۔ستر ماؤں سے بھی زیادہ پیار کرنے والاہے(ایسی کوئی حدیث نہیں ھے) مجھے بخاری کی ایک حدیث یاد آگئی۔کہ ایک دودھ پلاتے بچے کو دیکھ کر رسول نے کہا کہ کیا یہ ماں بچے کو آگ میں پھینک سکتی ہے سب نے کہانہیں تو رسول نے فرمایا اللہ اس سے بھی زیادہ انسان پر مہربان ھے۔(بخاری 5999)اور ساتھ ہی اگلی حدیث میں میں لکھاہے کہ اللہ انسان سے ننانوے فیصد زیادہ محبت کرتاہے۔لیکن اگر ہم قرآن کو غور سے دیکھیں تو پتہ چلتاہے کہ یہ سزائیں انسان کے لئے کسی خدا نے نہیں لکھیں نہ ہی بھیجیں بلکہ یہ وقت اور موقع کو مدنظر رکھتے ہوئے شاطر انسانوں نے اپنے مفادات کے لیے لوگوں کوڈرایا۔اور پھر ان کو غلام بنا کر اپنے مفادات حاصل کیئے۔اقتدار حاصل کیا۔خوبصورت لڑکیوں کو اپنی قید میں رکھا۔اسی طرح آج بھی کچھ جاہل معاشروں میں لوگ عقیدت کا مقدس لبادہ اوڑھ کر لوگوں کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔خود مہنگی گاڑیاں بڑے گھروں، ہوٹلوں میں رہتے اور دنیا جہان کی سیر کرتے ہیں۔جبکہ عقیدت مندوں کو دعاؤں کا اچار کھلا کر خوش کر رہے ہیں۔اور نت نئے طریقے سے پیسے بٹور کر خود عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں۔

جہنم کا کچھ قرآنی تعارف۔

جہنم کے سات دروازے اور الگ الگ حصے ہیں (الحجر:44)۔ جہنم کے تین حصے ہیں (المرسلات:30)۔ جہنم باتیں بھی کر سکتی ہے (ق:30) اس کی آوازیں غصے والی اور گدھے جیسی ہیں (فرقان:12) جہنم کے مکان بہت تنگ ہونگے (فرقان:13) جہنم پر انیس فرشتے مقرر ہیں (مدثر:30-31)۔ یہ فرشتے سخت دل تند خو اور قوی ہیکل ہیں (تحریم:6)۔ اس میں مالک نامی فرشتہ ہے (الزخرف:77)۔ جہنم کا داروغہ بھی ہے (غافر:49)۔ اللہ جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھر دے گا (سجدہ:13)۔ جہنم میں بھی طبقات ہیں منافق سب سے نچلے طبقے میں ہونگے (النساء:145) جہنمیوں کو آگ کا لباس پہنایا جائے گا (حج 20)۔ جہنمیوں کے لیے آگ کا اوڑھنا اور آگ کا بچھونا ہو گا-(اعراف 41)

جہنمیوں کے لیے آگ کی چھتریاں اور آگ کے فرش ہوں گے -(زمر 16)۔ (اے پیغمبر) کافروں سے کہدو کہ تم عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے اور جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بری جگہ ہے (العمران 12) اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے آتش جہنم کا وعدہ کیا ہے جس میں ہمیشہ جلتے رہیں گے۔ وہی ان کے لائق ہے۔ (توبہ 68)

کافروں پر عذاب کا قرآنی طریقہ۔

ہم آگ میں جھونکیں گے اور جب ان کے بدن کی کھال گل جائے گی تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے تا کہ وہ خوب عذاب کا مزہ چکھیں (نساء 56)۔ جہنمیوں کی گردنوں میں (آگ کے) بھاری طوق ڈالے جائیں گے پھر جہنم میں جھونک کر ستر گز کی زنجیر رسے جکڑا جائے گا (حاقہ 30.32)۔ جہنم جس میں وہ جھلسے جائیں گے، بہت ہی بری قیام گاہ۔ یہ کھولتا ہوا گرم پانی اور پیپ ہے اب اس کے مزے چکھیں (ص 56۔ حاقہ 36)

اور انہیں پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ وہ اسکو گھونٹ گھونٹ پیئے گا اور گلے سے نہیں اتار سکے گا اور ہر طرف اسے موت آرہی ہو گی مگر وہ مرنے میں نہیں آئے گا (ابراہیم 16)۔ جہنمیوں کے ہاتھ اور پاؤں زنجیروں سے باندھ دیے جائیں گے اور گندھک کے قمیض نیز آگ کے شعلے ان کے چہروں پر برسائے جائیں گے (ابراہیم 49-50)۔ جہنم میں نہ کوئی ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ کچھ پینا سوائے ابلتا پانی اور بہتی پیپ کے (نبا24)۔ گنہگار اپنے چہرے ہی سے

پہچان لئے جائیں گے تو پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ لئے جائیں گے۔ وہ دوزخ اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان گھومتے پھریں گے (رحمن 41)۔ انکے لئے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی۔ اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی دادرسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح گرم ہو گا اور جو مونہوں کو بھون ڈالے گا (کہف 29)۔ ہم نے ایسے کافروں کی ضیافت کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے (کہف 102)۔ وہ ضرور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے (نساء 10)

ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (توبہ 35) جہنم وہ ہیں جس میں وہ جیے گا نہ مرے گا (طہ 74)۔ جہنمیوں کو دھکے مار مار کر بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف لے جایا جائے گا (طور 13) جہنمی منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے (قمر 48)۔ جہنم میں ڈال دو جو کٹر کافر اور حق کا پکا دشمن تھا (ق 24)۔ جہنم میں گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا (محمد 15)۔ جہنمیوں کو تھوہر کا زہریلا کانٹے دار اور بدبودار درخت کھانے کے لیے دیا جائے گا-(دخان، 43) اسے پکڑو اور کھینچتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ لے جاؤ اور انڈیل دو اس کے سر پر ابلتے ہوئے گرم پانی کا عذاب (دخان 47)۔ وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے (غافر 60)۔ اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے (فرقان 13)۔ جہنم کو دیکھتے ہی کافروں کے چہرے کالے سیاہ ہو جائیں گے (یونس 27)۔ جہنم کی آگ جہنمیوں کے چہرے کا گوشت جلا ڈالے گی اور ان کے جبڑے باہر نکل آئیں گے-(مومنون 104)۔ جہنم کی آگ نہ زندہ چھوڑے گی نہ مرنے دے گی-(اعلی، 13)۔ جہنم کی آگ لوگوں کو چکنا چور کر دے گی (حمزہ 4)۔ جہنم میں کافروں کو بند کر کے اوپر سے دروازے بند کر دیے جائیں گے (حمزہ 8-9)۔ جہنم میں کافر پھنکارے ماریں گے (اور شور اس قدر ہو گا کہ) کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دے گی (انبیاء 100)

جہنمیوں کو زخموں سے بہنے والا خون اور پیپ نیز کھولتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا-(ابراہیم 16-17)۔ جہنمیوں کو لوہے کے گرزوں اور ہتھوڑوں سے مارا جائے گا-(حج 19)۔ جہنمیوں کے پاؤں میں بھاری بیڑیاں ڈالی جائیں گی-

(مزمل 12)۔ جہنم کی آگ قصر جیسے بڑے انگارے پھینکے گی اور زرد اونٹوں جیسی جسیم ہو گی (مرسلات:32-33)۔ جہنمیوں کو سخت زہریلی گرم ہوا اور سخت زہریلے دھویں کا عذاب بھی دیا جائے گا-(واقعہ 41-44) جہنمیوں کو آگ کے پہاڑ "صعود" پر چڑھنے کا عذاب دیا جائے گا (مدثر 17)۔ جہنم کی آگ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں (تحریم 6)۔ اسکا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا اور وہ موت کو پکارے گا اور دوزخ میں جائے گا (انشقاق 10)

قسط نمبر 40

قرآنی تبدیلیوں کے ثبوت۔

حضرت عائشہ سے روایت کہ رجم اور بڑے آدمی کو دس بار دودھ پلانے کی قرآنی آیات کاغذ پر لکھی تھی رسول کی وفات پر پر ہم مصروف تھے اور وہ کاغذ بکری کھا گئی (ابن ماجہ 1944)

حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ قرآن کا اکثر حصہ کھو گیا (تفسیر در منشور ج1 ص104)

رسول نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا تو فرمایا اس نے فلاں آیتیں یاد دلا دیں جنہیں میں فلاں فلاں سورتوں میں سے بھول گیا تھا (بخاری 2655) حضرت عمر نے عائشہ سے سنا اس رضاعت کا جس سے حرمت ثابت ہوتی ھے قرآن مجید میں پہلے 10 بار جوان عورت کا دودھ چوسنا اترا پھر پانچ بار دودھ چوسنا اترا (مسلم 3597.98) زید بن ثابت نے کہا کہ عثمان کے زمانہ میں ہم قرآن کی اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ جو نقل کرتے وقت نہیں ملی۔ من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ پھر ہم نے سورہ احزاب میں اسکو لگا دیا (بخاری 4988) حضرت عباس فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم حضرت ابو بکر اور عمر کی خلافت کا ذکر قرآن میں ہے پھر وہ یہی آیات تلاوت کیا کرتے تھے (سیرت حلبیہ جلد سوم نصف آخر 419)

قرآن کے 40 پارے ہیں (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج9 ص95) حضرت عمر نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ زیادہ وقت گزرنے کے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ قرآن میں رجم کا حکم نہیں (بخاری 6829)

سورہ احزاب سورہ بقرہ کے برابر یا کچھ بڑی تھی۔ اور اس میں رجم والی آیت بھی تھی (مسند احمد 20265)۔ سورہ نساء 95 میں غیر اولی الضر کے الفاظ ایک نابینا صحابی کے کہنے پر نازل ہوئے (بخاری 4594)۔ عبد اللہ بن زبیر نے سورۃ بقرہ آیت 240 کو منسوخ کہا لیکن حضرت عثمان نہ مانے (بخاری 4530)۔ ابن عباس نے کہا فدیہ طعام مساکین۔ والی آیت منسوخ نہیں ہوئی (بخاری 4505)۔ لیکن ابن عمر نے کہا کہ۔ فدیہ طعام مساکین۔ والی آیت تو منسوخ ہو گئی ہے (بخاری 4506) اگلی حدیث میں بھی منسوخ ہو گئی لکھا ھے (بخاری 4507)۔ رسول اللہ پر جو آخری آیت نازل ہوئی وہ سود کی آیت تھی (بخاری 4544)۔ ایک صحابی ابن عمر نے۔ وان تبدو مافی انفسکم او تخفوہ۔ بقرہ 284, والی آیت پڑھ کر کہا کہ منسوخ ہو گئی تھی (بخاری 4545)۔ رسول اللہ پہلے پہلے ظہر عشاء اور فجر پر دعائے قنوت پڑھتے اور مومنوں کے لیے دعا کرتے اور کافروں پر لعنت بھیجتے (مسلم 1544)

قرآن کا کچھ بد دعاوں والا حصہ پہلے تلاوت کرتے تھے جو منسوخ ہو گیا (مسلم 1545)

سورہ فرقان آیت 68 منسوخ ہو کر آیت نمبر 70 اتری تھی (مسلم 7545)۔ صلات العصر والا لفظ منسوخ ہو کو صلات الوسطی نازل ہوا (مسلم 1428)۔ رات کو نماز میں کھڑے رہو والی آیت منسوخ ہوئی۔ اسے معلوم ہے تم پورا نہ کر سکوگے نازل ہوئی (ابو داؤد 1304)۔ دس یا پانچ رضاعتوں والی آیت منسوخ ہو گئی تھی (ابن ماجہ 1942)۔ وراثت کے حصوں والی آیت منسوخ (موتہ 1437)۔ عائشہ کی گواہی۔ کہ میں تو سمجھتی ہوں کہ اللہ آپ کی خواہشات کیلیے بلا تاخیر آیات نازل کر دیتا ہے) بخاری 4788)

رسول اللہ کا کاتب وحی عبد اللہ بن ابی سراح کو ایک آیت لکھوائی۔ اس نے اپنی طرف سے کچھ لکھنے کو کہا تو رسول نے کہا لکھ لو۔ جس سے وہ مرتد ہو گیا (طبری)

اس کے علاوہ 27 قسم کے قرآن اس وقت دنیا میں موجود ہیں۔۔ ان میں دو بڑے نام Hafs قرآن جو عرب، ایشیا اور باقی دنیا میں جبکہ Warsh قرآن جو الجیریا، مراکش سوڈان اور مغربی افریقہ میں رائج ہے۔ Warsh قرآن ابھی ڈاون لوڈ کریں اور درجنوں اختلافات وانحرافات دیکھیں۔

ایک بڑے انحراف کا یہاں ذکر کر دیتا ہوں۔(سورہ زخرف 19 میں ھے۔ھُم عِبٰدُالرحمٰنِ) جبکہ (warsh) قرآن میں ھُم عِندَالرحمٰنِ) ھے۔بقیہ ساری تفصیل آپ یہاں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

https://www.answering-islam.org/Green/seven.htm

ذرا سوچیئے۔ بن دیکھے زہر نہ پیجئیے۔کچھ تحقیق کیجیے۔

قسط نمبر 41

قرآنی خرافات

ہر خشک و تر اس کتاب میں بیان کر دیا گیا ھے(انعام 59)۔اور ہر چیز کو ہم نے اس میں تفصیل سے بیان کر دیا ہے(اسراء 12)۔ہم نے قرآن میں ہر چیز کو وضاحت سے بیان کر دیا(نحل 89)۔نوح نے نو سو پچاس سال عمر پائی (عنکبوت 14)موسی کی لاٹھی سانپ بن گئی(طہ:20)۔پتھر سے بارہ چشمے نکل آئے(بقرہ:60)۔اسنے سمندروں کو پھاڑ کر راستہ بنایا(بقرہ:50)۔گائے کا ٹکڑا مردے پر مارنے سے مردہ زندہ ہو رہاہے(البقرہ:73)۔تو کچھ تین سو نو برس سونے کے بعد جاگتے ہیں(الکھف:25)۔ٹکڑوں میں کٹے مردہ پرندے زندہ ہو رہے ہیں(البقرہ:260)۔ایک انسان سو برس سونے کے بعد جاگتا ہے تو اسکا کھانا تازہ مگر گدھا ڈھانچہ بن چکا ہوتا ہے(بقرہ:259)۔تو کبھی فوت شدہ انسان بھی دوبارہ زندہ ہو رہے ہیں اور مٹی سے بنے پرندے بھی(آل عمران 49)۔ایک قوم کو موت دے کر زندہ کیا جاتا ہے(البقرہ:243)۔

یہاں کرتے اندھوں پر پھیرنے سے اندھے بینا بن جاتے ہیں (یوسف:93)۔اور جب ہاتھ بغل سے نکالے جاتے ہیں تو وہ روشن چمکدار نکلتے ہیں(طہ:22)۔یہ وہ دنیا ہے جہاں آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے(الانبیا:69)اور درخت باتیں کرتے ہیں(القصص:30)۔اس دنیا میں چیونٹیاں بھی نہ صرف آپس میں بات چیت کرتی ہیں بلکہ انسان بھی انکو سنتے ہیں اور مسکراتے ہیں(نمل:18-19)۔یہاں ابابیلیں ہاتھیوں پر پتھر پھینک کر انکو بھوسا بھی بنا سکتی ہیں(فیل:3-5)۔اس دنیا میں کھانے آسمانوں سے اترتے ہیں(بقرہ:57)۔اور جنات اور شیاطین آسمانوں کی باتیں سننے جاتے ہیں

توانکوشہاب مارے جاتے ہیں(الصافات:10، جن:9)۔ یہاں نوزائیدہ بچہ پنگھوڑے میں تبلیغ بھی کر سکتا ہے (مریم: 29-33)۔اور ہدہد قوموں کے تمدن پر لیکچر بھی دے سکتا ہے، انسان سے بات چیت بھی کر سکتا ہے (نمل:22-26)۔ مچھلی بندہ نگل کر زندہ اگل دیتی ہے(الصافات:142)۔اس دنیا میں قوموں کو بندر اور خنزیر بھی بنایا جارہا ہے(المائدہ:60)۔ تخت پلک جھپکنے میں لائے جاتے ہیں(نمل:40)۔جنات نہ صرف قلعے اور تماثیل بناتے ہیں(سبا:13)بلکہ غوطے بھی لگاتے ہیں(الانبیا:82)پہاڑ اوپر اڑتا ہے(بقرہ63)۔رات اور دن آسمان پر بھی آتے ہیں(النازعات:27-29)۔ آسمان سات ہیں اور قریبی آسمان کو چراغوں سے مزین کیا گیا ہے(فصلت:12). شہاب ثاقب شیاطین کو مارے جانے والے میزائل ہیں(الصافات:6-10)اور آسمانوں کی سن گن لینے والے جنات کو مارے جانے والے میزائل بھی ہیں(الجن:5-9)۔زمین کے کنارے ہیں اور زمین اپنے کناروں سے گھٹ بھی رہی ہے(رعد:41)۔زمین پر پہاڑ بنائے ہیں تاکہ وہ لرز یا ڈھلک نہ پڑے(نحل:15)۔مادہ منویہ پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے(الطارق:5-6)۔سورج گدلے چشمے میں ڈوبتا ہے(الکھف:86)۔بارش آسمانوں سے برستی ہے(بقرہ:22)اور زمین فرش کی طرح بچھی ہوئی ہے(الزاریات:48)۔اولے آسمان میں موجود پہاڑوں سے برسائے جاتے ہیں(نور:43)۔شہد مکھی کے پیٹ سے نکلتا ہے(نحل:69)۔چاند کو نور بنایا گیا ہے(نوح:16)چاند اس لیے گھٹتا بڑھتا ہے تاکہ ہم حج اور تاریخوں کا حساب رکھ سکیں(البقرہ:189)۔اڑتے پرندوں کو ہوا نے نہیں بلکہ اللہ نے تھاما ہوا ہوتا ہے(الملک:19)۔ہر چیز جوڑا پیدا کی گئی ہے(الزاریات:49)۔بادلوں کی گرج درحقیقت اللہ کی تسبیح بیان کر رہی ہوتی ہے(رعد:13)۔سوچنے سمجھنے کا کام دل کرتا ہے(الاعراف:179)۔ صرف خدا جانتا ہے رحم مادہ میں کیا ہے(لقمان:34)۔ سمندر کا پانی میٹھا بھی ہوتا ہے(فرقان:53)۔اللہ کی بنائی ساخت بدلی نہیں جاسکتی(الروم:30)۔مویشیوں کو اللہ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا (یسین:71)۔زمین و آسمان چھے دن میں بنائے گئے(یونس:3)۔زمین اور آسمان آٹھ دن میں بنائے گئے (فصلت:9-12)۔ آسمان وزمین پہلے باہم ملے ہوئے تھے پھر جدا جدا کیے گئے(الانبیا:30)۔ آسمان اور زمین علیحدہ علیحدہ تھے، زمین پہلے بنائی گئی اور آسمان دھواں تھا دونوں کو بلایا گیا تو دونوں آگئے پھر سات آسمان بنادیے

گئے (فصلت:9-12)۔ پہلے آسمان بنایا گیا پھر زمین بچھائی گئی (النازعات:27-30)۔ زمین اور آسمان کو اللہ نے تھاما ہوا ہے کہ اپنی جگہ سے ٹل نہ سکیں اور اگر ہٹ جائیں تو اللہ کے سوا کوئی روکنے والا نہیں (فاطر:41) انسان پانی سے بنایا گیا (فرقان 54)۔ مٹی سے بنایا (انعام 2) گارے سے (حجر 26)۔ زمین سے سبزے کی طرح اگایا (نوح 16)۔ جمے ہوئے خون سے پیدا کیا (علق 2) کسی بھی چیز سے نہیں بنایا (مریم 67)۔

احادیث کی خرافات۔

زمین پر موسم دوزخ کے سانس لینے سے بدلتے ہیں، جب دوزخ سانس باہر نکالتی ہے تو گرمی کا موسم اور جب سانس اندر کھینچتی ہے تو سردیاں آتی ہیں (بخاری:537)۔ بخار جہنم کی بھاپ سے ہے (بخاری 5723)۔ سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے (بخاری:3273)۔ جمائی شیطان کیطرف سے ہوتی ہے (بخاری:6223)۔ کھانا اور گوشت اس لیے خراب ہو جاتا ہے کہ اللہ نے بنی اسرائیل قوم کو پیدا کیا (بخاری:3399)۔ ساتویں آسمان پر ایک سمندر ہے، پھر اس کے اوپر آٹھ فرشتے پہاڑی بکروں کی طرح ہیں (ابن ماجہ:193)۔ ٹڈی سمندر میں مچھلی کی چھینک ہے (ترمذی :1823)۔ مکھی کھانے میں گر جائے تو پوری طرح ڈبو کر نکال دو، اسکے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہوتی ہے (بخاری:5782)۔ جس نے ہر دن صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں، اسے اس دن نہ زہر نقصان پہنچا سکے گا اور نہ جادو (بخاری:5445) کلونجی میں موت کے سوا ہر مرض کا علاج
ہے (بخاری۔5688)۔ اونٹ کا پیشاب میں شفاء ھے (بخاری 5686) کھانے کے بعد انگلیاں چاٹیں یا کسی کو چٹا دیں (ماجہ 3269)۔ اور ہاتھ بازوؤں اور پاؤں سے صاف کریں (ماجہ 3282)۔ چوہا گھی میں مر جائے تو تھوڑا سا پھینکو باقی کھالو (بخاری 5538)۔

رسول کے وضو اور کلی والا پانی پیو چہرے اور جسم پر ملو اور بشارت حاصل کرو (بخاری 4328)۔ رسول کا پیشاب پیو اور پیٹ کے امراض سے نجات (مستدرک حاکم ص۔63)۔ رسول پانی سے کسی کے اوپر کلی کر دیتے
تھے (بخاری 6422)۔ بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکیں اور بچی کا پیشاب دھویں (ماجہ 522)۔ نیند سے بیدار ہو کر

تین بار ناک جھاڑیں کیونکہ شیطان نتھنوں میں رات گزارتا ہے(مسلم564)۔فجر نہ پڑھنے سے شیطان کان میں پیشاب کرتا ہے(بخاری1144)

قسط نمبر42

ایک انوکھی منطق

وہی گمراہ کرتا ھے. وہی ہدایت دیتا ھے(بقرہ26)۔وہی تقدیر لکھتا ھے(فرقان2)۔وہی نبی کے دشمن بناتا ھے(فرقان31)۔وہی شیطان سے دوستی کرواتا ھے(اعراف27). سب اچھائی اور برائی اسی کے دم سے ہے(نساء79)۔وہ مکروفریب بھی کرتا ھے(انفال30)۔دوسروں سے لڑائی بھی کرواتا ھے(انفال39)اور انکو قتل کرنے کا بھی کہتا ھے(بقرہ191)۔عورتوں کو مارنے کا بھی کہتا ھے(نساء34)گھر میں قید کرنے کا بھی(نساء15)۔نابالغ بچیوں سے ریپ بھی کرواتا ھے(طلاق4)۔جھوٹ بولنے کا بھی کہتا ھے(مریم26)۔اور سچ بولنے کا بھی(توبہ119)۔اپنی مخلوق پر لعنتیں بھی کرتا ھے(بقرہ161)۔لوگوں کو گالیاں بھی دیتا ھے(مسد)۔کتے(اعراف176)سور،بندر(مائدہ60)۔اور جنگلی گدھے سے بھی تشبیہ دیتا ھے(مدثر50)۔وہ جسے چاہے گا بخشے گا جسے چاہے گا عذاب دے گا(العمران129)۔معافی اور سزا بھی اپنی مرضی سے دے گا(بقرہ284)کسی انسان کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک اللہ نہ چاہے(انسان30)۔توبہ کی توفیق بھی اسی کو دیتا ھے جسے چاہتا ھے(توبہ27)

جب وہی سب کچھ کررہاہے۔گمراہ بھی خود کرتا ھے تو پھر حساب کیسا؟کیاوہ اپنی غلطیوں کا حساب ہم سے لے گا۔؟؟

یہ اللہ کی ایک ایسی انوکھی منطق ہے جو تمام اصول و قوانین دستور و عقل سے ماوراہے۔اور یہی وجہ ہے کہ اکثر مسلمانوں اور اسلامی ممالک کے پاس جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا قانون ہے۔اور جو اسلامی ممالک کچھ قوانین رکھتے ہیں۔وہ یقیناًکچھ حد تک سیکولر ہوچکے ہیں۔ترکی اور سعودی عرب اور امارات جہاں شراب نوشی پر پابندی ختم کر دی گئی ہے۔زنا جیسے اسلامی اور غیر اخلاقی اور غیر انسانی الفاظ سے لوگ واقف ہو چکے ہیں۔

انسانی تقسیم کا نام مذہب ہے۔ جو آپ کو ہر روز پانی کی طرح پلایا گیا ہے اور آپ نے بھی آب زمزم سمجھ کر پی لیا ہے۔ حالانکہ آب زمزم کی کچھ بھی حقیقت نہیں ھے۔

اوپر لکھی گئی آیات میں سے ایک ایک حرف اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ یہ کسی خالق ومالک کا کلام نہیں۔ اگر پھر بھی کسی انسان کو اس بات کا یقین ہے کہ ہو سکتا ہے۔ تو پھر ذرا سوچیئے۔

وہ جسے چاہے نقصان پہنچائے یا نفع (فتح 11)

پچھلے ہزار بارہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں اللہ تعالی جبر و ظلم کے علاوہ کہیں بھی قادر نہیں ہو سکا۔ ہمیشہ ظالم کا ساتھ دیا۔ اور مظلوم کی مدد کرنے کو کبھی بھی نہیں پہنچا۔ اور مسلمانوں کو حتی الوسع کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا سکا۔

آپ کا خدا اتنا بے بس اور مجبور کیوں ھے۔؟؟

خدا جب بھی کسی کی مدد کرتا ہے تو کسی وسیلہ سے کرتا ہے۔ جو خدا کسی وسیلہ کا محتاج ہے وہ خدا کیسے ہو گیا۔ اور اگر وہ کسی وسیلہ کا محتاج نہیں تو اس نے آج تک کسی مظلوم کی مدد کیوں نہ کی؟

ایک یونانی فلاسفر Epicurus کہتا ھے۔

1- کیا خدا برائی کو روکنا چاہتا ہے، لیکن قدرت نہیں رکھتا؟

..تو کیا وہ قادر مطلق نہیں!؟

2- کیا وہ برائی کو روکنے کی قدرت تو رکھتا ہے لیکن جان بوجھ کر روکنا نہیں چاہتا؟

..تو کیا وہ کینہ پرور ہے؟

3- کیا وہ برائی کو روکنا بھی چاہتا ہے اور اسکی قدرت بھی رکھتا ہے؟

..تو پھر برائی موجود ہی کیسے ہے؟

4- اور یا پھر کیا وہ نہ تو برائی کو روکنا چاہتا ہے اور نہ ہی اسکی قدرت رکھتا ہے؟

..تو پھر وہ خدا کیسے؟؟

ذرا سوچیئے۔۔

قسط نمبر 43

محسن انسانیت یا قاتلِ انسانیت؟

رسول اللہ نے جن جن کو قتل کیا یا کروایا۔۔

قبیلہ بنو قریظہ 600 سے 900 مردوں اور ایک عورت کا قتل

(احزاب 26.27. ابو داود 4404 بخاری 2813)

ظلم کی انتہا کچھ لوگ چوری کے الزام میں پہلے ہاتھ پاوں کاٹے۔ آنکھوں میں سوئیاں اور بے دردی سے قتل (بخاری 233)۔ چادر چوری پر مالک کے معاف کرنے کے باوجود رسول نے چور کا ہاتھ کاٹ دیا (نسائی 4882)۔ زنا کے اقرار پر مرد سنگسار (ابو داود 4428)۔ اقرار زنا پر عورت سنگسار (ماجہ 2553)۔ اقرار زنا پر بوڑھے مرد و عورت کو رسول نے خود بھی سنگسار کیا (ماجہ 2553)۔ عبد اللہ بن ابی کا قتل کروایا (بخاری 4141)۔ رافع بن قیس کا قتل کروایا (ابن اسحاق 671) فتح مکہ پر (10 لوگوں کے قتل عام اعلان کیا) ابن خطل کو کعبہ سے لپٹے قتل کیا۔ (بخاری 4286)

امیہ بن خلف ابی صفوان کا قتل کروایا (بخاری 3632)۔

ایک نابینا صحابی نے اپنی محبوب حاملہ بیوی صرف اسلیے خنجر سے قتل کی۔ وہ رسول کو برا کہتی تھی (ابی داود 4361)۔ یہودی شبیبہ کا قتل (ابی داود 3002)۔ حیی بن اخطب اور ابن ابی حقیق کا قتل (ابو داود 3006)۔ عبد اللہ بن سعد ابی سراح کے قتل کا حکم (ابو داود 4359)۔ ابن نواحہ کا قتل (ابو داود 2762)۔ ایک مشرک جاسوسی کے شک میں قتل (بخاری 3051)۔ ذوالخلفہ عمارت گرا کر آگ لگائی بحیلہ کے 100 اور بنو خاتم کے 200 افراد قتل کیے (بخاری 3020)۔ کعب بن اشرف کو رسول نے قتل کروایا (بخاری 4037)۔ خالد بن سفیان کو صحابی بھیج کر قتل کروایا (ابو داود 1249)۔ اپنی لونڈی کی تہمت پر ایک شخص کے قتل کیلیے علی کو بھیجا۔ لیکن وہ ہیجڑا نکلا (مسلم 7023)۔ یہودی شاعر ابو رافع قتل کروایا (بخاری 3022)

اسماء بنت مروان کو اسلام مخالف شاعری پر قتل کروایا(ابن اسحاق 675)اور ابو آفاک(ابن اسحاق 675)اور نادر بن حارث کو بھی(ابن اسحاق 162)۔بدر کا قیدی عقبہ بن معیط قتل کروادیا گیا(ابن اسحاق 308)۔ابو العزہ عمرو بن عبداللہ جنگی قیدی قتل کروادیا(طبری ج7ص 142)

معاویہ بن المغیرہ کو جاسوسی کے الزام میں قتل کروایا(ابن اسحاق 755)۔حارث بن سوید انصاری کو مرتد ہونے پر قتل کروایا(ابن اسحاق 755)ابوسفیان سردار قریش کا قتل کروایا(طبری ج7ص 147)

فتح مکہ پر / بعد میں حوارث ابن نفیس۔مقیاس ابن سباح اور حارث بن تلتیل۔عمر ابن جحش اور سارا کا قتل کروایا(ابن اسحاق 551)

فتح مکہ پر قتل ہونے والی فہرست میں قریبہ۔سارہ۔حارث ابن ہشام۔عکرمہ بن ابو جہل۔واشی ابن حرب۔کعب بن ظہیر۔عبداللہ ابن زبارح۔ہند بنت عتبہ۔شامل تھے انکو اسلام لانے پر معاف کر دیا(نسائی 4072)ابن اسحاق 551)

اس کے علاوہ وہ 2درجن سے زائد یکطرفہ مہمات نبوی میں ہزاروں معصوم اور بے قصور لوگوں کا قتل۔لونڈیاں اور غلام بنا کر بیچنا۔لوگوں کو وطن بدر کرنا۔اور فدک اور دوسرے علاقوں پر قبضہ وغیرہ کا حساب بھی رسول کے ذمہ ہے۔۔

ذرا سوچیئے۔اور تحقیق کیجیئے۔کیونکہ۔۔۔

.Your religion is by birth not by choice

قسط نمبر 44

اللہ اور اسکا ناقص طریقہ کلام۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ ترجمہ:اور کسی آدمی کے لئے ممکن نہیں کہ خدا اس سے بات کرے مگر

الہام (کے ذریعے) سے یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیج دے تو وہ خدا کے حکم سے جو خدا چاہے القا کرے۔ بے شک وہ عالی رتبہ (اور) حکمت والا ہے (شوری 51)

اوپر دی گئی آیت میں اللہ کا انسانوں سے مکالمہ و مخاطبہ کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ وہ کس طرح سے انسانوں سے ہم کلام ہوتا ہے۔ چونکہ مسلمانوں کے نزدیک حضرت محمد آخری نبی تھے اس لیے اللہ نے بھی انسانوں سے ہم کلام ہونا بند کر دیا۔ قرآن سے پہلے جتنے بھی الہامی کتابیں موجود ہیں۔ وہ سب تحریف شدہ ہیں لیکن مسلمان کہتے ہیں۔ قرآن ایک اکمل کتاب ہے۔ کیونکہ اللہ نے ذمہ اٹھایا ھے۔ نہ تو یہ کتاب رسول کی زندگی میں مکمل طور پر جمع ہو کر ایک کتابی شکل اختیار کر سکی۔ نہ ابو بکر اور نہ ہی عمر کے دور میں۔ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عثمان نے اس کو جمع کیا اور باقی کاپیاں جلا دیں۔

ایک بہت بڑا سوال تو یہاں ہی کھڑا ہو جاتا ہے کہ اللہ جس کو کتاب کہہ رہا ہے۔ وہ کتاب تو تھی ہی نہیں۔ تو اللہ میاں اس کو کتاب کیوں کہہ رہا ہے؟؟

بہر حال ہم آتے ہیں اصل سوال کے طرف کہ اللہ کا انسانوں سے کلام زبردست اور اکمل طریقہ تھا یا ایک ناقص طریقہ؟ خالق کائنات ہونے کا دعویدار اللہ نے جس طریقے کو اپنایا اور قرآن میں بتایا۔ وہ نہ تو اس وقت محفوظ ہو سکا اور نہ ہی آج تک اس کے مطالب اور معانی میں مسلمان عیسائی یا دوسرے لوگ ایک ہو سکے۔ جس کو سمجھنے کے لئے درجنوں تفاسیر لکھی جا چکی ہیں۔ مختلف تراجم شائع کیے جا چکے ہیں۔ لیکن اکمل ترین خدا کے اکمل ترین پیغام پر لوگ کہیں بھی متفق نہیں ہو پا رہے۔۔

کن فیکون کہہ کر سب کچھ بنانے والے نام نہاد خدا اپرانے وقتوں میں کتنے غریب، بے بس، لاچار اور محتاج ہوا کرتے تھے۔ ٹیلی کمیونیکیشن جیسے موبائلز۔ لیپ ٹاپ۔ کمپیوٹرز تو دور کی بات۔ اپنا پیغام دنیا تک پہنچانے کے لیے ان کے پاس کاغذ بھی نہیں ہوتے تھے۔ وہ تو درختوں کی سلوں، چمڑے کے ٹکڑوں، پتھروں کی چٹانوں اور پرانے کاغذات پر اپنا پیغام لکھوانے پر مجبور تھے۔ ان کے پاس کوئی ایسا جدید ذریعہ نہیں تھا۔ جو آج اکیسویں صدی میں انسان کے پاس موجود ہے۔ جو سب مذہبی خداوں سے کہیں بہتر طریقے سے محفوظ اور کاپی کیا جا سکتا ہے۔ جو نبیوں پر بھیجا کرتا

تھا۔ آج تو انسان کو اپنا پیغام لکھنے کی بھی ضرورت نہیں۔ صرف بول کر بھی محفوظ کیا جاسکتا ہے آواز، تصویر اور ویڈیو بھی محفوظ کی جاسکتی ھے۔ اور لکھا ہوا پیغام موبائل سے لے کر کمپیوٹر تک اور لیپ ٹاپ سے لے کر اینڈرویئڈ اور آئی فون تک PDF, EPS, JPG, TIFF, اور HTML جیسے فارمیٹ میں محفوظ اور پرنٹ کر کے دنیا کے کسی بھی کونے میں صرف چند سیکنڈ میں پہنچایا جاسکتا ہے۔ جو خدا ہزاروں سالوں سے نہیں کر سکا۔

انسانی شعور کے اس ترقی میں اب نادار ولاچار خدا بھی ہمارے پیچھے پیچھے چلا رہا ہے۔ لیکن اب تو خدا بھی ترقی یافتہ ہو چکے ہیں۔ اور ان خداوں کے کلام بھی کمپیوٹر اور موبائل کی زینت بن چکے ہیں۔ جو کبھی پتھروں، چٹانوں، چمڑے، درختوں کی سلوں اور مٹی پر لکھے جاتے تھے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان فرضی خداؤں کی بیساکھیاں بھی ٹوٹ رہی ہیں۔ جو چند لوگوں نے اقتدار اور اپنی عیش و عشرت کی خاطر باقی لوگوں کو عقل و شعور سے دور رکھا۔

پرانے دور میں تو خدا کے پیغام کو منوانے کے لئے سالوں بلکہ بعض دفعہ تو صدیاں بھی لگ جایا کرتیں تھی۔ جیسے قرآن میں حضرت نوح کی عمر 950 سال بتائی ہے۔ اور اتنے لمبے عرصہ میں خدا کے پیغام پر 100 لوگ بھی ایمان نہ لائے تھے۔ یہ سن کر آپ کو خدا کی بے بسی پر تعجب تو ہو گا۔ اور حضرت محمد نے بھی ابتدائی 12 مکی سالوں میں کوئی بڑا تیر نہیں مارا تھا۔ اور ایمان لانے والے 100 سے بھی کم تھے.

اور نام نہاد اکمل ترین پیغام بھی اتنا غیر منطقی تھا کہ کسی کو یاد تھا تو کسی کو نہیں تھا۔

رسول خود بھول جایا کرتے تھے اور جب کوئی صحابی پڑھتے تو ان کو یاد آجاتا۔ کاپی کرنے کا کوئی خاطر خواہ سسٹم موجود نہیں تھا۔ کسی کے ذہن میں محفوظ تھا تو کسی کے ذہن میں نہیں۔ اترا حضرت محمد پر۔ تو لکھوایا کسی اور سے جمع کسی اور نے کیا۔ تو ترتیب کسی اور نے دیا۔ سپارے کسی اور نے بنائے تو اعراب کسی اور نے لگائے۔ وہ مثال یاد آگئی کہ۔

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا۔

جیسا کہ ایک پاکستانی سائنسدان (غالباً ملحد) ڈاکٹر پرویز ہودبھائی نے بھی کہا ہے۔

(دنیائے سائنس میں مختلف پس منظر رکھنے والے سب لوگ ایک ہی نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ لیکن آپ کو کوئی دو مذہبی لوگ ایسے نہیں ملیں گے جو ایک بات پر متفق ہوں)

یہی قرآن ہی اسکی وجہ ھے۔ کیونکہ یہ خود ایک محتاج اور اپاہج کتاب ہے۔ تو یہ ایک تندرست معاشرہ کیسے قائم کر سکتی ہے۔

وہ قرآن جو رسول پہ اترا وہ صرف اور صرف عربوں کیلیے تھا(فصلت 3)۔ اور اعراب کے بغیر لکھا گیا تھا۔ خدا کا وہ اکمل ترین پیغام دنیا میں کہیں بھی مکمل کتاب کی شکل میں موجود نہیں ہے۔

قرآن کے کچھ نسخے اسوقت برمنگھم یونیورسٹی، صنعاء۔ تاشقند۔ مشہد اور قاہرہ میں موجود ہیں۔ جو موجودہ قرآن سے کافی مختلف اور بہت کم ہیں۔۔

تو ذرا ساذہن پر زور دیں اور سوچیں۔ کہ وہ خدا جس کا طریقہ کلام اتنا بوگس تھا کہ وہ نہ تو ٹھیک سے محفوظ ہو سکا اور نہ ہی اس کا کسی کو فائدہ ہو رہا ہے۔ قرآن میں کوئی مضمون مصنف نے ایک جگہ بیان کیا ہے تو کوئی مضمون چار جگہ۔ کسی بات کا ایک مطلب ہے تو کسی کے چار۔ آج کے دور میں وہ خدا تو بولنا بھی بند ہو گئے ہیں۔ کہ کہیں پکڑے نہ جائیں۔ اور علم و شعور کی دنیا میں بیساکھیوں کے سہارے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر چل رہے ہیں۔

کیا ایسا خدا زمین و آسمان کا خدا ہو سکتا ہے۔

کچھ سوچیئے۔مان کر نہیں بلکہ جان کر جیو۔۔

.Your religion is by birth not by choice

قسط نمبر 45

شیطانی آیات کیاہیں

شیطانی آیات کیاہیں۔ قرآن واحادیث اور تفاسیر میں اس کے بارے میں کیا کیا درج ہے۔ تفسیر ابن کثیر تفسیر جلالین اور تفسیر بغوی وغیرہ میں اس بارے میں کیا لکھا ہے۔ اس قسط میں مختصراًاس پر روشنی ڈالی جائے گی۔

عام مسلمان تو ان باتوں سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں۔

وہ مسلمان جنہوں نے اپنے زندگی میں ایک بار (اپنی زبان میں) باترجمہ قرآن بھی سمجھ کر نہیں پڑھا ہوتا۔ وہ بھی ہر وقت یہی دعوی کر رہے ہوتے ہیں کہ قرآن ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام ایک مکمل پرامن دین ھے۔ دنیا چاہے چاند سے لے کر مریخ تک پہنچ جائے۔ قرآن ہی منبع رشد و ہدایت ہے۔

لیکن جب ہم اس منبع رشد و ہدایت اور مکمل ضابطہ حیات نامی قرآن کو کھول کر پڑھتے ہیں تو ہمیں بہت ہی مایوسی ہوتی ہے۔ پھر ہم سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کہ یہ کتاب کیا واقعی کسی اللہ یا خالق کائنات کی بھیجی ہوئی ہو سکتی ہے۔

شیطانی آیات کے بارے میں ایک مفصل کتاب سر سلمان رشدی نے The satanic Verses کے نام سے لکھ کر جب 26 ستمبر 1988 کو انگلینڈ سے شائع کی۔ تو عالم اسلام میں ایک بھونچال آگیا۔ مسلمانوں نے اسے شیطان رشدی جیسے خطابات سے لے کر گالیاں لعنتیں پھانسی اور قتل کے فتوے جاری کر دیئے۔ پاکستان، ایران، مصر، اٹلی، انگلینڈ اور امریکہ میں مظاہرے ہوئے اور دو کانوں کو نذر آتش کیا گیا۔ ایران میں اسلامی انقلاب کے بانی آیت اللہ خمینی نے 1989 میں اس کے سر کی قیمت 30 لاکھ ڈالر رکھی۔ جیسے 2012 میں بڑھا کر 36 لاکھ امریکی ڈالر کر دیا گیا۔

بہر حال ہم آتے ہیں اپنے اصل مدعا کی طرف کہ شیطانی آیات آخر ہیں کیا؟؟ اور ان کا اصل قصہ کیا ھے؟؟

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سرور کونین نے سورت نجم میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں جنوں اور سب آدمیوں نے (بھی) سجدہ کیا۔ (بخاری 1070)

تفاسیر میں کچھ اس طرح درج ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اہل قریش کے ایمان نہ لانے سے کافی پریشان اور مایوس تھے کہ کسی طرح قریش بھی موحدین میں شامل ہو جائیں۔ اور اسلام قبول کر لیں۔ کیونکہ اسلام آنے کے بعد کافی سال گزر گئے لیکن گنتی کے چند لوگ ہی مسلمان ہو پائے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رسول قریش کی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ کہ آپ پر وحی اترنی شروع ہوئی۔ چنانچہ آپ نے سورہ نجم کی آیات۔ (اَفَرَءَیۡتُمُ اللّٰتَ وَ الۡعُزّٰی 19 وَ مَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الۡاُخۡرٰی 20). یعنی تم لوگوں نے لات و عزی کو دیکھا اور تیسرے منات کو۔ کی تلاوت شروع کر دی۔ تو شیطان نے رسول کی زبان سے رسول ہی کی آواز سے ان آیات کی بھی تلاوت

کروادی۔ تِلْکَ الْغَرَانِیْقُ الْعُلٰی وَاِنَّ شَفَاعَتَھُنَّ لَتُرْتَجٰی۔ یعنی یہ بلند پایہ بت ہیں اور بیشک ان کی شفاعت امید بخش ہے۔ مشرکین یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ کہ رسول نے ہمارے بتوں کی تعریف کی ہے۔ چناچہ جب تلاوت ختم ہوئی تو رسول نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی سجدہ کر ڈالا۔ اور سب مسلمان اور مشرکین بیک وقت سجدہ ریز ہو گئے۔ دو ضعیف العمر صحابی ولید بن مغیرہ اور ابو احیحہ سعید بن العاص سجدہ نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے زمین سے مٹی پکڑ کر اپنے ماتھے پر لگائی۔ اس طرح وہ بھی سجدہ میں شامل ہوئے۔ کفار کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ جب مجلس ختم ہوئی۔ لوگ واپس اپنے گھروں کو چلے گئے۔ رسول بھی اپنے گھر کو واپس آئے تو جبرائیل ایک بار پھر حاضر ہو گئے۔ اور کہا کے آپ نے تو کفار کو وہ آیات بھی سنا دیں جو شیطان نے آپ کی آیات کے اندر ملاوٹ کی تھیں۔ جو اللہ نے آپ پر نازل نہیں کی۔ اس پر رسول بہت غمگین ہوئے۔ اور بہت ہی پریشانی کے عالم میں تھے۔ کہ یہ میں نے کیا کر دیا۔ اللہ کو پھر ترس آگیا اور ایک اور آیت پر نازل کر دی۔ جو سورہ حج کی آیت نمبر 52 میں مذکور ہے

۔ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اس کی آرزو میں (وسوسہ) ڈال دیتا تھا۔ تو جو وسوسہ شیطان ڈالتا ہے خدا اس کو دور کر دیتا ہے۔ پھر خدا اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ اور خدا علم والا اور حکمت والا ہے۔

جب یہ آیت اتری۔ اور ان قریش تک پہنچی تو قریش مکہ ناراض ہو گئے اور کہا کہ محمد ہمارے معبودوں کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کرنے پر شرمسار ہے۔ اس لئے اس نے اپنا کلام بدل لیا۔ ﴿بحوالہ تفسیر بغوی در تفسیر سورۃ الحج آیت نمبر ۵۲﴾ یہی وہ شیطانی آیات ہیں جو شیطان نے اپنے حکمت سے رسول کے منہ سے نکلوا کر بتوں کی تعریفیں کروا دیں۔ جب رسول کو ایسا لگا کہ وہ مسلمان تو نہیں ہو سکتے۔ یہ نہ ہو کہ مسلمان بھی ان کے ساتھ مل جائیں اور بتوں کو سجدہ کرنا شروع کر دیں۔ تو وہاں دوسری آیت گھڑ لی۔

دوستو یہاں تھوڑا سا غور کریں تو بہت سارے سوالات جنم لیتے ہیں۔

نمبر 1۔ وہ اللہ ہی کیا جو شیطان کو اپنے کلام میں ملاوٹ کرنے سے روکنے پر قادر نہ ہو سکے؟

نمبر 2۔ پہلے شیطان اپنی طاقت دکھاتا ہے اور پھر اللہ کو یاد آجاتا ہے اور اللہ اپنا سینہ تان کر بعد میں سامنے آجاتا ھے۔ پہلے شیطان سے شیطانی کام کرواؤ پھر بعد میں اپنا رعب دکھاؤ۔ کیا شیطان زیادہ طاقتور ہے؟

نمبر 3۔ جبرائیل جب وحی لے کر آیا تھا تو وہاں موجود ہونے پر رسول کو شیطانی آیات سے آگاہ کیوں نہیں کیا اور گھر آنے تک انتظار کیوں کیا؟

نمبر4۔ سورہ نجم کی آیت 3 اور 4 میں اللہ کہتا ہے کہ رسول صرف وہی بات کرتا ہے جو اللہ حکم کرتا ہے۔ کیا سورہ حج کی آیت 52 جو گھر آکر اتری اس میں بہت بڑا تضاد نہیں؟

نمبر 5۔ شیطان عام انسانوں کی تلاوت میں اپنے الفاظ جاری نہیں کرواتا. لیکن نبیوں کی آواز میں تلاوت کروا دیتا ہے۔ کیوں؟

نمبر6۔ کیا اللہ نے رسول کو بے عزت کرنے کی ٹھانی تھی یا رسول کا صرف اللہ اور شیطان نامی گیدڑ سنگھی استعمال کرنے کا مقصد صرف انسانوں کو کنٹرول کرنا۔ حصول اقتدار اور اپنی غلطیوں اور گناہوں کی پردہ پوشی ہے؟

چونکہ احادیث میں صرف انہی آیات کا ذکر ہے۔

اور احادیث بھی دو سو سال بعد لکھی گئیں ہیں۔ اسلیے ذرا سوچیں اور بھی ایسی سینکڑوں اور ہزاروں شیطانی آیات ہو سکتی تھیں جو جمع نہیں ہو سکیں۔ شیطان ہر بار اپنا کردار دکھاتا رہا اور اللہ بیچارے کو رسول کو گھر پہنچا کر یاد آتا رہا۔ کہ یہ ٹھیک ہے اور یہ ٹھیک نہیں۔۔ کیونکہ بعض دفعہ سمجھدار لوگوں کی محفل میں انسان اکثر سوالات یا باتوں سے پریشان ہو کر لڑا جاتا ہے اور پھر سمجھ نہیں آتی۔ بالکل ایسے ہی جیسے رسول لڑکھڑا گئے۔ اور پھر گھر آکر دوبارہ سوچا۔ اور ایک نئی آیت گڑھی۔

اس قسط میں بس اتنا ہی۔ ذرا سوچیئے کیونکہ۔

.Your religion is by birth not by choice

قسط نمبر 46

عبد اللہ بن سعد مرتد کاتب وحی

اس صحابی رسول کا پورا نام عبد اللہ بن سعد بن ابی سراح تھا۔ یہ خلیفہ سوم عثمان بن عفان کے رضاعی بھائی تھے۔ اور ہجرت مدینہ سے پہلے ایمان لاچکے تھے۔ پڑھنا اور لکھنا جانتے تھے۔ اسی وجہ سے رسول نے عبد اللہ بن سعد کو کاتب وحی بنایا۔ وحی لکھوانے کا عمومی طریقہ یہ ہوتا تھا۔ کہ جب وحی کا نزول ہوتا تو رسول کاتبین وحی کو سامنے بٹھاتے اور آیات تلاوت کرتے۔ اور کاتبینِ وحی ساتھ ساتھ لکھتے جاتے۔

لیکن کبھی کبھار ایسا بھی ہو جاتا کہ جب آپ مجالس میں بیٹھتے یا لوگوں کے اندر موجود ہوتے اور کسی سوال پر لاجواب ہوتے تو ساتھ ہی جبرائیل غائب ہو جاتا۔ کبھی کبھی تو رسول 15 15 دن گھر سے نہ نکلتے۔ خصوصاً اس وقت جب نظر بن حارث نے تین سوالات کیے۔ تو رسول نے 15 دن کی مہلت مانگ لی۔ جب ورقہ بن نوفل فوت ہوا تو دو سال تک جبرائیل بھی وحی لانا بھول گئے۔ جب بھی کوئی رسول کوئی خواہش کرتے تو جبریل حاضر ہو جاتا۔ جب ایک عورت رسول کو اپنا آپ ہبہ کرنے آئی۔ تو جبرائیل بھی دست بدستہ حاضر ہو گئے۔ حضرت عائشہ ناراض ہوئی۔ اور بلا جھجک کہہ دیا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ اللہ کس طرح آپ کی خواہشات کی تکمیل کرتا ہے۔

عبد اللہ بن سعد کی فلمی کہانی کچھ اس طرح سے ہے۔ ہجرت مدینہ کے وقت عبد اللہ بن سعد بھی ہجرت کر کے مدینہ آگئے۔ ایک دن محمد نے عبد اللہ بن سعد کو کچھ وحی لکھوانا شروع کی۔ جو سورہ مومنون کی آیت 12 تا 14 ہے۔ (لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ طِیۡنٍ. ثُمَّ جَعَلۡنٰهُ نُطۡفَةً فِیۡ قَرَارٍ مَّكِیۡنٍ. ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَةَ مُضۡغَةً فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوۡنَا الۡعِظٰمَ لَحۡمًا۔ ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰهُ خَلۡقًا اٰخَرَ) سیرت کی کتابوں میں ابن ہشام اور طبری میں مذکور ہے کہ عبد اللہ بن سعد نے ایک آیت اپنی طرف سے بولی (فتبرک اللہ احسن الخلقین) جو رسول کو بہت اچھی معلوم ہوئی۔ تم رسول نے اس کو حکم دیا کہ یہ بھی ساتھ لکھ لو چنانچہ یہ آیت بھی اس نے ساتھ لکھ دی۔ اس کے بعد عبد اللہ بن سعد کو بہت حیرانگی ہوئی کہ وہ آیت جو اللہ نے نازل بھی نہیں کی اور محمد نے کہا کہ ساتھ لکھ لو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی اللہ اس پر وحی نازل کرتا ہے۔

چنانچہ اس نے اپنے شکوک وشبہات کا ازالہ کرنے کے لیے محمد کی ساتھ ایک کھیل کھیلا۔
اس نے یہ کیا کہ اسکے بعد جب بھی محمد نے کوئی آیت لکھوائی تو اس نے آگے پیچھے کر کے لکھ دی۔
جیسے۔ الرحمان الرحیم۔ لکھوائی تو عبد اللہ بن سعد نے الٹ کر کے (الرحیم الرحمان) لکھ دی۔ یا۔ علیم الحکیم۔ لکھوائی تو اس نے آگے پیچھے کر کے (حکیم العلیم) لکھ دی. پھر وہ کچھ دنوں بعد محمد کو سناتا تو محمد کہتا کہ ہاں بالکل ٹھیک ہے۔ یہ کھیل اس نے بار بار کھیلا۔ اور عبد اللہ بن سعد نے قرآن کو جگہ جگہ سے الٹ پلٹ کر دیا۔ اور جو بھی اس کا دل چاہا اس نے شامل کر دیا اور جو دل چاہا نکال دیا۔ اور بعد میں جب بھی محمد کو سناتا تو محمد کہتا ہاں بالکل ٹھیک ہے۔ عبد اللہ بن سعد کو مکمل یقین ہو گیا کہ کوئی بھی وحی نہیں آتی۔ نہ ہی کوئی جبرائیل آتا ہے۔ یہ تو بس محمد نے لوگوں کو پاگل اور بے وقوف بنایا ہوا ھے۔ یہ ایک دھوکے باز انسان ہے۔ جس کو کچھ پتہ ہی نہیں چلتا۔ میری کہی ہوئی بات بھی اللہ کے کلام میں شامل کر لی۔
مکمل طور پر حقیقت آشکار ہونے کے بعد عبد اللہ بن سعد مدینہ سے واپس مکہ چلا گیا اور اسلام کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا۔ وہاں جا کر اس نے قریش کو اس ڈرامہ کے بارے میں بتایا۔ لیکن لوگ تو پہلے سے ہی محمد کی چالوں سے واقف تھے۔ اور محمد کے جھوٹ اور فریب سے اچھی طرح آشنا تھے۔
جب محمد کو اس واقعہ کا علم ہوا تو محمد کو بہت دکھ اور صدمہ پہنچا۔ اب اس چیز کا تدارک کرنا بھی انتہائی مشکل تھا کہ کتنا اور کہاں کہاں سے قرآن میں ہیر پھیر کیا گیا۔
رسول نے پھر الہ دین کا چراغ گھمایا اور اس پر پردہ ڈالنے کے لیے ایک اور وحی کا سہارہ لیا۔ جو سورۃ أنعام آیت نمبر 93 ہے۔ ترجمہ۔ (اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو خدا پر جھوٹ افتراء کرے۔ یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی آئی ہے حالانکہ اس پر کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور جو یہ کہے کہ جیسی کتاب خدا نے نازل کی ہے ایسی میں بھی بنالیتا ہوں۔ اور کاش تم ان ظالم لوگوں کو اس وقت دیکھو جب موت کی سختیوں میں ہوں اور فرشتے ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں۔ آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی اس لئے کہ تم خدا پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور اس کی آیتوں سے سرکشی کرتے تھے) دوستو یہاں تھوڑا سا غور کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ رسول نے کس خوبصورتی سے لوگوں

کے شکوک وشبہات پر پردہ ڈالنے کے لیے اس آیت کا سہارہ لیا۔ اور سچائی اور حقائق کو مسلنے کی ایک ناکام کوشش کی۔ پھر جب مکہ کو فتح کیا۔ تو محمد نے اس وقت جن 10 لوگوں کی لسٹ جاری کی تھی۔ کہ اگر وہ کعبہ کے غلاف سے بھی لپٹے ہوئے ہوں تو ان کو قتل کر دیا جائے۔ عبداللہ بن سعد بھی انہی میں سے ایک تھے۔

دوستو آپ اندازہ کریں کہ جس شخص نے بنو قریظہ کے تقریباً 900 افراد کو سرِ بازار ذبح کروادیا۔ جس نے لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا کر آگ کی طرح تپتی ریت پر پھینکوادیا۔ آنکھوں میں گرم سوئیاں چبھو کر نابینا کر دیا۔ جس محمد نے اپنے ہاتھوں سے بے قصور لوگوں کو سنگسار کیا۔

اس کے لئے عبداللہ بن سعد کیا معنی رکھتا تھا۔ خون کے پیاسے صحابہ تلواریں لے کر عبداللہ بن سعد کو گلی گلی ڈھونڈتے رہے۔ لیکن وہ اپنے رضاعی بھائی عثمان بن عفان کے گھر چھپے ہوئے تھے۔

جب عثمان بن عفان اس کو رسول کے پاس دوبارہ بیعت کے لئے لے کر آئے۔ کیونکہ زندگی بچانے کیلیے کوئی اور دوسرا آپشن موجود نہیں تھا۔ تو رسول نے تین بار خاموشی اختیار کی کہ شاید کوئی صحابی اس کو قتل کر دے۔ اور چوتھی بار بیعت لیتے وقت صحابہ سے کہا۔ کہ آپ نے عبداللہ بن سعد کو کھڑے دیکھ کر قتل کیوں نہ کر دیا۔ جس پر صحابہ نے کہا اگر آپ ہمیں اشارہ کر دیتے تو ہم اس کو قتل کر دیتے ہیں۔ (ابو داود 4359) اس طرح اس وقت عبداللہ بن سعد ان خونی ظالموں سے بال بال بچ گیا۔ یہ تھی عبداللہ بن سعد بن ابی سراح کی کہانی۔ جو اللہ۔ قرآن اور جبرائیل کی حقیقت کو کھول کھول کر بیان کر رہی ہے!

ذرا سوچئے۔ کیونکہ سوچنا جرم نہیں۔

بن دیکھے زہر مت پیجئیے۔ پلیز تحقیق کیجئیے

قسط نمبر 47

اسلام کا تاریخی اور آرکیالوجیکل پس منظر۔

پرانے وقتوں میں انسان اپنے ہاتھوں سے بت تراشتا اور اس کی پوجا کرتا۔ لیکن جب اسے کوئی مزید خوبصورت پتھر نظر آتا تو اس کی پوجا کرنا شروع کر دیتا۔ اور اس کو خدا سمجھتا۔ لوگ چاند ستاروں سورج بادل آگ اور جانوروں کی پرستش بھی کرتے رہے۔ اور کر بھی رہے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ خدا اور پتھر انسان کو کوئی فائدہ تو نہیں پہنچا سکتے تھے لیکن ایک امید ضرور دیتے تھے۔

بعینہ ایسے ہی ان خداؤں کے لیے علیحدہ علیحدہ مذاہب بھی تیار کیے گئے۔ تا کہ دوسرے خداؤں اور مذاہب سے کسی نئے مذہب کو ممتاز کیا جائے۔

علم وشعور آنے کے بعد اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسے سینکڑوں خدا اور مذاہب تاریخ میں دفن ہو گئے۔ خصوصاً بیسویں صدی میں انٹرنیٹ آنے کے بعد ان خداؤں اور مذاہب کی حقیقت زیادہ آشکار ہوئی۔

اسلام کو دنیا میں شروع ہوئے بارہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا۔ اسلامی تاریخ اور اسلامی کہانیاں جھوٹ کا ایک ایسا مجموعہ ہے۔ کہ جس کے دفاع میں مسلمان اپنی زندگیاں گزار دیتے ہیں۔ لیکن تاریخ اور قرآن کو غیر جانبداری سے نہیں پڑھتے۔ اور پھر نتیجتاً اصل حقائق سے بالکل دور رہتے ہیں۔ کچھ ایسی ہی من گھڑت باتیں ہمیں تاریخ اسلام میں ملتی ہیں۔

1. محمد 571ء کو مکہ میں پیدا ہوئے۔ 2۔ اسلام کا آغاز مکہ سے ہوا۔ 3۔ قرآن مکہ میں اترا۔ 4۔ مکہ تجارت کا بہت بڑا مرکز تھا۔ 5۔ فتح مکہ اور واقعہ کربلا۔ 6۔ جنگ صفین اڑھائی لاکھ سے زائد لوگ۔ 7۔ جنگ قادسیہ تقریباً ایک لاکھ۔ 8۔ جنگ یرموک تقریباً ڈیڑھ لاکھ۔ 9۔ حضرت ابراہیم اور اسماعیل نے خانہ کعبہ بنایا۔ 10۔ اسلامی غزوات، خلافت راشدہ، امہات المومنین اور صحابہ کرام۔

اسلامی تاریخ کے مطابق حضرت ابراہیم اور اسماعیل نے خانہ کعبہ کی تعمیر تقریباً 2500 سال پہلے مکہ میں کی۔ جیسا کہ قرآن میں بھی لکھا ہے۔ حضرت ابراہیم اور اسماعیل خانہ کعبہ کی دیواریں بناتے جاتے اور دعا کرتے جاتے۔ کہ اے پروردگار ہماری اس خدمت کو قبول فرما۔ (بقرہ 127)

اور ہم نے ابراہیم کو خانہ کعبہ کے لئے مقرر کیا (حج 26)

لیکن جب ہم غیر اسلامی تاریخ کا بغور مطالعہ کرتے ہیں۔ اور ان مصنفین اور مؤرخین کو جو عرب اور اس کے ارد گرد علاقہ میں پیدا ہوئے۔ جنہوں نے وہاں کے حالات و واقعات اور اہم مقامات و شخصیات کو اپنی کتابوں میں بارہا بیان کیا۔ بد قسمتی سے وہ مکہ کو بیان کرنا بھول گئے۔ اور محمد کا بھی کہیں ذکر موجود نہیں۔ جنہوں نے خطبہ حجۃ الوداع میں ایک لاکھ سے زائد لوگ اکٹھے کیے تھے۔ اور پھر مزے کی بات یہ ہے۔ کہ اس وقت اسلام کا ذکر بھی کہیں نہیں ملتا۔

اس وقت بازنطینی سلطنت کے ایک بڑے سکالر (Procopius of Caesarea (died570 نے اپنی کسی بھی کتاب میں مکہ، خانہ کعبہ، یا حج بیت اللہ کا ذکر نہیں کیا۔ جو رسول کی پیدائش سے تقریباً 1 سال پہلے فوت ہوئے تھے۔ اور بھی کئی مصنفین جو محمد کے علاقہ اور زمانہ میں یا وفات کے بعد مستقبل قریب یعنی خلافت راشدہ اور اموی خلافت کے دور میں آئے۔ جن میں کسی ایک نے بھی محمد، مکہ، حرم شریف اور اسلام کا ذکر نہیں کیا۔ جن میں John of Damascus۔John climacus ,sabeos. ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کو درجنوں غیر اسلامی مصنفین مورخین اور شاعر مل جائیں گے۔ جو محمد کے زمانہ میں اسی خطہ میں یا ارد گرد کہیں موجود تھے۔ جن کی کتب آپ کو با آسانی گوگل یا Amazon سے مل جائیں گے. کسی مصنف نے مکہ کا ذکر نہیں کیا۔ اسلام یا محمد اس وقت بالکل موجود نہیں تھے۔ یونانی مورخ تھیفراسس (Theophrastos) نے چوتھی صدی قبلِ مسیح میں حجاز کے متعلق انتہائی تفصیل سے لکھا، سبائی (Sabians) کے متعلق لکھتے ہوئے اس نے ان کے بحری و بری تجارتی راستوں کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کیں، لیکن اس نے کہیں بھی مکہ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

اراتوستن (Eratosthenes) عرصہ حیات 195 تا 275 قبل مسیح، جو کہ ایک مشہور جغرافیہ دان تھا اپنی دستاویزات اور کندہ کاریوں کے ذریعے خطہِ عرب سے متعلق انتہائی تفصیلی معلومات فراہم کرتا ہے، مگر اس کی تحاریر میں بھی مکہ کا کوئی ذکر نہیں..

تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سب سے پہلے مکہ کا ذکر کہاں ملتا ہے۔مکہ کا ذکر سب سے پہلے apocalypse of pseudo-methodius کتاب میں 741ء میں آیا ہے۔جو رسول کی وفات سے بھی 109 سال بعد کا زمانہ بنتا ھے۔۔

یہاں رکیے اور ذرا سوچیے۔

کہ اللہ نے 2500 سال قبل حضرت ابراہیم کے وقت مکہ میں خانہ کعبہ بنوا دیا تھا۔(کوئی جوازیا جواب سوچنے سے پہلے تاریخ کا بہت گہرائی سے مطالعہ کریں)۔تو وہاں محمد بھی پیدا ہوئے۔۔اس وقت تو مکہ کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔تو وہ کہاں پیدا ہو گئے۔یہ ایک من گھڑت کہانی ہے۔اور ضرور آپ کو بیوقوف بنایا گیا ہے۔

اس کا ایک اور اہم اور ٹھوس ثبوت یہ ہے۔کہ واقعہ معراج ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے ہوا۔مسجد اقصی (بیت المقدس) سے آسمانوں کی سیر۔ان کا ذکر قرآن میں بھی موجود ہے۔۔سوال یہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد 100 سے بھی کم تھی۔اور یروشلم جو مکہ سے تقریبا 1500 کلومیٹر دور ہے.وہاں مسلمان مسجد بنانے کیسے پہنچ گئے۔ اور پہلی مسجد اسلامی تاریخ میں مسجد قباء 622 میں بنائی گئی ہے۔یہ تو 705ء یا اس کے بعد تعمیر کی گئی۔اور واقعہ معراج ہو رہا ہے 620ء کے لگ بھگ۔اس سے پتا چلتا ھے کہ قرآن 700ء کے بعد لکھا گیا۔لیکن حقیقت میں مسجد اقصیٰ محمد کے وفات کے دو سو سال بعد تاریخ میں نظر آنی شروع ہوتی ہے۔یا کم از کم مسجد اقصی والی قرآنی آیات بعد میں شامل کی گئی۔

کیونکہ جو مورخین یوروشلم یا ارد گرد کے علاقے میں پیدا ہوئے۔ان میں سے (John of demaskus) یا اس کے علاوہ کسی ایک نے بھی مسجد اقصی کا نام اسلامی طور پر تو کجا مسجد اقصی کے نام کا ذکر بھی نہیں کیا۔یہ بعد میں خلافت عباسیہ یعنی 800ء کے بعد قرآن میں لکھی گئی آیت کی تصدیق کے لیے تعمیر کی گئی۔

مسلمانو تم قرآن کی کن کن غلطیوں کو چھپاؤ گے۔

قرآن کے مصنف نے دینار کا ذکر کر ایک اور دلیل ہم کو فراہم کر دی۔ کیونکہ عرب کی تاریخ میں دینار 685ء یا اس کے بعد ملتا ہے۔ رسول کی وفات 632ء میں ہوئی۔ قرآن اگر مکمل ہو گیا تھا۔ تو دینار کا ذکر کہاں سے آ گیا۔ ذرا سوچیئے۔ قرآن آٹھویں صدی کے بعد لکھنا شروع ہوا جب دینار کی لین دین عام تھی۔

قرآن کا مصنف لکھتے لکھتے یہ گڑبڑ تو کر گیا کہ یہ مکہ میں اترا۔۔ لیکن جغرافیائی اور آرکیالوجیکل غلطیاں چھوڑ گیا۔ یہ ایک ناقابل تردید ثبوت ہے لیکن صرف ان کے لئے جو سوچتے ہیں۔۔اس ضمن میں Robert Spencer نے اپنی کتاب Did muhammad exist. میں بڑی تفصیل سے وضاحت کی ہے۔اور patricia crone. Tom Holland اور Dan gibson نے بھی بھرپور روشنی ڈالی ھے۔

غیر اسلامی تاریخ میں آپ کو ہر جگہ یثرب (مدینہ) طائف صنعاء اس کے علاوہ سعودیہ اور یمن (جسکا پرانا نام Himyar تھا) کے اور شہر بھی مل جائیں گے لیکن مکہ کا ذکر پھر بھی کہیں نہیں ملے گا۔

آپ اندازہ کریں کہ کہ احادیث کی پہلی 5 مستند کتب کے مصنفین نہ تو مکہ میں پیدا ہوئے اور نہ ہی وفات پائی۔ اور ہزاروں کلومیٹر دور بیٹھ کر وہ اسلام کا بنیادی ماخذ کیسے لکھ رہے ہیں۔ جو شاید کبھی زندگی میں ہزاروں کلومیٹر کا سفر طے کر کے ایک بار بھی مکہ نہ آئے ہوں۔ اگر کوئی آیا بھی ہو تو ایک آدھ بار۔ زرا غور کریں۔ کہ

امام بخاری۔810.870. بخارہ ازبکستان۔ مکہ سے فاصلہ 4100+ کلومیٹر

امام مسلم۔815.875. نیشاپور ایران۔ مکہ سے فاصلہ 3300+ کلومیٹر

امام ترمذی۔824.892۔ ترمیز ازبکستان۔ مکہ سے فاصلہ 4400+ کلومیٹر

امام ابوداود۔817.889 بصرہ عراق۔ مکہ سے فاصلہ 1500+ کلومیٹر

امام ابن ماجہ۔824.887. قزوین ایران۔ مکہ سے فاصلہ 2500+ کلومیٹر۔

اور اس کے علاوہ اولین مصنفین ومؤرخین۔

ابن ہشام۔d833 (عراق. مصر) مکہ سے فاصلہ 1500+ کلومیٹر

ابن سعد۔d845۔ بصرہ. مکہ سے فاصلہ 1500+ کلومیٹر

طبری۔ 839.923. ایران۔ عراق. مکہ سے فاصلہ 1700.2300 + کلومیٹر

ابن خلدون۔ 1332.1406. تیونس۔ قاہرہ۔ 1600.4500 + کلومیٹر

ان میں سے کسی ایک کی بھی اصل کتابیں کہیں بھی موجود نہیں۔ جو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھیں تھیں۔ اور اسلام تو احادیث کے بنا ویسے بھی نامکمل ہے۔ کیونکہ قرآن تو بالکل ایک اپاہج اور لنگڑی کتاب ہے۔ جس کو احادیث کی بیساکھیوں کی ضرورت ہے۔ کیونکہ قرآن میں نہ تو نماز کا وقت اور رکعات لکھی ہیں۔ اور نہ ہی طریقہ حج نماز وروزہ **اذان اور زکوۃ وتراویح۔**

زیتون اور سیب کیلا مالٹا آم وغیرہ سب غیر سعودیہ پروڈکٹس ہیں۔ ان سب میں زیتون کا ذکر قرآن میں آتا ہے۔ جس کا حتمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قرآن وہاں لکھا گیا جہاں زیتون موجود تھا۔۔ لہذا اس وقت زیتون مکہ اور مدینہ میں کہیں بھی موجود نہیں تھا۔ اور اس کے پاس ترین زیتون کا الجوف کا علاقہ ھے۔ جو اس وقت مکہ سے بارہ سو کلومیٹر جبکہ مدینہ سے 800 کلومیٹر سے زیادہ دور ہے۔

غیر اسلامی مورخین اور سکالرز اور آثار قدیمہ کے ثبوت دیکھنے کے بعد تقریباً سبھی اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ قرآن petra (jordan) کے آس پاس کہیں لکھا گیا۔۔ کیونکہ قرآن میں باقی واقعات اور مشاہدات بھی وہیں پورے ہوتے ہیں۔ ایک کشادہ غار حرا اور اور حقیقی صفا اور مروہ کے بڑے بڑے پہاڑ بھی وہاں موجود ہیں۔ قرآن کی کافی آیات اور متعدد احادیث بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ قرآن میں ایک بار مکہ کا نام جبکہ 1 بار بکہ کا ذکر آیا ھے۔ جبکہ بائبل میں 2 بار بکہ آیا ھے۔۔ اور وادی بکہ پترا (اردن) کا نام ھے۔۔

احادیث میں آتا ہے کہ رسول ایک وادی سے گزر رہے تھے تو صحابہ سے پوچھا یہ کون سی وادی ہے تو صحابہ نے کہا یہ وادئ ازرق ھے۔ (مسلم 420. ماجہ 2891) تو وادئ ازرق بھی اردن میں ھے۔

زیتون کی فصل کا بھی وہی علاقہ ھے۔ قرآن میں بار بار فصل کاٹنے کا اور فصل اگانے کا اور جانوروں کا چارہ اگانے کا ذکر آتا ہے۔ (انعام 141۔ ہود 100۔ سجدہ 27۔ قلم 20) تو عرب کے صحرا میں کون سی فصل اگتی ہے۔ اور جانوروں کے کھانے چارہ بھی۔ اور ان میں ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ صبح صبح اٹھو اور اپنے کھیت کی طرف جاؤ

(قلم 22) یہ بھی وہی علاقہ ھے۔ کیونکہ مکہ اور مدینہ کے صحراؤں میں اس وقت کون سے کھیت یا فصل تھی۔ ذرا سوچئیے۔ جب ہم مکہ اسلام قرآن اور اللہ کی تاریخ پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں بہت حیران کن انکشافات سامنے آتے ہیں۔ طوالت قسط کے ڈر سے میں مختصراً انکو بیان کر دیتا ہوں۔ پوری تفصیل کیلیے حاجی مست علی اور Ghalib Kamal کو دیکھ سکتے ہیں۔۔

تاریخ العرب میں ہم کو سب سے پہلا نام جو ملتا ہے وہ Muawiya 1 ہے۔ جس کے سکے ہمیں ملتے ہیں۔ جن کے اوپر صلیب کا نشان بنا ہے۔ جو ہمیں اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ muawiyah1 ایک عیسائی لیڈر تھا۔

تمام مؤرخین کو غور سے پڑھا جائے۔ تو ایک چیز واضح ہو جاتی ہے۔ کہ ساتویں صدی میں محمد کا کوئی وجود نہیں تھا۔ کوئی بدر یا احد نہیں ہوئی۔ کہیں غزوہ خیبر یا حنین نہیں ہوئی۔ فتح مکہ اور واقعہ کربلا کسی تاریخ میں نہیں لکھا۔ کوئی لاکھوں کی جنگ صفین، قادسیہ اور یرموک نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ سب اسلامی تاریخ کی قلابازیاں ہیں۔

اگر مسلمان تاریخ لکھ رہے تھے۔ تو جن کے ساتھ یہ جنگیں ہوئی تھیں۔ وہ بھی تو لکھ رہے تھے۔ مکہ کا وجود کہیں سے بھی ثابت نہیں۔ عمرو بن ہشام (ابو جہل) ابو سفیان، ابو لہب، ابو طالب، سہیل بن عمرو، امیہ بن خلف یا عتبہ بن رہیعہ کسی سردار کا نام نہیں ملتا۔ محمد سمیت۔ ابو بکر عمر عثمان علی۔ خدیجہ اور تمام ازواجِ محمد اور لونڈیاں کہیں سے بھی ثابت نہیں۔ 750ء تک عربوں نے کچھ بھی فتح نہیں کیا تھا۔۔

بلکہ اس کے برعکس اس وقت اور علاقائی وجغرافیائی تاریخ سے یہ ملتا ہے کہ جو عرب بھی ہجرت کر کے کہیں جاتے تھے ان کو مہاجر کہا جاتا تھا۔ نہ وہ مسلمان تھے اسلام کا تو ان کو پتہ تک نہیں تھا۔ زیادہ تر ان میں بت پرست تھے۔ مصحف یا قرآن نامی کسی بھی چیز سے واقف نہ تھے۔ نہ تو وہ کسی محمد کا پیغام لے کر کہیں گئے اور نہ ہی کسی اللہ کا۔۔

مسلمان یہ سن کر بھی حیران ہوں گے۔ کہ جو عربی قرآن ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ عربی رسم الخط محمد کے دور میں exist ہی نہیں کرتا تھا۔ یہ زبان اس وقت ارتقاء میں تھی اور صرف بولی جاتی تھی۔ جس کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ محمد کے وقت کی کوئی بھی عربی کتاب اس رسم الخط میں کہیں بھی روئے زمین پر موجود نہیں۔ جس رسم الخط میں آج قرآن ہمارے پاس ہے۔

اور قرآن کا سب سے پہلا ایڈیشن کوفی رسم الخط میں تھا۔ جو کوفہ میں تیار ہوا۔ وہ کوفہ والا قرآن بھی کہیں Exist نہیں کرتا۔ موجودہ قرآن 1924 میں قاہرہ میں ترتیب دیا گیا۔

اسلامی تاریخ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قرآن محمد نا تو Compile کروا کے گئے اور نہ ہی اسکو Standardise کیا۔ لیکن سورہ بقرہ کے آغاز میں خدا اس کو کتاب کہہ رہا ہے۔ آخر کیوں؟

نمایاں پتہ چلتا ہے کہ جب یہ خلافت عباسیہ میں لکھا گیا اس وقت اسے کتابی شکل دی گئی۔ (البتہ وہ ہمارے پاس موجود نہیں)

اور ایک اہم نکتہ۔ اگر آپ گوگل کریں تو آپ کو پتہ چلے گا۔ کہ Jesus کو syriac/aramaic میں اس طرح لکھا جاتا ہے۔ (ܡܫܝܚܐ)

(Jesus in aramaic/syriac ܡܫܝܚܐ) (muhammad in arabic محمد)

تو ہمیں ایک ثبوت اور مل جاتا ہے۔ کہ وہ اسلام امویوں نے شروع کیا۔ جو عیسائی تھے۔ یا عیسائیت جانتے تھے۔ ملک بن مروان اور حجاج بن یوسف کے دور میں قرآن کو کچھ اکٹھا کیا گیا۔ اور اعراب لگائے گئے لیکن وہ قرآن بھی کسی کے پاس موجود نہیں۔ پھر عباسیوں نے اسلام، احادیث اور تاریخ کو کچھ منظم کیا اور لوگوں پر مسلط کرنا شروع کیا۔ پہلے اور دوسرے صدی ہجری کی اکثر اسلامی عبادت گاہوں کا رخ پترا کی جانب تھا۔ جبکہ تیسرے صدی میں پھر ان کا رخ مکہ کی جانب کیا گیا۔ پہلی اور دوسری صدی کی مساجد اسلام کے نام پر تعمیر نہیں کی گئیں۔ اور نہ ہی انہیں مساجد پکارا گیا۔۔ اور نہ ہی تاریخ میں کہیں پہلی اور دوسری صدی ہجری میں مسجد کا لفظ ملتا ہے۔

جس وقت احادیث اور اسلامی تاریخ اور سیرت الرسول کی کتابیں لکھی گئیں۔ قرآن بھی اسی وقت دوسری صدی ہجری کے بعد لکھا گیا۔ اور محمد کا لفظ جو ایک ٹائٹل کی حیثیت رکھتا تھا۔ ایک شخصیت پر فٹ کر دیا گیا۔ اور ایک نئے مذہب کی ایجاد ہوئی۔۔

مسلمان علماء عام طور پر یہ تاثر دیتے ہیں۔ کہ ایک ہی کعبہ ہمیشہ سے موجود تھا۔ حالانکہ اس وقت عرب میں 22 کعبے موجود تھے۔ اور سب میں طواف ہوتا تھا۔ ان میں (کعبہ الرباطائف) (کعبہ ذی الشریع نبطی) کعبہ ذوالخلصہ۔ کعبہ

نجران۔ کعبہ غفان۔ کعبہ ثقام (کعبہ و کلیس یمن) کعبہ دوس (کعبہ ایاد تہامہ) وغیرہ یہ سب کعبے اس وقت موجود تھے (History of the Arabs) اسلامی تاریخ کے مطابق حجاج بن یوسف نے کعبہ پر حملہ کیا عبد اللہ بن زبیر کو قتل کیا۔ مکہ تاریخ میں کئی بار منہدم کیا گیا۔ 317ھ دور عباسیہ میں ابو طاہر قرامطی خانہ کعبہ پر محاصرہ کیا سینکڑوں لوگوں کو قتل کیا۔ ابو طاہر نے اس موقع پر کہا کہ اگر کوئی آپ کا خدا ہے تو وہ آئے اور آپ کو بچائے۔ وہ حجر اسود کو اپنے گھر لے گیا۔ اس کے دو ٹکڑے کیے اور 22 سال تک ٹوائلٹ بنا کر اس پر پاخانہ کرتا رہا۔ جس حجر اسود کو مسلمان آج بوسہ دیتے اور چوم کر برکت حاصل کرتے ہیں۔۔

ابو طاہر نے حجر اسود کو 339ھ میں 30000 دینار کے عوض واپس کیا۔

1979 میں ایک سعودی فوجی نے خانہ کعبہ پر حملہ کیا ہزاروں معصوم لوگوں کو سرعام قتل کر دیا گیا۔ اور ایک لاکھ کو یرغمال بنالیا۔ مقدس کتابوں اور قرآن پر نجاست کی گئی۔ کہاں گیا وہ خدا کیا فائدہ اس خدا کا؟ جو اپنے گھر کی چار دیواری میں معصوم انسانوں کو نہ بچا سکا۔

اگر حقیقت میں کوئی اس کعبہ کا طاقتور خدا ہوتا ہے تو یہ دیکھ کر بہتر تھا مر جاتا۔

لیکن کوئی خدا ہے ہی نہیں تو کون جیتا اور کون مرتا۔

ان سب باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے آرکیالوجیکل اور جیوگرافیائی ثبوتوں میں ایک بات واضح ہو جاتی ہے۔ کے Petra اگر اسلام کا پیدائشی مرکز نہیں بھی تھا تو پھر بھی مکہ ہرگز نہیں تھا۔ اور نہ ہی محمد تھا جس نے اسلام کو شروع کیا۔ بلکہ اسلام Muawiya1، عبد الملک بن مروان اور حجاج بن یوسف کے دور کی تخلیق اور ابتداء تھی۔ اور ایک نئے مذہب کی ارتقائی شکل تھی۔ اور جو مواد ہمارے پاس آج موجود ہے یہ سب عباسیوں نے منظم کر کے دنیا پر مسلط کیا۔ اور Muawiya1 کے وقت یا کچھ بعد محمد کا ٹائٹل استعمال کیا گیا۔ جو Jesus کی آرامیک ٹرانسلیشن ھے۔ جس نے اس مذہب کو Petra کے علاقہ میں شروع کیا۔ اور عبد الملک اور حجاج نے اسے مکہ میں آکر دوبارہ stablish کیا۔ اور کعبہ کو از سر نو تعمیر کیا۔۔

پیارے دوستو۔۔

اسلامی تاریخ جھوٹ، دھوکہ دہی اور مبالغہ آرائی کا ایک ایسا بند ڈبہ ہے۔ کہ جس کو ایک بار کھول کر دیکھنے سے دودھ کا دودھ ہو جاتا ہے۔ اسلامی تاریخ کے مطابق 711ء اور 712ء میں طارق بن زیاد نے سپین اور اور محمد بن قاسم نے سندھ تک کا علاقہ فتح کر لیا تھا۔ اور خلافت امویہ میں ہی اسلام ہندوستان سے لے کر سپین تک۔ بازنطینی اور ساسانی سلطنت کے سب علاقے جو آج ترکی اور یورپ میں ہیں۔ اور کچھ افریقہ اور ترکستان تک فتوحات حاصل کر لیں تھی۔ لیکن حقیقت میں اسوقت مکہ کا کوئی نام ونشان نہیں تھا۔ جہاں اسلام کی مطابق 2500 سال سے کعبہ موجود تھا۔ اور وہ اسلام جو آج ہمارے پاس ہے۔ کہیں بھی موجود نہیں تھا۔ چین نے BC100 میں کاغذ دریافت کیا۔ درجنوں مصنفین اور تاریخ دان وہاں موجود تھے لیکن کسی کو پتہ نہیں چلا کہ ہندوستان میں اسلام نے اپنے جھنڈے گاڑ دیے ہیں۔ چینی تاجر تو ملک ملک سفر کرتے رہتے تھے۔ لیکن ثبوت تو اس کا ہوتا ہے اگر کچھ وقوع پذیر ہوا ہو۔ جنگل میں مورناچا کس نے دیکھا۔۔ اسلامی تاریخ کا یہی حال ہے جو دل چاہا انہوں نے لکھ دیا۔

قرآن کے جو پہلے چند ٹکڑے تھے ان کو مصحف کہا جاتا تھا۔ اسکا نام قرآن بھی عباسیوں کے دور میں ملتا ھے۔۔

ایک اور اہم ثبوت یہ ہے۔ کہ جب کوئی نبوت کا دعوی کرتا ہے۔ تو سارا زمانہ اس کے مخالف کھڑا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ مبینہ طور پر محمد کے بارے میں بھی لکھا ہے۔ کہ محمد پیدا ہوئے تھے حالانکہ وہ نہ تو پیدا ہوئے اور نہ ہی فوت ہوئے۔۔ آپکو 661ء تک یا اس سے پہلے یونانیوں اور رومیوں، اور عرب کی درجنوں کتابیں صحیفے۔ کندہ کاری۔ مٹی کے برتن۔ آلات، اوزار، پینٹنگ، لکڑی کی بنی چیزیں، اور بہت کچھ مل جائے گا لیکن اسلامی تاریخ کے مطابق رسول یا صحابہ صحابیہ کا ایک بال تک نہیں ملے گا۔(History of the arabs)

اور مرزا غلام احمد قادیانی تو ایک زندہ مثال ہے۔ کہ اس نے اپنی زندگی میں 85 کتب تصنیف کیں۔ لیکن مخالفین و معاندین نے فتوؤں اور مخالف کتابوں کا ڈھیر لگا دیا۔ لیکن رسول کے زمانہ میں تو کجا پہلی اور دوسری صدی ہجری میں بھی آپ کو اسلام مخالف کوئی کتاب نہیں ملے گی۔ محمد ان پڑھ تھے لیکن مخالفین تو پڑھے لکھے تھے۔ کہاں گیا ان سب کا مواد۔ ذرا سوچیں۔ اس میں کوئی راکٹ سائنس نہیں۔۔

واضع معلوم ہو رہا ہے کہ اسلام دورِ عباسیہ میں اور جیسا کہ احادیث، سیرت اور تاریخ کی کتابیں بھی اس وقت زمانہ ِ محمد کے 200 سال بعد لکھیں گئیں۔ اور اسلام کو با قاعدہ ترتیب دیا گیا۔ اور Royel Prapoganda کے طور پر عوام پر مسلط کیا گیا۔۔ اور آخری بات۔۔

لوگ اپنے سردار اور لیڈروں کی تصاویر بناتے ہیں۔ ان کے مجسمے بناتے ہیں۔ ان کی ایک ایک چیز کو یاد کے طور پر محفوظ رکھتے ہیں۔

آج کے دور میں محمد کی کوئی تصویر، مجسمہ ابو بکر سے لے کر علی اور حسن حسین تک کسی کا کوئی ثبوت نہیں۔ کوئی تلوار کوئی اوزار کوئی کپڑا کوئی فن پارہ۔ کوئی بال تک کچھ بھی نہیں۔ اگر یہ کہیں کہ محمد نے تصاویر کشی سے منع کیا تھا۔ تو کم از کم عمرو بن ہشام (ابو جہل) ابو سفیان، ابو طالب، ابو لہب، مسیلمہ نبی، اسود نبی کی کوئی تصویر یا مجسمہ ہوتا۔ انہوں نے تو منع نہیں کیا تھا۔

لیکن یہ سب غیر حقیقی باتیں اور اسلامی ہیر پھیر ھے۔ اور کذب و افتراء کی ایک بلند و بالا عمارت ھے۔ جو لوگوں پر آمریت کیلئے کھڑی کی گئی۔ اور اسلام کو خلافت عباسیہ میں مکمل طور پر ایک ڈرامہ اور فلم کی طرح ترتیب دیا گیا۔ اور تقدیس کی چادر پہنا کر لوگوں پر مسلط کر دیا گیا۔

لیکن آج انٹرنیٹ، جغرافیائی اور آثار قدیمہ کے حقائق نے ہر چیز کو کھول کھول کر بیان کر دیا۔

ذرا سوچئے۔ اور

بن دیکھے زہر نہ پیجئیے۔ کچھ تحقیق کیجئے۔

قسط نمبر 48

رحمت اللعالمین کا تصور۔

ہمیشہ کسی بھی ملک یا قوم کی تاریخ اور اس میں رقم فتح و شکست کی داستانیں۔ سرداروں اور بادشاہوں کے فیصلے۔ اور عام عوام کی بے بسی اور ظلم و تشدد کے سبق آموز واقعات سے سیکھ کر۔ دنیا میں بہت سی قومیں شعور کی کئی منازل

طے کر چکی ہیں۔ اور وہ ملک یا قوم جو اپنی تاریخ کو مسخ کر دیتی ہیں۔ تاریخ بھی ان کو مسخ کر دیتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ھے کہ اصل حقائق تک رسائی بہت مشکل ہو جاتی ہے۔

یہی مسئلہ مسلمانوں کا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے آپ کو بہترین امت اور نبی کو رحمت اللعالمین قرار دے دیا۔ اور تاریخ میں جو بھی بات ان کے مخالف لکھی ہوئی نکلتی ہے۔ تو انتہائی بددیانتی اور ناانصافی کے ساتھ اس پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایسی باتیں بہت یاد ہوتی ہیں۔

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے، تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو (حجرات 6) لیکن مسلم یہ بات اپنے آپ پر مسلط نہیں کرتے۔

بالکل اسی طرح ہی رحمت اللعالمین کے تصور کی عمارت بھی بالکل کمزور بنیادوں پر کھڑی ہے۔ کیونکہ اکثر مسلمان تاریخ و سیرت کی کتابیں تو درکنار قرآن بھی مکمل باترجمہ سوچ سمجھ کر نہیں پڑھتے۔

اگر رسول واقعی رحمت اللعالمین اور محسن انسانیت تھے۔ تو یہاں ایک بہت اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا رسول ان لوگوں کے لئے بھی رحمت تھے۔ جن کی جگہ اور باغات پر قبضہ کر لیا یا جن یہودی قبائل کو وطن بدر کیا۔ یا بنو قریظہ جن کو سرعام ذبح کر دیا۔ اور گلیاں خون سے رنگ دیں۔

کیا ان کے لئے بھی رحمت تھے۔ مسلمان اسکی یہ توجیہ پیش کرتے ہیں کہ اسکے ذمہ دار تو وہ خود تھے۔

ارے بھائی حقیقی رحمت کا نمونہ تو تب بنتے۔ اگر کسی پرانے یہودی سردار نے جو مسلمان ہو چکا تھا کوئی غلط فیصلہ بھی دیا تھا۔ تو رسول ان پر مہربان ہو کر اپنی رحمت برساتے۔ یا کم از کم سزا بھی دینی تھی تو ان چند یہودی سرداران کو دی جاتی۔ جو قصوروار تھے (اگت کسی کا کوئی قصور تھا)۔ یہ کیسے رحمت اللعالمین تھے کہ سینکڑوں بے قصور لوگ کو بھی ساتھ قتل کر ڈالا۔ اور پھر وہ لوگ جن کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے۔ جنکی آنکھوں میں لوہے کی گرم سوئیاں پھیر کر تپتے صحرا پر پھینک دیا گیا۔ وہ بیچارے پانی مانگتے تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ کیا ان کے لئے بھی رحمت تھے جن کو فتح مکہ کے دن کعبہ سے لپٹے ہونے پر بھی قتل کرنے کا کہا۔ ان میں دو عورتیں بھی شامل تھیں۔ جن کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ رسول کے خلاف شاعری کرتی تھیں۔

اور وہ بھی جن کو اپنے ہاتھوں سے سنگسار کیا۔ جن عورتوں کو شام کی منڈیوں میں جا کر بیچا۔ اور تلواریں خریدی۔ اور جن لوگوں کو یکطرفہ جنگوں میں قتل کیا۔ یا وہ لوگ جن کو رسول کے کہنے پر قتل کیا گیا۔ کیا ان کے لیے بھی رحمت تھے۔ اگر اس کا جواب نہیں میں ہے تو رحمت اللعالمین کا تصور فوراً زمیں بوس ہو جاتا ہے۔ حضور سب کے لئے رحمت ہیں یہ بات یہیں جھوٹ ثابت ہو جاتی ہے۔ تمام مسلمان اس وقت رسول کو رحمت اللعالمین کے عہدے پر فائز کر چکے ہیں۔ ذرا ٹھنڈے دماغ سے اور انسانی حقوق کو مد نظر رکھ کر سوچیئے کہ اگر بنو قریظہ کو ملنے والی سزا میں رسول اپنی طرف سے کمسن یہودی بچوں کو قتل کرنے سے روک سکتے تھے۔ تو باقی تمام لوگوں کو کیوں قتل کرا واڈالا۔ ان پر بھی اپنی رحمت برسا سکتے تھے۔ اگر رسول چاہتے تو سب کو معاف کر سکتے تھے۔

میرا پوائنٹ یہاں یہ ہے کہ اگر بنو قریظہ کو ملنے والی سزا ٹھیک تھی۔ تو رسول رحمت اللعالمین نہیں تھے۔ اور اگر آپ رحمتہ للعالمین تھے تو آپ نے وہاں اپنی رحمت کا مظاہرہ کیوں نہ کیا۔ اور خون کی ندیاں کیوں بہادیں۔ فیصلہ آپ خود کر لیں۔ یہاں تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی صاف نظر آرہا ہے۔

دنیا کے لیے رحمت اور محسن انسانیت کہلانے کا حقیقی حقدار تو تھامس ایڈیسن ہے۔ جس نے آپ کو ہمیشہ کے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لا کھڑا کیا۔ لیکن آپ اس کو کبھی بھی رحمت اللعالمین نہیں کہیں گے۔ کیونکہ یہ آپ کو یہ کبھی سمجھایا ہی نہیں گیا۔ اس سے آپ کے اپنے عقیدے پر طمانچہ لگتا ھے۔

یا بل گیٹس بھی ہو سکتا ہے۔ جس نے بہت سارے فلاحی ادارے تشکیل دیئے اور پوری دنیا میں پولیو مہم چلائی۔ اور پولیو قطرے آپ کے گھر تک پہنچانے میں آپ کی مدد کی۔ کیونکہ آپ اپنی ٹانگوں پر چل سکتے ہیں اور پولیو کا شکار نہیں ہوئے۔ رحمت اللعالمین اور محسن انسانیت کہلانے کے حقدار وہی لوگ ہیں۔۔ جنھوں نے آپ کو انٹرنیٹ کمپیوٹر ٹی وی موبائلز مشینیں اور نئی ٹیکنالوجی سے آپ کی زندگی کو آسان کیا۔ پچھلے دنوں پہلی بار ایک پیدائشی نابینا کا کامیاب آپریشن کر کے اس کو نئی آنکھیں دی گئیں۔ جس کو اللہ نے تو نابینا پیدا کیا لیکن انسانوں نے اللہ کی اس غلطی کو درست کیا۔ اور لوگوں کو میڈیکل سائنس سے لے کر تعلیم تک۔ ہیلتھ کیر سسٹم اور نت نئی ایجادات سے لے کر

بیماریوں کی ادویات اور ویکسینیشن کی دریافتوں تک۔ پچھلے دنوں کورونا کی ویکسین تیار ہوئی۔ جس کے لگنے سے لوگوں کو نئی زندگی مل رہی ہے۔

یہی لوگ ہیں اصل محسن انسانیت اور رحمت کے سمندر۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ ان لوگوں کو رحمت للعالمین اور محسن انسانیت کہا جائے۔ جنہوں نے آپ کی زندگی کو آسان بنایا آپ کو صحت و تعلیم اور انسانی حقوق سے ہمکنار کیا۔ ورنہ رسول اور اس کے صحابہ تو ساری عمر سوچ بھی نہ سکے۔ رسول تو مسلمانوں کے لئے اونٹ کا پیشاب تجویز کر گئے۔ کہ بس پئیں اور جئیں۔ دنیا کو تقسیم کرنے کا فارمولا بنانے والے کو رحمت اللعالمین اور محسن انسانیت کہنا۔ انسانیت کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ مارنے کے مترادف ہے۔ اور نام نہاد انسانیت کے علمبردار کو رحمت اللعالمین اور محسن انسانیت کہنا ایک بہت بڑی منافقت ہے مجھے رسول کا کوئی ایک کارنامہ بتادیں۔ جس نے انسانیت کو بالعموم کوئی فائدہ پہنچایا ہو۔ یا جس سے انسانیت کوئی فائدہ اٹھا رہی ہے۔ آپ کو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔

لیکن اس کے برعکس صرف ایک انسان کی وجہ سے جسکی امت میں سینکڑوں فرقوں کے کروڑوں لوگ قرآن کی آیات اور تفسیر کو لے کر آپس میں بھی لڑ مر رہے ہیں۔ اور باقی دنیا کے لیے بھی عذاب اور درد سر بنے ہوئے ہیں۔ اور سب کے سب اس بات پر بضد ہیں کہ انکو رحمت اللعالمین کہہ کر پکارا جائے۔

،،، شرم تم کو مگر نہیں آتی ،،،

لیکن شرم آئے بھی کیسے۔ کیونکہ جب تک یہ مسلمان تنقیدی نگاہ۔ تنقیدی نظر اور تنقیدی اور تحقیقی رویہ اختیار نہیں کرتے۔ حقائق تک کبھی نہیں پہنچ سکتے۔

رحمتہ اللعالمین نے تو روزہ دار عورتوں سے بھی بوسہ و مباشرت (بخاری 1927)۔ اعتکاف میں بھی حائضہ عورتوں سے مباشرت (بخاری 299) اور غیر عورتوں سے بھی بنا نکاح مباشرت کر لیتے (بخاری 4788) کہیں خدا بوڑھی عمر میں چھ سالہ عائشہ کو ریشم میں لپیٹ کر بیوی بننے کی خوابیں دیکھاتا (بخاری 5078) تو کبھی 51 سال کی عمر میں 6 سالہ معصوم عائشہ کا رشتہ مانگ لیتے (بخاری 5081) کبھی تو راستے میں ہی غیر عورتوں سے خلوت کر لیتے (مسلم 6044) اور کبھی کوئی لونڈی ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی لے جاتی (بخاری 6072) بڑھاپے میں بھی 3 چار سالہ بچی پر دل آجاتا تو

شادی کے لیے Reserve کر لیتے (مسند احمد 25680) تو کبھی کسی بیوی کے کمرے کسی لونڈی کیساتھ پکڑے جاتے (طبقات الکبریٰ ج 8 ص 182) کہیں لونڈیاں بیچتے (ماجہ 2517)۔ اور کہیں تحفہ میں وصول کرتے (ابن سعد جلد اول 153)۔ اور کہیں سعد ابن زید کو عورتیں بیچ کر اسلحہ اور گھوڑے خریدنے کو بھیجتے (سیرت حلبیہ جلد دوم 418) کہیں آپکی 18 بیویاں لکھی ہیں (تاریخ ابن کثیر ج 3 حصہ پنجم 293)۔ تو کہیں 23 نکاح (سیرت حلبیہ ج 2 نصف آخر 437)۔ اور ساتھ 23 عدد لونڈیاں بھی (تاریخ ابن کثیر ج 3 حصہ پنجم 319.325)۔

خدا نے ساٹھ سال کے بڑھاپے میں بھی لونڈیوں کی مکمل اجازت عطا فرمائی (احزاب 52)۔ کہیں لوگوں کی بہن بیٹیوں کو لونڈیوں سے ایکسچینج کر کے بنا عدت و اجازت مباشرت کر لیتے (بخاری 371)۔ جس کے بدلہ میں صفیہ نے موقع ملنے پر رسول کو قتل کرنے کی کوشش بھی کی (تاریخ المسعودی حصہ دوم 221)۔ تو کہیں اپنی کزن کو نیم برہنہ دیکھ کر بنا گواہان و نکاح بیوی بنا لیتے۔ کوئی پوچھتا تو کہتے اللہ نے نکاح پڑھایا اور جبرائیل گواہ تھے (سیرت حلبیہ جلد دوم م 128)۔ کہیں حرمت کیلیے جوان عورتوں کا دودھ چوسنا جائز کر دیتے (مسلم 3601)۔ تو کہیں آپ بیٹی کو رحمت اور عورت کو نحوست قرار دے دیتے (بخاری 5094)

رحمت اللعالمین تو اپنی بیویوں کو مکا وغیرہ (نسائی 2039) اور تھپڑ بھی رسید کر دیتے (مسلم 2256)۔ رسول اللہ بہت بڑے گناہ گار بھی تھے (محمد 19)

ایک یہودیہ نے آپ کو زہر ملا گوشت دیا۔ جس کے اثر سے آپ کی وفات ہوئی (سیرت حلبیہ جلد دوم 233) تین دن تک نعش پڑی رہی۔ پیٹ کا رنگ متغیر ہو گیا اور بدبو بہت زیادہ پھیل گئی (تاریخ طبری جلد دوم۔ 405) آپکی وفات پر کوئی بھی اقارب رنجیدہ نہ تھا (ابن سعد حصہ دوم 246) آپ نے تو اپنی لونڈی ماریہ سے بنا نکاح پیدا ہونے والے بیٹے ابراہیم کی نماز جنازہ تک نہ پڑھائی (مسند احمد 25145)۔

آپ بھوتوں سے بھی ڈرتے تھے (بخاری 142) رسول جوؤوں سے شرابور تھے (سیرت حلبیہ جلد سوم 308) مسجد میں تھوک کو مٹی میں مل دیتے (مسند احمد 24791)۔ کلی کر کے پانی دوسروں پر پھینکتے۔ (بخاری 6422)۔ اور ہاتھ منہ دھو کر پانی دوسروں کو پلا دیتے (بخاری 4328)۔ صرف نو یا دس رطل۔ تقریباً 5 لیٹر۔ پانی سے نہا لیتے (مسند

احمد23158)حالت جنابت میں ہی مسجد پہنچ جاتے(ماجہ1220)۔اور کھانے کے بعد انگلیاں کسی کو چٹانے کی بھی تاکید کرتے(ماجہ3269)اگر کوئی پیالے میں سے رسول کا پیشاب پی لیتا تو شفاء بخش قرار دے دیتے(مستدرک حاکم63)

اپنے لئے قانون الگ دوسروں کے لئے قانون الگ۔۔۔۔۔۔۔دوہری شخصیت کے مالک رحمت للعالمین نے اپنے گھر تو لوگوں کی بہن بیٹیوں کا ڈھیر جمع کر لیا۔لیکن جب اپنی بیٹی فاطمہ کے شوہر علی نے دوسری شادی کی اجازت طلب کی تو انکار کر دیا۔اور کہا کہ جس نے فاطمہ کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔(بخاری 5230.5278)

آپ کے اس ڈھیر میں کھلونوں سے کھیلنے والی اور جھولا جھولنے والی 9سالہ معصوم عائشہ بھی تھی۔جبکہ رحمت للعالمین کی عمر54سال تھی۔

عائشہ کی عمر آپ سے6گنا کم تھی۔(بخاری3894)

میرے ایک جاننے والے نے55سال کی عمر میں ایک دس سالہ بچی سے شادی کر لی تو ارد گرد کے سب لوگ اس پر لعنت و ملامت کر رہے ہیں۔رسول نے9سالہ لڑکی سے شادی کی۔تو مسلمان ان کو رحمت اللعالمین بنا بیٹھے۔

عزیز دوستو۔آپ جس نظریے یا انسان کے خلاف تنقید نہیں کر سکتے وہ ایک مقدس جھوٹ ہوتا ھے۔وہ کبھی بھی سچ نہیں ہو سکتا۔

بن دیکھے زہر مت پیجئیے۔تحقیق کیجئے۔کیونکہ۔

آپکا مذہب پیدائشی ھے انتخابی نہیں۔

قسط نمبر 49

تعلق باللہ اور توکل علی اللہ مذہبی مگرمچھوں کا ایک مقدس جال۔

ہزاروں سال کی مذہبی تاریخ اور سینکڑوں سال سے لکھی ہوئی محفوظ تاریخ سے لے کر آج کے دن تک ایک ایک دن اس بات کا شاہد ہے۔ کہ جتنے بھی بڑے بڑے مذہبی امام پیشوا لیڈر اور گدی نشین ہوتے ہیں۔ جن کے فالورز اور ماننے والوں کی تعداد لاکھوں اور کروڑوں تک پہنچ جائے۔ جن کا پھیلایا ہوا جال ایک وسیع رنگ اختیار کر لے۔ ان کو زندگی کے ہر عیش و عشرت مہنگے گھر مہنگی گاڑیاں حتی کہ زندگی کا ہر سکون مفت میں میسر ہو جائے۔ وہ اپنی سرداری اور مقدس غنڈہ گردی سے کبھی بھی دستبردار نہیں ہوتے۔ غریب اور بے بس عوام ان کی تعریفیں کرتے اور ہاتھ چومتے نہیں تھکتے۔ ان کو اپنی غلامی مال جان اولاد اور وقت کی قربانی کے صحیفے یاد کروا کر ان سے عہد و وفا کے وعدے لے لیے جاتے ہیں۔ ان کو مالی اور جانی قربانی کے واقعات سنا سنا کر ذہنی طور پر تیار کیا جاتا ہے۔

اور ان کو امیدیں اور تبرکات پر زندہ رکھا جاتا ھے۔ چاہے وہ کوئی پوپ یا پنڈت ہو۔ چاہے وہ کوئی یہودی یا مسلمان لیڈر ہو۔ چاہے کوئی مذہبی سربراہ ہو۔ ہر امام اور لیڈر اپنے اپنے مذہب یا فرقہ کی اطاعت کروا کے اپنی زندگی کو جنت نما گزار رہا ہوتا ہے۔ جبکہ اس کے فالوورز اور مرید اس کی جوتی کی خاک چومنے کو بھی ترستے ہیں۔ اور ان کو انتہائی غربت میں بھی تشکر اور توکل علی اللہ کا کہا جاتا ہے۔ ان کو دوسرے مذاہب کے غلط باتیں بار بار یاد کروائی جاتی ہیں۔ ان کو دوسروں کے مقابلے پر نیک پاک مومن متقی جنتی اور انتہائی خوش قسمت گردانا جاتا ہے۔ جبکہ باقی دنیا کو جاھل۔ ان پڑھ۔ گندے۔ ناپاک۔ جہنمی اور دوزخی سمجھا جاتا ھے۔ اور ان لوگوں سے دور رہنے کا کہا جاتا ہے۔

اور اس کے ساتھ ساتھ امام اور لیڈر سے محبت ان لوگوں کو روزانہ میٹھے پانی کی طرح پلائی جاتی ہے۔ پیدائش سے لے کر جوانی تک ان باتوں کو سن سن کر اپنے امام یا لیڈر کی محبت ان کے دلوں میں فٹ ہو جاتی ھے۔ اور پھر وہ اپنے ان سربراہ یا نبی کی گالیاں، دھوکے اور مذہبی جھوٹ ساری عمر Justify کرتے کرتے قبروں کی خوراک بن جاتے ہیں۔ ان کے ارد گرد ایک ایسا سانچہ تیار کیا جاتا ہے۔ اور ایک ایسا معاشرہ تشکیل کیا جاتا ہے۔ جس سے انکے لیے اپنا پیدائشی مذہب کو چھوڑنا یا تبدیل کرنا ایک عذاب بن جاتا ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے ہم کو آغاز جوانی میں جنسی ملاپ، فلمیں، موسیقی، مخلوط پارٹیاں ڈانس، فیشن وغیرہ ہر طرح سے زندگی انجوائے کرنے کا شوق ہوتا ھے۔ لیکن مذہب اور مذہبی امام ہمیں ان خوشیوں سے دور رکھنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ حلال و حرام پر مبنی گھنٹوں لیکچر دیتے

ہیں۔ بعض دفعہ تو انسان بہت ہی بے بس اور مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ چھپ چھپ کر اسکو اپنی خوشیاں حاصل کرنی پڑتی ہیں۔ اور اندر ہی اندر رو رو کر اپنی زندگی گزارنی پڑتی ہے۔ کیونکہ معاشرے یا لیڈر کے ڈر اور خوف کا سامنا کرنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ ایسے ہی ایک اسلامی شکنجے۔ جال اور پنجرے کا نام تعلق باللہ اور تشکر اور توکل علی اللہ ھے۔ جیسے لوگ بت اور مورتیاں تراشتے ہیں۔ پھر کسی طرح سے ان بت اور مورتیوں کی تقدیس پر لوگوں کو مکمل یقین دلایا جاتا ہے۔ پھر بتوں اور مورتیوں کی پوجا پاٹ ساری عمر ان سے کروائی جاتی ہے۔ ان مورتیوں کو بنانے کے لئے ہندو پنڈتوں کی کوئی جمع پونجی خرچ نہیں ہوتی۔ لیکن ساری عمر اس سے کماتے ہیں۔

بس ایسے ہی ایک خیالی بت کا نام اللہ بھی ہے۔ لوگوں کو اس پر یقینِ محکم دلا دیا گیا ہے۔ افسانوں اور کہانیوں سے لبریز ایک کتاب بھی مسلمانوں کو رٹا دی گئی ہے۔ نسل در نسل اس جہالت کو منتقل کرنے کے لئے تلوار ہتھیار اور پیار کا استعمال کر کے لاکھوں لوگوں کے ذہنوں کی پروگرامنگ کر کے اس اللہ نامی بت کو دماغوں میں فٹ کر دیا گیا ہے۔ رحمان نے خود ہی شیطان کو پیدا کر کے انسان کو انسان سے لڑانے والا چوہے بلی کا تماشا رچایا۔ یا پھر مذہبی دھندا فروشوں نے رحمان اور شیطان کو پیدا کر کے آپ کو پاگل بنایا۔ ذرا سوچیئے۔۔

اب ہر آنے والی نسل اللہ کا نام اور اسکا شکر اپنے معاشرے میں ہر طرف سے ہر وقت سن سن اور دیکھ دیکھ کر۔ اور بچپن سے سے نمازوں کے لئے مار کھا کھا کر اور دینی سختی کے پہاڑ جھیل کر جب جوانی میں قدم رکھتی ہے۔ تو پھر ان الفاظ کے ساتھ محبت اور لگاؤ پیدا ہونا ایک نیچرل سی بات ہے۔

ایک پوائنٹ کی بات یہاں یہ ہے کہ اگر کوئی مذہب بھی سچا ہے تو پھر چند ایک غریب اور مفاد پرست عوام ہی بہکاوے، لالچ میں آ کر یا چند سنہری باتیں سن اور دیکھ کر کسی مذہب کو تبدیل کیوں کرتی ہے۔ یورپ اور امریکا کے عیسائیوں اور یہودیوں کے بڑے بڑے امام کیوں مسلم نہیں ہوتے۔ جاپان اور ساؤتھ کوریا کسی بھی ترقی یافتہ ملک یا معاشرے کو نہ تو خدا کی ضرورت ہے۔ نہ کسی نبی، رسول، آسمانی کتاب، مذہب، ایمان، عقیدے، اطاعت، روایت، حج، روزہ وعبادت کی۔ یہ لوگ بچپن سے مذہب کا وائرس آپ کے خون میں داخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور

جب یہ مکمل طور پر داخل ہو جاتا ہے۔ تو پھر آپ کو ان کی ہر بات خوبصورت لگتی ہے۔ وہ گالیاں بھی دے رہے ہو تو آپ کو ان میں شہد کی مٹھاس محسوس ہوتی ھے۔

مذہب ایک ایسا وائرس ہے۔ جو آپ کے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت کھو دیتا ہے۔ آپ کو سوچنے سے روکتا ہے۔ آپ کو بار بار کے سوال سے روکتا ہے۔ آپ کو تنقید سے روکتا ہے۔ (مائدہ101.102)۔ آپ کو جہاں آپ پیدا ہوئے۔ یا جس پر ایمان لے آئے اس کے علاوہ ساری دنیا گندی کا ڈھیر دکھائی دیتی ھے۔ اور صرف آپ اپنے آپ کو اور اپنوں کو ساری دنیا افضل گردانتے ہیں۔ یہاں پر ذرا سوچئے۔

پاکستان میں دو ایسی چیزیں ہیں جن پر آپ تنقید نہیں کر سکتے۔ اگر آپ تنقید کریں گے تو آپ کا جینا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے گا۔ اور کوئی بھی کسی بھی وقت سلمان تاثیر کی طرح آپ کی زندگی کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ ایک اسلام اور دوسرا پاک فوج۔ اور دونوں جھوٹ اور دھوکہ دہی پر مشتمل ہیں۔

مذہبی مگر مچھوں کا لائف سٹائل پوری دنیا میں انوکھا اور خوبصورت ہوتا ہے۔ غلاموں کی ایک لائن ہوتی ہے۔ آپ کی خوشیوں پر ہر طرف سے پابندیاں لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور خود ایک بڑے بینک بیلنس اور جائیداد کے مالک ہوتے ہیں۔ آپ کی پہنچ اپنے مال تک نہیں آنے دیتے۔ جب بھی آپ انصاف اور اپنے حق کا رونا روتے ہیں۔ تو آپ کا چہرہ آسمانی بت کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ جو نظر بھی نہیں آتا۔ اور مریدوں کے ہاتھ صرف دعاؤں وظائف اور تبرکات کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔ اور آپکو صرف امیدوں، خالی دعاوں اور عبادات کے سہارے زندہ رکھنے پر مجبور کرتے ہیں۔

یہ لوگوں کے وقت کا بھی ہمیشہ ضیاع کرتے ہیں۔ اللہ کے نام پر زکوۃ عطیات صدقات اور چندہ جات کے ذریعے خوب مال و دولت بٹورتے ہیں۔ اور آپکی اولادوں کو بھی غلامی کی زنجیریں ڈالنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

جیسا کہ قرآن میں لکھا ہے کہ اگر تم اللہ سے ڈرتے ہو تو میری پیروی کرو (العمران 31) اللہ تمھیں پیدا کرنے والا ہے سو میری پیروی اور اطاعت کرو (طہ90) تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ رسول کو منصف نہ بناو (نساء65) بالکل ایسا ہی رسول جو بھی کہتا تھا مسلمانوں کو اس کی پیروی کرنا ضروری ہو جاتا تھا۔ یہی وہ قرآنی الفاظ

ہیں جس سے مسلمان سوچنا اور تنقیدی نگاہ چھوڑ دیتے ہیں اور اندھا دھند پیروی شروع کر دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ غلامی کی زندگی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔

تو ذرا سوچئیے۔ اور تنقید کرنا سیکھیے۔ کیونکہ۔

.Your religion is by birth not by choice

قسط نمبر 50

پیغام بنام حضرت مرزا مسرور

پیارے حضور۔

ان 10 سوالات کو شروع میں لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ جو احمدی دوست بھی اس قسط کو پڑھے۔ ان سوالات پر اس کی ضرور نظر پڑے اور شاید کوئی جواب دینے کا بھی سوچ سکے۔۔

ان سوالات کے جوابات آپ یا کوئی مربی، معلم، عام احمدی، یا کوئی دوسرا مسلمان بھی دے سکتا ھے۔ جوابات صرف اسلام کے ابتدائی لٹریچر سے اور حوالہ جات کے ساتھ ہوں۔ اور غیر متعلقہ تمہید نہ ہو۔

1۔

کائنات کو 1929 میں Edwin Hubble نے دریافت کیا۔ اس سے پہلے اللہ، نبی یا کوئی مسلمان کیوں نہیں جانتا تھا۔ اللہ تو براعظم آسٹریلیا امریکہ انٹارکٹکا کو بھی نہیں جانتا تھا سوائے مڈل ایسٹ کے ساتھ کچھ علاقہ کے؟ تو پھر یہ خالق کائنات کا کلام ہوا یا کسی انسان کا جو وہاں رہتا تھا؟

2۔

واللہ خیر الرازقین۔ روزانہ ہزاروں لوگ بھوک سے مر جاتے ہیں۔ (ہود 6) جھوٹا دعویٰ یا غیر ذمہ داری؟ اگر دوسرے لوگ کھانا روک لیتے ہیں تو اللہ کی قدرت اور طاقت کہاں گئی۔ کیا سب جھوٹ اور لغو نہیں؟؟

3۔

اگر اللہ نے ہی سب کو پیدا کیا ہے تو وہ انسانیت کا ایک اہم جز خواجہ سرا یا ہیجڑوں کے حقوق لکھنا کیوں بھول گیا۔ نیز جنت میں ان کے کیا حقوق ہیں اور انہیں کیا ملے گا؟

4۔

قرآن میں Necrophilia کی کیا سزا ھے؟ کیونکہ لکھا ھے کہ قرآن میں ہر چیز کی وضاحت موجود ھے (اسرا 12۔ نحل 89)

5۔

سورہ نساء 11.12۔ میں وراثت کی تقسیم کچھ یوں ھے۔ بیٹیوں کا دو تہائی۔ ماں باپ ہر ایک کا چھٹا۔ جبکہ بیوہ کا آٹھواں حصہ۔ اگر کسی کی وفات اور قرضوں کی ادائیگی کے بعد 48 ہزار بچتے ہیں.

تو 54=32+8+8+6 ہزار بالترتیب بیٹیوں۔ ماں۔ باپ اور بیوہ کا حصہ۔ اگر قرآن سچا ہے تو 6 ہزار کا فرق کیوں آتا ھے؟

6۔

جو خدا زندگی میں کیے گئے رزق کے (ہود 6) حفاظت کے (بقرہ 255) اور باقی وعدے پورے نہ کر سکا۔ 3 خلفاء قتل ہوئے۔ موت کے بعد کئے گئے اسکے وعدوں پر کیسے یقین کیا جائے؟

7۔

باشعور سیکولر ممالک نے بیوی، بیٹی، ماں، بہن کو جائیداد کا پورا حصہ، عورت کی مکمل گواہی، مارنے پر پابندی اور مرد کو ایک شادی تک محدود کیا۔ کیا اس کے بالمقابل خدا اور اسلام نے عورتوں اور انکے انسانی حقوق پر ڈاکہ نہیں ڈالا؟

8۔

قرآن میں کہیں بھی غلامی کو منسوخ نہیں کیا گیا۔ (نحل 75) رسول اور اکثر صحابہ کے پاس غلام اور لونڈیاں موجود تھے۔ جن کو وہ بیچا بھی کرتے تھے (سیرت حلبیہ جلد دوم نصف آخر صفحہ 418۔ تاریخ طبری جلد دوم حصہ اول

صفحہ 231)۔ تو انسانوں کی خرید و فروخت اور غلامی کو منظم کرنے والا نبی اور مذہب مکمل ضابطہ حیات ہو ایا غلامی کا ضابطہ حیات؟

9۔

جس قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے لیا ہے۔ وہ اصل قرآن تو صفحہ ہستی پر موجود ہی نہیں۔ کیونکہ وہ تو اعراب و نقاط کے بغیر لکھا گیا تھا۔ ناکام محافظ خدا کیسے ہو سکتا ھے؟

10۔

اگر کسی خدا، نبی، رسول، کتاب، مذہب، عقیدہ، خلافت یا امام کے بنا منظم زندگی ممکن نہیں۔ اور اخلاقیات صرف مذہب نے سکھائی ہیں۔ تو جاپان ساوتھ کوریا یورپ کینیڈا آسٹریلیا وغیرہ کی اخلاقیات، تعلیم، صحت اور زندگی گزارنے کے منظم اصول مسلمانوں اور اسلامی اصولوں سے بہت بہتر کیوں ہیں؟

پیارے حضور۔

اگر کسی طرف سے ان کے تسلی بخش جوابات نہ آئے تو عوام کے لیے فیصلہ کرنا مشکل نہیں۔ کہ مذہبی تنجن عوام کو بیو قوف بنانے کیلیے کھلایا جاتا ھے۔ کچھ تو ھے جس کی پردہ داری ھے۔ اللہ صرف ایک خیالی بت کا نام ھے۔ جس کا کسی کو کوئی فائدہ نہیں۔

اس تنقیدی سوچ کیساتھ کہ ان کے جوابات جان کر رہوں گا۔

اگر کوئی ان دس سوالات میں سے صرف 2 سوالات پر بھی اٹک گیا۔ تو سمجھو وہ اپنے مذہب کو ہمیشہ کیلیئے دفنا دیگا۔ اور مجھے یقینِ کامل ہے کہ حقیقت کا چراغ ضرور اس کی زندگی کو روشن کرے گا۔

کیونکہ صرف جھوٹ کو ہی ایمان بالغیب کا مقدس لباس پہنایا جاتا ہے۔ ورنہ سچ تو کسی ایمان بالغیب کی جعلی سجاوٹ اور تقدیس کا محتاج نہیں ہوتا۔۔ اسی طرح اسلام، احمدیت، قرآن، خلافت اور اللہ یہ سب مقدس جھوٹ ہیں۔ جن پر ایمان بالغیب کا پردہ کیا گیا ھے۔ جن کے خلاف تنقید کرنا منع ہے۔ کیونکہ یہ بات ہضم نہیں ہوتی کہ جس خدا نے ہم کو عقل دی ہو۔ وہی عقل کے استعمال سے اور سوالات کرنے سے روکے۔ (مائدہ 102.101)

پیارے حضور۔

میں جب بھی کبھی آپ کو دعائیہ خط لکھتا۔ تو میں آپ پر تنقید نہیں کر سکتا تھا۔ اب بھی احمدی احباب کے درمیان گپ شپ کے وقت حضور اور حضرت جیسے الفاظ مجبوراً بولنا پڑتے ہیں۔ یہ میرے اندر ڈر خوف اور کچھ منافقت احمدیت اور اسلام کے پر تشدد اور اور وحشت اور دہشت زدہ ہونے کا واضح ثبوت ھے۔

لیکن ان کفار کی اس عظیم نعمت کو میں کبھی نہیں بھلا سکتا۔ جنہوں نے انٹرنیٹ اور اینڈرویڈ جیسی سہولیات سے مجھے آراستہ کیا۔ اور سائنس و ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا کے توسط سے اپنا پیغام آپ اور دوسروں تک پہنچانے میں میری مدد کی۔ چونکہ میرا تعلق (ربوہ) چناب نگر سے ھے. میرے والدین نے بچپن سے ہی خلافت احمدیہ کی غلامی کا طوق میرے گلے میں ڈال دیا۔ کیونکہ انہوں نے بھی اپنے ان پڑھ والدین سے بھی یہی سیکھا تھا۔ خلافت سے محبت اور اس کی اطاعت میرے لیے لازمی قرار کر دیا گیا۔ جب کہ میں اس وقت بالکل بھی باشعور نہیں تھا۔ دنیا میں جس عمر میں بچوں کے پاس کھلونے ہوتے ہیں۔ میرے ہاتھ میں عربی کی ایک ایسی کتاب تھما دی گئی۔ جسکی مجھے بالکل سمجھ نہیں آتی تھی۔ جس نے مجھے پوری زندگی بھی کوئی فائدہ بھی نہیں دینا تھا۔

کھیل کود کے لیے جاتا تو کبھی تو خطبے کا ٹائم ہو جاتا کبھی مذہبی اجلاس تو کبھی کسی جماعتی میٹنگ کا۔ نماز اور جمعہ کے لئے میرے پر سختی اور کچھ ذہنی اور جسمانی اذیت (جیسا کہ احادیث میں بھی لکھا ہے کہ بچے نماز نہ پڑھیں تو ان کو مارو) ایک عام سی بات تھی۔ کبھی کبھار تو مربی صاحب بھی قرآن ٹھیک نہ سنانے کی وجہ سے سزا دے دیتے۔ ہاتھ کھڑے کروانا کان پکڑوا کر اوپر کسی کو بٹھا دینا۔ ہاتھوں میں پینسل ڈال کر زور سے دبانا اور بے عزتی کر دینا تو ایک عام سے بات سی تھی۔ بہر حال خلافت سے محبت اور اطاعت کا کیچپ ہر صبح نماز فجر کے بعد درس میں ہی مل جاتا۔ براہین احمدیہ اور تفسیر کبیر پڑھنا بھی اس قدر لازمی تھا کہ ہر ماہ نصاب میں کوئی کتاب تجویز کر دی جاتی۔ چندہ جات کی بار بار یاد دہانی کروا کر کسی نہ کسی طرح چندہ نکلوا لیا جاتا۔ اور جزاک اللہ کہہ کر ہمیں ہمیشہ صبر کی تلقین کی جاتی۔

ویسے سوچنے کی بات ہے۔ کہ جس اللہ کے نام پر ہم سے چندہ لیا جاتا ہے۔ وہ بیچارہ اللہ تو ہمارے چندے کے آسرے پہ ہوتا ہے۔ اور ہم اسی بھکاری خدا کے آسرے پہ۔ واہ واہ۔ کیا ڈرامائی لوجک ھے۔۔ جو ہم ہی سے مانگتا ہے اور کہیں

غائب سے ہم کو دیتا ہے۔(حالانکہ دیتا کوئی نہیں خود ہی کمانا پڑتا ہے) کوئی دیتا ہوتا تو افریقہ میں ہزاروں لوگ یونہی روزانہ مرتے۔ صرف انسان ہی انسان کو دیتا ہے اور چھینتا ہے۔

ہم کیسے مان لیں کہ مرزا صاحب کے دور میں طاعون سے جماعت احمدیہ کی خدا تعالیٰ نے اپنی خاص تائید و نصرت سے حفاظت فرمائی۔۔

اور اب کورونا کا وقت آیا تو کیا اب نصرت الہی کو زنگ لگ گیا ھے۔ یا خدا کو کورونا ہو چکا ھے۔ اور لمبی quarentine پر چلا گیا ھے۔

لیکن حقیقت میں صرف عوام الناس کو بیوقوف بنانے کیلئے صرف تاریخ کا سہارہ لیا جاتا ھے۔ کیونکہ تاریخ کو سنہری پھول پہنانے مزہبی مکاری ھے۔۔

لیکن مجھے یقین ھے کہ حضور اگر اب بھی آپ کورونا کو اپنے لیے نشانِ آسمانی قرار دے دیتے۔ تو احمدیوں کو دوسروں کی طرح کورونا میں لت پت مرتا ہوا دیکھ کر بھی اطاعت، عقیدت اور محبت میں ڈوبے اندھے پیروکار کسی نہ کسی طرح اسکو Justify کر رہے ہوتے۔۔۔

معاشی اور سماجی مسائل وہیں کے وہیں تھے۔ بچوں اور عورتوں پر ظلم اور تشدد ایک معمول کی زندگی تھی۔ منافقت اور پرسنل اٹیک کے ہم عادی ہو چکے تھے۔ لڑائی جھگڑے اور نفرت کا بازار ہمیشہ ہی سرگرم رہتا۔ محلہ تو دور کی بات ہمسایوں سے ہی مسائل کبھی ختم نہ ہوئے تھے۔ کسی کی زندگی برباد بھی کرتے تو اللہ سے معافی مانگ کر سرخرو ہو جاتے۔ اگر ہم کسی بچے کا ریپ بھی کر دیتے۔ تو روزانہ یہ سن کر تسلی ہو جاتی۔ کہ نماز پڑھنے سے گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جاھل قوم کو جاہل رکھنے کا یہ آسان سا فارمولا تھا۔

زندگی گزارنے کے کوئی بھی ٹھوس قانون اور اصول بالکل بھی موجود نہ تھے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا سسٹم تھا اور آج بھی ہے۔ ہم کنویں کے وہ مینڈک تھے جن کو صرف اپنی دنیا ہی حسین دکھائی دیتی تھی۔ خلافت کی اطاعت سے ہم اس قدر مخمور تھے۔ کہ کوئی بات بھی اسلام اور احمدیت کے خلاف سننا گوارا نہیں کرتے تھے۔

پیارے حضور۔

پھر وقت نے اپنی کایا پلٹی اور ہم چند سال پہلے جرمنی تشریف لے آئے۔جب یہاں آکر دیکھا تو یہاں ایک اور دنیا آباد تھی۔ جس سے ہم بالکل ناآشنا تھے۔یہاں بچوں اور عورتوں کی عزت بھی دوسرے انسانوں کی طرح کی جاتی ہے۔ان کے حقوق کے لیے تہ درتہ قوانین کے انبار موجود ھے۔بچوں اور عورتوں پر تشدد کے واقعات تو نہ ہونے کے برابر ہیں۔یہاں مرد اور عورت کے نسبتاً حقوق برابر ہیں۔ تعلیم، صحت، روزگار اور انشورنس سسٹم کے ذخائر موجود ہیں۔انسانیت کے لیے فلاحی اداروں کا ایک وسیع نیٹ ورک موجود ہے۔جو دن رات انسانیت کی خدمت میں مصروف عمل ھے۔ہر انسان اپنے بنیادی حقوق کیلئے آواز بلند کر سکتا ہے۔فری تعلیم حتیٰ کہ بے روزگار کے لئے بھی روٹی کپڑا اور مکان سے لے کر زندگی کے ہر بنیادی سہولت مفت میں میں فراہم کی جارہی ہے۔

بہت ہی خوش قسمت لوگ۔

پیارے حضور.................

ہماری احمدیت میں پیدائش کو دنیا میں سب سے زیادہ خوش قسمت قرار دیا گیا۔کیا ہم خوش قسمت ہیں یا آپ؟ آپ تو پیدا ہوتے ہی مریم حسن اور حسین نواز اور بلاول بھٹو کی طرح کروڑوں اور اربوں کے مالک بن گئے۔اور ہم پیدا ہی آپکے غلام بن گئے۔ہمارے بچے تو مٹی اور گارے میں کھیلتے ہیں۔جبکہ آپ کے بچے تو پیدا ہوتے ہی کروڑوں، اربوں کے مالک بن گئے۔ہماری تو لاکھوں، کروڑوں کی خریدی ہوئی زمینیں اور مکان بھی ربوہ میں صدر انجمن احمدیہ کے پاس ھیں۔ہمارے تو پانامہ میں اکاونٹس بھی نہیں جس سے غریبوں کا نوالہ اور حقوق چھین کر پاکستان سے یورپ لے آئیں۔ہمارے گھر تو AC کی سہولت بھی نہیں۔ہم تو بجلی کا بل بھی خود ادا کرتے ہیں۔اور گھر کا کرایہ بھی دیتے ہیں۔ہمیں تو ہسپتال میں بھی لمبی لائن میں کھڑے ہونا پڑتا ھے۔ہمیں کورونا بھی ہو جائے تو آپ کی طرح پروٹوکول نہیں ملتا۔

ہمیں تو مہنگی دوائیاں بھی خود خریدنی پڑتی ہیں۔جو ناقابل خرید ہیں۔ لیکن ہمارے لیے۔ آپکے لیے نہیں۔ہم تو پٹرول بھی اپنے پیسوں کا ڈلواتے ہیں۔آپ کی آٹھ یا دس سالہ خاندانی بچیاں کسی مربی، معلم یا عام احمدی سے ریپ نہیں ہوتیں۔بلکہ قصرِ خلافت کی ڈبل چار دیواری میں محفوظ ہیں۔آپ کے گھر تو پینے کا صاف پانی بھی آتا ہے۔30

فیصد ربوہ اس سے محروم ھے۔ آپ کی عورتیں تو پڑھی لکھی ہوتی ہیں۔ لیکن 70٪ احمدی عورتیں بنیادی تعلیم کے زیور سے محروم ہیں۔ہاں اگر کوئی کافر اور ترقی یافتہ ملک میں آجائے یا پیدا ہو جائے تو اس کی خوش قسمتی ہے۔ آپکے بچے کونسا سرکاری سکولوں کے دھکے کھاتے ہیں۔

پیارے حضور۔ ہمارے پاس توبڑی گاڑیاں بھی نہیں ہمارے بیوی بچے تو سائیکل اور بائیک پر سفر کرتے ہیں۔ ہم تو ٹوٹی سڑکوں اور گڑھوں میں بھی گرتے ہیں۔ آپکو اور مرزاخاندان کو نہ توروزگار کی ٹینشن ہے۔ نامحدود تنخواہ کی۔ نا بجلی کے بل کی۔ نہ یورپ اور امریکہ کے ویزوں کی۔ آپ پر تو ربوہ مافیا یعنی شعبہ عمومی جسمانی تشدد بھی نہیں کرتی۔ اور نہ ہی آپ کے جسم پر سگریٹ بجھا کر سزا دیتی ھے۔ نا ہی آپ کو ڈنڈوں اور تھپڑوں سے مرمت کیا جاتا ھے۔ اور نہ ہی آپکی ہڈیاں توڑ کر معذور یا اپاہج بنایا جاتا ہے۔(جس کا میں عینی شاہد ہوں۔ کہ لوگوں کے ساتھ یہ سب ہوتا ھے) یہ تو سب ہمیں برداشت کرنا پڑتا ھے۔ آپ کو یا مرزا فیملی کو تو جماعت کے دفاتر میں سفارش کی ضرورت بھی نہیں۔ اور ہمیں تو صرف دعاؤں اور جھوٹی برکات کے سہارے زندہ رکھا ہوا ھے۔ زندگی گزارنے کے لیے ہمارے پاس کیا ہے اور کیا نہیں۔ آپکو اس سے کیا۔ پیارے حضور ہمارے بچوں کا پیٹ دعاؤں اور خالی تسلیوں سے تو نہیں بھرتا۔ روٹی سے بھرتا ھے۔ جو روٹی آپ ہم سے چندہ کے ذریعے نکلوا رہے ہیں۔ خوش قسمت آپ ہیں یا ہم؟ ذرا سوچیئے۔۔

جنگل کا قانون۔ اور مرزا فیملی۔۔۔۔۔۔۔۔

پیارے حضور۔ مرزاخاندان اور آپ کے سینئر چیلے جو احمدیہ دفاتر پاکستان میں کام کر کے بارہ سے بیس ہزار تک کماتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ انکے پاس اتنی مہنگی گاڑیاں کہاں سے آئیں؟ اور باقی کام کرنے والے بیچارے جنکی روٹی بھی بمشکل پوری ہوتی ھے۔ جو آپکے جابرانہ و جاگیردارانہ نظام میں صبر اور اطاعت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔۔ پاکستان میں یہ سب کچھ اسی لئے نظر نہیں آتا تھا کہ ہم کو کبھی تنقید کرنا نہیں سکھایا گیا۔ ہم نے کبھی انسانی حقوق نہیں پڑھے تھے۔ اور نہ ہی کبھی آپ نے پڑھائے تھے۔ ہمیں صرف ہاں میں ہاں ملانا سکھایا گیا تھا۔ پاکستان میں تو اطاعت کے نام پر جانوروں سے بدتر زندگی آپ نے ہم کو عطا کی تھی۔ لیکن جرمنی میں آپ کی گرفت نہیں

ہے۔ یہاں بھی اگر آپ کی گرفت ہوتی تو لوگوں کی زندگی مجبور اور بے بس کر دیتے۔ آپ نے تو غربت اور جہالت میں رکھ کر لاکھوں کی قیمتی ٹیلنٹ ضائع کر دیے۔ پانچ وقت کی بیکار کی ٹکریں، اور مذہبی اجلاسات زندگی میں کبھی کام نہیں آتے۔ صرف ہنر کام آتا ھے۔ جس کے بل پر انسان اپنی زندگی بسر کرتا ھے۔ اور وہ قیمتی وقت ہم نے مذہبی پریکٹس آپ کی اطاعت اور غلامی میں ضائع کر دیا۔ کیونکہ ہمارا جرم صرف یہ تھا کہ ہم نے خلافت احمدیہ کی غلامی میں آنکھ کھولی۔ اگر یورپ اور آسٹریلیا وغیرہ میں آنکھ کھولی ہوتی۔ تو ہماری زندگی اس زندگی سے بہت بہتر ہوتی۔ **ذرا سوچئیے ....**

آپ کے اپنے لیے اصول و قوانین اور ہوتے ہیں اور دوسروں کے لئے اور۔ جس کی زندہ مثال 17 فروری 1908 کو آپکی بیٹی نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا نکاح 56 ہزار روپے کے عوض ہوا (مبارکہ کی کہانی 89) اور دوسرے کی بیٹی امتہ الحی کا نکاح 1914 میں آپکے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود سے ہوا تو اسکا حق مہر ایک ہزار روپے تھا۔ (سوانح فضل عمر جلد دوم 45) اپنی بہن بیٹیوں کے لیے شاہانہ قوانین اور دوسروں کی بہن بیٹیوں کے لیے جاہلانہ قوانین۔

رسول اللہ نے بھی لوگوں کی بہن بیٹیوں کی ایک لائن اپنے گھر میں بیویوں اور لونڈیوں کے طور پر جمع کر لی۔ لیکن جب رسول اللہ کے داماد حضرت علی نے دوسری شادی کی اجازت چاہی تو صاف انکار کر دیا۔ اور کہا کہ جس نے میری بیٹی فاطمہ کو دکھ دیا۔ گویا اسنے مجھے دکھ دیا۔ (بخاری 5230.5278) صلو علی الحبیب۔

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے۔

احمد کو محمد سے تم کیسے جدا سمجھے۔

جن احمدی لوگوں کا قتل ہو جاتا ہے۔ آپ ان پر شہادت کی خوبصورت پٹی باندھ کر روزِ قیامت کے دن والے آسمانی لالچوں کے ہار پہنا دیے جاتے ہیں۔ اور ان لوگوں کی ماں باپ کو نہ چاہتے ہوئے بھی آپ جھوٹی خوش عطا کر دیتے ہیں۔ اور کسی دوسرے کا قتل ہو جائے تو وہ قتل بھی کہلاتا ہے اور قابل نفرت و مذمت بھی۔

مرزا فیملی کے کتنے لوگ آج تک شہادت کے رتبے تک پہنچے۔ ان کا پتا کیجیے شاید کوئی مل جائے۔ یا یہ صرف اطاعت گزاروں اور پیروکاروں کی بد قسمتی ہی ہوتی ھے۔۔

احمدی خواتین بیچاری نام نہاد سادگی کے نام پر چندے ادا کرتے کرتے۔ بچے پیدا کر کر کے۔ بیماریوں کا شکار۔ خالی دعاؤں کے آسرے اس دنیا سے کوچ کر جاتی ہیں۔ آپ نے عورتوں کو سوائے مذہبی تعلیم کے کچھ بھی نہیں دیا۔ جس کی وجہ سے وہ ساری دنیا میں گونگی بہری اپائج اور محتاج ہیں۔ جنکی زندگی بنا کسی سہارے کے ایک بھکاری جیسی ھے۔ کیونکہ دنیا میں جہاں بھی جائیں۔ مانگ کر ہی کھانا ہے۔ چاہے شوہر سے یا حکومت سے۔ ترقی یافتہ ممالک کی عورتیں دنیا میں جہاں بھی جائیں۔ اپنے بل بوتے پر زندگی گزارنے کے قابل ہوتی ہیں کیونکہ وہ ہنر مند، تعلیم یافتہ اور ٹیلنٹ سے بھرپور ہوتی ہیں۔ (سوال یہ ہے کہ کیا صرف مذہبی تعلیم سے کوئی عورت اپنی زندگی گزار سکتی ھے؟؟) کیونکہ مذہبی سربراہان کی ایک بڑی مکاری یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ ہماری جان مال و دولت وقت عزت حقوق اور خوشیوں کو اچھی طرح نچوڑ کر بھی ہمیں خوش رہنے پر یقین دلا دیتے ہیں۔ اور وہ آپ کر رہے ہیں۔ عموماً کوئی دادا پردادا میں سے ایک بیعت کر لیتا ہے۔ اور پھر وہ آپ کو بچپن سے مذہبی چورن کھلا کر جوان ہونے تک مکمل مذہبی غلام بنا دیتے ہیں۔ کوئی سو میں سے ایک ہوتا ہے جو اس مذہبی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ ورنہ 99 فیصد تو اپنے باپ دادا ہی کے مذہب پر غلامی کا لباس پہنے قبروں میں چلے جاتے ہیں۔ جیسے کوئی ہندو یا عیسائی ہو جائے تو عموماً اولاد بھی ویسی ہی رہتی ہے۔

سیکولر آزاد دنیا میں لوگ خدا کو نہیں مانتے۔ شراب پیتے اور سور کھاتے ہیں۔ اوپن سیکس اور سود عام ہوتا ھے۔ لیکن وہ آپ سے زیادہ باشعور، اصول و قانون کے پابند، تعلیم یافتہ، انسانیت پسند اور منظم ہوتے ہیں۔ ذرا سوچیئے۔ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ آپ صرف جہالت کی چکی میں پیس رہے ہیں۔ پانچ فیصد لوگ خوش حال ہیں جب کے 95 فیصد بے حال ہیں۔ جو صرف لٹا رہے ہیں۔

احمدیہ بے بسی۔۔۔۔۔۔

پیارے حضور۔

کیا وجہ ہے کہ آپ یورپ امریکہ آسٹریلیا یا کسی بھی ترقی یافتہ ملک میں کوئی سکول یا فلاحی ادارہ قائم نہیں کر سکے۔ جو ملک گیر خدمت کر سکے۔ جس کی واضح مثال ان ممالک کی تعلیم ٹیلینٹ اور سٹینڈرڈ تک پہنچنا آپکے بس کی بات

نہیں۔ آپ صرف پاکستان اور افریقہ جیسے ممالک میں چند لوگوں کی امداد کر کے تصویر کشی اور دکھاوا کر سکتے ہیں۔ جبکہ آپکے اپنے لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ آپ کے اپنے سکولوں میں تعلیم کا کوئی پرسان حال نہیں۔ احمدیہ سکولوں میں بچوں پر تشدد اور مار دھاڑ ایک عام سی بات ہے۔ کوئی معیار اور کوئی اصول یا سسٹم نام کی چیز ربوہ سکولوں میں نہیں ہے۔ جس کو آپ نظام جماعت کہتے ہیں وہ نظام نہیں ہے۔ صرف ایک گند، جہالت اور دھندا ھے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا سسٹم ہے۔

مزدور کی مزدوری۔۔۔۔۔۔۔۔

پیارے حضور۔ کیا احمدیہ دفاتر ربوہ میں کام کرنے والے لوگ عموماً صرف 12 سے 15 ہزار پر گزارہ کر رہے ہیں۔ جبکہ یورپ اور امریکہ میں آپ ایک ورکر پر تین ہزار یورو (چھ لاکھ) تک اخراجات اٹھاتے ہیں۔ کیوں کہ انسانیت پسند اور اصول وضوابط والے ممالک آپ کی حلق سے پیسے نکلوا کر مزدور کی مزدوری ادا کرتے ہیں۔ اور آپ غریب ممالک میں جہاں انسان اپنے حقوق کی آواز بلند نہیں کر سکتا۔ اور لوگ تڑپ تڑپ کر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کسی کو حقوق بھی نہیں دے سکتے۔ اور نہ پوری مزدوری۔ کیوں کہ جن کو آپ نے وقفِ زندگی کا چورن کھلا کر جکڑا ہوا ہے ان کی زندگی کا ستیاناس تو پاکستان میں آپ نے کر دیا۔ دوسروں کا کیا قصور ہے۔ انکی مزدوری تو پوری دو۔ لیکن کیسے کیونکہ یہ تو ایک مقدس دھندہ ھے۔ مجھے اس وقت بہت عجیب لگتا ہے جب 12 سے 15 ہزار روپے لینے والا ایک پاکستانی معلم یا مربی لنڈے کا کوٹ اور کپڑے پہن کر یورپ اور امریکہ کے سسٹم کے خلاف نفرت آمیز باتیں کرتا ہے۔

اور کتنی مضحکہ خیز بات ہے جب آپ کروڑوں کی گاڑیوں اور محلات میں بیٹھ کر لوگوں کو سادگی کا درس دیتے ہیں۔ سادگی کا جنازہ نکل جاتا ھے۔

پاکستان میں چائلڈ الاونس آپ نہیں دیتے۔ child benefit آپ نہیں دیتے۔ ماہانہ housing benefit کا آپ نے کسی کو نہیں بتایا۔ ہیلتھ انشورنس کا کوئی سسٹم نہیں۔ دنیا تو جانوروں کی بھی ہیلتھ انشورنس کروا چکی ہے۔ آپ کے پاس تو انسانوں کی بھی ہیلتھ انشورنس نہیں۔ ہیلتھ کیئر سسٹم آپ نہیں جانتے۔ work permit آپ نہیں دیتے۔

کیونکہ اس پر حقوق لکھے ہوتے ہیں اور وہ تحریری ثبوت ہوتے ہیں۔ جب چاہیں جسے چاہیں دھکے مار کے باہر نکال لیتے ہیں۔ انسانی حقوق آپ نہیں دیتے۔ کیا ھے آپ کے پاس۔

صرف اطاعت جو ہمیشہ غلامی کے آداب سکھاتی ھے۔ اور تنقید جو آپ خلافت پر کر نہیں سکتے۔ کیونکہ کمان تو خلیفہ کے ہاتھ ھے۔ لوٹ آپ رہے ہیں اور نام دفتر والوں کا لگ جاتا ھے۔ آپ بھی خوش وہ بھی خوش۔ اور نہتی عوام بے حال۔

ہیومینیٹی فرسٹ اور کچھ مزید سوالات۔

پیارے حضور۔

افریقہ اور پاکستان سمیت Humanity first کے نام سے جو کام ہو رہا ہے ان کا تعلق چندہ جات سے بالکل بھی نہیں ہے۔ کیونکہ humanity first کے نام سے علیحدہ چندا لیا جاتا ہے۔ لہذا دونوں کو مکس کرنا اور چندہ جات کا مقصد لوگوں کی خدمت بتانا بالکل غلط ہے۔ اسی طرح سو مساجد کا چندہ بھی جرمنی میں علیحدہ لیا جاتا ہے۔ 2020 میں جرمنی کا جلسہ نہیں ہوا لیکن جلسہ سالانہ کا چندہ پوری شد و مد سے وصول کر لیا گیا۔ حضور کس قدر بے شرمی اور بے رحمی کی بات ہے۔ اتنا دھوکہ تو ابلیس کے نام پر بھی نہیں ملتا۔ شرم تم کو مگر پھر بھی نہیں آتی

ہمارے صدر جماعت پچھلے 25 سال سے چوری اور حرام کی کمائی کر رہے ہیں۔ وہ روزے اور نمازوں کی ادائیگی تو بڑی ترتیب سے کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ چندہ ادا کر رہے ہیں تو سب ٹھیک ہے۔ صرف جرمنی میں 80٪ کے قریب یا تو کچھ یا سارا چوری اور حرام کے کام میں دن رات مصروف عمل ہیں۔ (وہ کام جس میں آپ کو اپنی ہیلتھ انشورنس اور ٹیکس نہیں دینا پڑتا اور ساتھ بے روزگار سوشل الاونس بھی ملتا رہتا ھے)۔ چوری اور حرام کمائی کی میں قائدین، صدور، ناظمین کی اکثریت بھی شامل ھے۔

کھوکھر ٹیلی کام۔

پیارے حضور۔

2018 میں جو کھو کھر ٹیلی کام فرام گروس گیر او نے فراڈ کیا اس سے تو سبپ واقف ہیں۔ جلسہ سالانہ میں لوگوں کے کنٹریکٹ کروا کر۔ فری کا جھانسہ دے کر غریب لوگوں کو پھنسا دیا۔ اور پھر 50 یورو فی کنٹریکٹ ماہانہ 2 سال تک سب نے ادا کیے۔ کچھ نے تو فری دیکھ کر 4 چار کنٹریکٹ کیے۔ احمدیت کی محبت میں سرشار ان لوگوں نے کئی ملین یوروز کا فراڈ کیا۔ جماعت احمدیہ نے بھی موقع غنیمت جانا اور سو مساجد کے نام پر رسیدیں کٹوائیں۔ جب کنٹریکٹ ایکسپوز ہوا تو جماعت بھی پیچھے ہٹ گئی اور وہ بھی بھاگ گئے۔ اور سو مساجد کے نام پر بٹورے ہوئے پیسے جماعت احمدیہ نے مرہم پٹی کے طور پر بھی کسی کو ایک یورو بھی واپس نہ کیا۔ اور تڑپتی اور سسکتی ہوئی غریب عوام نے دو سال تک ان کا کنٹریکٹ پورا کیا۔

کچھ مزید مسائل۔

پیارے حضور۔ آپ کے پاس ان مسائل کا کوئی ازالہ نہیں آپ تو ہر نیا سسٹم اور ہر نئی تحریک لوگوں کی جیبیں خالی کروانے کے لئے چلاتے ہیں۔ مال جان وقت اور عزت کی قربانی کے وعدے تو آپ پہلے ہی لے چکے ہوتے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ کبھی کسی سے کوئی وعدہ نہیں کرتی۔ اور اگر کسی کی تھوڑی بہت مدد بھی کرتی ہے۔ تو جس ناقص سسٹم اور جاہلانہ طریقہ کار سے گزر کر وہ مدد کی جاتی ہے۔ کسی احمدی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ 18 اور 20 سالہ احمدی لڑکیاں 55 سالہ بوڑھے لوگوں کے ساتھ شادیوں پر مجبور ہیں۔ بیوہ عورتوں سے جماعت احمدیہ بھری پڑی ہے۔ پڑھی لکھی عورتیں بچے پیدا کروا کے آپ نے گھروں میں محصور کر دی ہیں۔ 26 سالہ ڈاکٹر طاہرہ صدیقہ نے 73 سالہ بزرگ مرزا ناصر احمد سے شادی کی۔۔

مرزا فیملی کی کوئی 26 سالہ لڑکی جس نے کسی اتنی عمر کے بزرگ سے شادی کی ہو۔ یا اس سے 10 سال کم عمر کے مرد سے بھی شادی کی ہو۔ آپ ساری عمر ڈھونڈتے چلے جائیں آپکو کبھی نہیں ملے گی۔

اکیسویں صدی میں بھی آپ پینے کا صاف پانی صرف ربوہ میں لوگوں کے گھروں تک نہیں پہنچا سکے۔ اور آپکے کھوکھلے دعوے آپ کی آسمان کی بلندیوں کو چھوتے ہیں۔

۔۔۔۔۔لاش پہ لاش گری نیند نہ ٹوٹی تیری۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔خلیفۂ وقت تیری مردہ ضمیری کو سلام۔۔۔۔

چند نسخے آزمائیں اور مذہب سے جان چھڑائیں۔۔

1۔ تنقیدی نگاہ اور تنقیدی نظر کو تیز کریں۔

صرف ایک ہفتہ کے لیے اللہ اور رسول کو چھٹی دے دیں۔ اور خالی ذہن ہو کر سب مذاہب کا مطالعہ کریں۔

2۔ خلافت احمدیہ کے پانامہ اکاؤنٹس، جائیداد اور عیش و عشرت کی چھان بین کریں۔

3۔ انسانی حقوق کا مطالعہ کریں کہ کہاں کہاں آپ سے زیادتی ہوئی۔ اور کون کون سے حقوق آپ کو نہیں ملے۔

4۔ ملحدانہ اصول زندگی کا گہرائی سے مطالعہ کریں۔ اور چند دن کے لئے سب سنی سنائی باتوں کو دفن کر دیں۔

5۔ قرآن کو صرف باترجمہ پڑھیں۔ اور ہر بات کو خود سمجھیں۔ صحیح مسلم اور صحیح بخاری کو مکمل پڑھیں۔ تاریخ اسلام کی تحقیق کریں۔۔

6۔ زیادہ سے زیادہ سیر وسیاحت کریں۔ مختلف مذاہب اور عقائد کو پرکھیں۔

خلافت احمدیہ کے عالمگیر انسانی حقوق پر جرائم۔

پیارے حضور وہ وقت دور نہیں جب خلافت احمدیہ جرم کے کٹہرے میں کھڑی ہوگئی۔ کیونکہ بہت سے عالمگیر انسانی حقوق آپ نے ہم سے چھین لیے۔ اور ہم کو انسانی حقوق متعارف تک نہیں کروائے۔ چلیں آج آپکو عالمگیر انسانی حقوق کے 30 آرٹیکلز پر آپ کے جرائم کا موازنہ کرتے ہیں۔

1۔

حقوق اور عزت کے اعتبار سے ہم برابر نہیں پہلے حقوق کے ہی آپ مجرم ہیں۔ اپنے حقوق دیکھیں اور ہمارے حقوق دیکھیں۔

2۔

دوسرا عالمگیر انسانی حقوق امتیازی سلوک پر ہے۔ پاکستان میں مرزا فیملی کی عیاشیاں۔ اور دوسرے ورکرز کی غربت و بے بسی کسی سے چھپی ڈھکی نہیں۔

3۔

دفعہ 4 کے مطابق بھی آپ نے کئی غلام رکھے ہوئے ہیں۔ میرے ایک دوست کی والدہ بھی صدیقہ طاہرہ ناصر (زوجہ مرزا ناصر) کی غلام تھی جس کے کوئی حقوق نہیں تھے۔ اور بھی ہزاروں آپ کے غلام ہیں جن سے غلامی کے وعدے آپ پہلے سے لے چکے ہیں۔ اور غلام رکھنا جرم ہے۔۔

4۔

دفعہ 5 کے مطابق آپکے خادم اور شعبہ عمومی ربوہ ہمارے احمدی بھائیوں پر آج بھی ذہنی اور جسمانی تشدد کی انتہا کرتے ہیں۔ پاکستانی احمدیہ دفاتر میں کام کرنے والا ہر شخص اس کو جانتا ہے۔ لوگوں کی ہڈیاں توڑ کر لوگوں کو معذور کر دیا گیا۔ جس کا میں عینی شاہد ہوں۔ جن کا جرم صرف متفقہ جنسی ملاپ، سی ڈیز کی فروخت، اپنے حقوق کا حصول اور مرزا فیملی سے یا جماعتی اختلاف وغیرہ تھا۔ جو کسی بھی ترقی یافتہ ملک میں جرم نہیں ہے۔۔

اس کے علاوہ آرٹیکل نمبر 7،9،10،12،13،15,16,18,19,20,21,22,23,24,25,26،28,29,30.

30 میں سے 22 انسانی حقوق آپ نے چھین لیے۔ اور بقیہ کچھ حقوق آپ سے تعلق نہیں رکھتے۔

جو صرف ملک و قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے تو ہمیں عالمگیر انسانی حقوق میں سے 50 فیصد حقوق بھی نہیں دیے۔ یہ انسانی حقوق صرف ہم سے ہی نہیں ہمارے باپ دادا کے انسانی حقوق بھی آپ نے ضبط کر لیے۔ ان کے بھی مجرم ہیں۔ تو پھر جو خلافت ہمارے انسانی حقوق ادا نہیں کر سکی۔ اس کا تعلق صرف ایمان سے تو ہو سکتا ہے۔ لیکن ایمانداری سے کبھی نہیں۔

آپ Universal Human rights یہاں سے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

https://www.thepersecution.org/50years/undechrurdu.html

پیارے حضور۔

میں نے جب آنکھوں پر بندھی ہوئی عقیدت کی پٹی اتار کر اسلام اور احمدیت کو صرف ایک بار خالی ذہن ہو کر تنقیدی نظر سے پڑھا۔ تو مجھے سوائے جھوٹ فراڈ دھوکہ بے ایمانی مسخ شدہ تاریخ ڈر خوف انسانیت کی ذلت اور خواری کے کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ تو پھر ایسے مذہب اور خدا کو چھوڑنا ایک لوجیکلی بات ہے۔

آپ کی عدالتوں میں جھوٹ، مارکیٹوں میں جعل سازی، ملاوٹ اور گندگی، دفاتروں میں کرپشن، سکولوں میں تشدد، بچوں اور عورتوں سے بے انصافی، بیواؤں اور غلاموں کی لائنیں، پانامہ اکاونٹس، چندے کا دھندہ، لوگوں کی ذلت، غربت کے ڈھیر، تعلیم کا زوال، بے ترتیب زندگی، اصول و قانون کا فقدان، دوہرا معیار، رشوت کا بازار اور منافقت کے مینار اسلام اور احمدیت کی حقیقت کو کھول کھول کر واضح کرتے ہیں۔ ذرا سوچیئے۔

بن دیکھے زہر نہ پیجئیے۔ کچھ تو تحقیق کیجئیے

کیونکہ۔۔۔

... Our religion is by birth not by choice

آپکے جواب کا منتظر۔۔

اسد واسر۔ ایکس-احمدی ملحد۔ جرمنی۔13.02.21

حوالہ جات اور ذرائع

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد آپ جس نتیجہ پر بھی پہنچیں۔ کسی بات پر متفق ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن علم ایک ایسی شمع ہے جو ہمیشہ انسان کو باشعور بناتی ہے۔ تاریخ پڑھنے سے حقائق کا پتہ چلتا ہے۔ اور علم میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔

اس کتاب میں لکھے گئے حوالہ جات اور مضامین کو وسیع پیمانے پر پڑھنے اور سمجھنے کے لئے آپ درج ذیل ویب سائٹ کا ضرور مطالعہ کریں۔

Realisticapproach.org

translationsproject.org

Wikiislam.net

اس کے علاوہ Ghalib Kamal اور Harris Sultan کا یوٹیوب چینل ضرور وزٹ کریں۔

(عبداللہ گوندل) Abdüllah Gondäl اور Harris sultan کی یوٹیوب پر تحقیقی ویڈیوز ضرور دیکھیں۔ اور حاجی مست علی کی اسلام اور قرآن کی تاریخی حقیقت پر اقساط کا مطالعہ اور pakistani freethinkers فیس بک گروپ دیکھتے رہیں۔

سید امجد حسین کی معرکت الآراء کتابیں۔ قرآن اور اسکے مصنفین اور آپریشن قرآن و تاریخ سرِ فہرست ہیں۔ علاوہ ازیں۔ Robert Spencer , Neil Shubin , Dan Gibson " john wansbrough_ michael cook_ patricia crone_ joseph schacht_ stephen hawking_ ibn warraq_ salman rushdi_ daniel j. fairbanks_carl sagan_ christopher hitchens_ sam harris_ .Tom holland_ janet browne_ Donald Prothero_ Jerry Coyne

ہیں۔ یہاں صرف چند سر فہرست مصنفین و مؤرخین کے نام لکھنا ممکن ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہم کو تاریخ، ارتقاء، آرکیالوجی، کوسمولوجی، اسلامی و مذہبی تاریخ اور علم و حقائق کا بیش بہا خزانہ عطا کیا۔۔ سمندروں کی گہرائی سے لے کر فضاؤں کی بلندیوں تک کا علم اور تاریخی سچائیاں اپنی کتابوں میں قلمبند کیں۔

اس وقت یوٹیوب پر کافی ایکس مسلم ایتھیسٹ اردو چینلز موجود ہیں۔ مجھے امید ہے کہ مستقبل قریب میں ایکس۔ احمدی ایتھیسٹ اردو چینل بھی سامنے آئیں گے۔ جس سے احمدی احباب کو حقائق کو سمجھنے اور سوچنے کا بھرپور موقع ملے گا. اس کے علاوہ Mohammad Rafi ایک ایکس احمدی قابل ذکر ہیں۔ جو silsla ڈاٹ کوم پر ایکٹو رہتے ہیں۔ بہت معلوماتی ویب سائٹ ہے۔

ھر کوئی دورِ جہالت سے گُزرتا ھے میاں۔
ھم بھی شائق تھے کسی وقت مُسلمانی کے۔
(رفیع رضا)

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ زندہ انسانوں پر آمریت کا نام نبوت اور خلافت ہے۔ اسلام اور خدا نے بچپن سے لے کر اب تک ہم پر جتنے مظالم کیے ہیں۔ ہم جتنی بھی تنقید کریں کم ھے اور یہ ہمارا حق ہے۔

میں نے جب عقیدت کا چشمہ اتار کر اسلام کو پڑھا تو مجھے سوائے جھوٹ دھوکہ، مکاری، مسخ شدہ تاریخ، لالچ، ڈر، خوف اور خیالی خدا کے علاوہ کچھ نظر نہیں آیا۔ خوف میں ڈوبا ہوا ذہن صرف غلامی اور اطاعت کے قابل رہ جاتا ہے۔ اور تنقید کرنے یا حقیقت جاننے کے قابل نہیں رہتا۔ اگر ایک دفعہ عقل کا جن مذہبی بوتل سے باہر آجائے تو پھر کسی جہنم اور آخرت کے ڈر سے کبھی مذہبی بوتل میں دوبارہ واپس نہیں جاسکتا۔

اسلیے ہم ان حقائق کو جس قدر ممکن ہے۔ سب لوگوں تک پہنچائیں۔ بار بار شئیر کریں۔ تاکہ جب اصل حوالہ جات اور حقائق لوگوں کے سامنے آئیں تو لوگ خود ان کا مطالعہ کریں۔

اور آمرانہ نظام اور غلامی کی زندگی سے چھٹکارا پا سکیں۔ شکریہ

اسد واسر۔ 13.02.2021 جرمنی۔